تحریف القرآن

رسالہ

تحریف قرآن

تصنیف ماسٹر رام چند صاحب دہلوی جنکی تصنیفات

سے رسالہ اعجاز قرآن اور مسیح الدجال ہے

سنہ ۱۸۹۳ء

پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی

انارکلی لاہور

بار دوئم　　جلد ۵۰۰

فہرست کتب

مفصلہ ذیل کتابیں پنجاب ریلجس بک سوسائٹی کے کتب خانہ واقع انارکلی لاہور سے مقررہ قیمت پر مل سکتی ہیں۔ اِس کے علاوہ ہر ایک قسم کی مذہبی کتابیں اور کتب مقدسہ مختلف زبانوں میں فروخت کیلئے موجود رہتی ہیں۔ درخواستیں اسسٹنٹ سکرٹری کے نام آنی چاہئیں ؛

آئینہ دل بالتصویر سادہ	۴ر	چشمہ حیات کی شاخیں ۱ حصہ	۱ر
بالتصویر رنگین	عہ۴ر	دِل کی تبدیل	۲ر
اگستین کے اقرارات	۱۲ر	دِینِ حق کی تحقیق	۳ر
عین الحیات	۴ر و ۸ر	گنجینۂ لازوال	۱ر
الفاب مسیحی	۲ر مجلد ۴ر	اِنسان کیا ہے	یک پائی
عقائد و فرائض مسیحی	۲ر	عیسیٰ کی سیرت	۰ر
اشرف المخلوقات	یک پائی	جہان کا نور	ـر
بیگناہی مسیح	۱ر	کاشف جرم آدم	ـر
بیان فارقلیط	ـر	خطوط بنام جوانان ہند	۴ر
بابا ہست الٰہی	۰ر	من انا الوہیت مسیح	ـر
برج مستحکم	۵ر	مسیح ابن اللہ	۲ر
چشمہ حیات کی شاخیں ۲ حصہ	۱۲ر	مسیحی کمالیت کا بیان	ـر

رسالہ

تحریفِ قرآن

فہرست مضامین موافق دفعات کے

فصل اوّل

تحریف قرآن موافق تفسیر حسینی کے

دفعہ ۱ - مختصر حال تفسیر حسینی اور اُس کے مصنّف کا۔

دفعہ ۲ و ۳ - اختلاف قرائتوں حرفی اور لفظی کے بیشمار ہیں اور اُن قرائتوں میں سے معتبر اور غیر معتبر ہیں اور کلمات میں بھی اختلاف اور بعض قرائتیں ایک ولایت میں مشہور ہیں اور بعض دوسری میں اور اُن سے معنی قرآن میں اختلاف کلی ہے پس یہہ قرآنِ مروجہ بالکلیہ

قابل اعتبار کے نہیں وہ بالکلیہ محرف ہی چند مثالیں آگے لکھی جاتی ہیں۔

دفعہ ۴ - اختلافِ لفظی حاضر اور غائب اور ضرور ہی کہ ایک ان میں سے صحیح ہوا اور دوسرا غلط پس یہہ تحریف ہی۔

دفعہ ۵ - اختلافِ اعراب سے دو مختلف مذہب قائم ہوئے پس ضرور ہی کہ ایک ان میں سے صحیح ہوا اور دوسرا غلط اور یہہ تحریف ہی۔

دفعہ ۶ - اختلافِ لفظی متکلم اور غائب اور یہہ صریح تحریف ہی۔

دفعہ ۷ - تبدیل ایک لفظ کی دوسرے لفظ سے اور یہہ سخت تحریف ہی۔

دفعہ ۸ - اختلافِ لفظی متکلم اور غائب کا کوئی کچھ متن قرآن میں داخل کرتا ہی اور کوئی کچھ اس قران کا کیا اعتبار۔

دفعہ ۹ - دو لفظ بالکلیہ مختلف اور معنی بھی مختلف اور یہہ تحریف لفظی بڑی ہی۔

دفعہ ۱۰ اختلافِ لفظی امر اور ماضی کا اور ایسی تحریفوں سے بڑا اختلاف ہو سکتا ہی۔

دفعہ ۱۱ - ایک جملہ آیت کا بعض نسخوں قرآن میں موجود ہی اور اکثر نسخوں میں نہیں ہی پس یہہ تحریف آیت کی ہی اور ملاوٹ ہی کیا معلوم کہ اصل قرآن مصدق اور مطابق انجیل مقدس کے ہو لیکن اب وہ محرف ہو کر انجیل کے خلاف ہو گیا۔

فصل دوم

تحریف قرآن موافق تفسیر بیضاوی کے

دوسرا درج ہوا اور یہاں سے یہہ بھی صاف معلوم ہوا کہ مختلف
قرائتیں مختلف ولائتوں میں مروّج ہیں۔

دفعہ ۴۲، ۴۳ و ۴۴۔ دو لفظ زیادہ اور دو کم کیئے گئے۔

دفعہ ۴۵ و ۴۶ ۔ایک جملہ دوسرے سے اور ایک لفظ دوسرے لفظ سے بدلا گیا اور
یہہ سخت تحریف ہے۔

دفعہ ۴۷ سے ۵۶ تک۔ الفاظ کا زیادہ کرنا اور بعض الفاظ کی جائے اور الفاظ داخل
کرنا اس لئے کہ قرآن کی عبارت فصیح اور صحیح ہو جائے ایک ایسی
نہائت سخت تحریف ہے کہ قرآن مروّجہ پر ہرگز اعتبار نہیں ہو سکتا
ہے بعض جائے قرآن کی عبارت یقیناً غلط ہے جیسے دفعہ ۵۶ سے
ظاہر ہے لیکن پھر بھی بدلنا نہائت برا ہے۔

دفعہ ۵۷ و ۵۸۔ بعض الفاظ کی جائے اور الفاظ داخل کیئے گئے۔ عبداللہ بن سعد
کاتب قرآن کی تحریفیں قرآن مروّجہ میں آج تک موجود ہیں
اس قرآن پر ہرگز اعتبار نہیں ہو سکتا۔

دفعہ ۵۹ سے ۶۴ تک۔ الفاظ زیادہ کیئے گئے اور بدلے گئے اور جملوں کی تحریف ہوئی
اور غرض تھی کہ غلط اور بےمعنی عبارت قرآن کی درست کی
جائے جیسے دفعہ ۶۴ ہیں۔

دفعہ ۶۵ سے ۷۰ تک۔ تبدیل الفاظ سے جملوں قرآنی کی تحریف ہوئی اور دفعہ ۷۰ سے ظاہر
ہے کہ غلط عبارت قرآنی کو درست کرنے کے لئے الفاظ الٹ پلٹ

کئے گئے۔

دفعہ ۱ سے ۷۵ تک۔ تحریف و تبدیل الفاظ، تبدیل الفاظ واسطے درستی غلط عبارت
جیسے دفعہ ۷۵ میں۔

دفعہ ۷۶ سے ۷۸ تک۔ ایضاً ایضاً

دفعہ ۷۹ سے ۸۲ تک۔ تحریف و تبدیل الفاظ اور ملاوٹ تفسیر متن قرآن میں جیسے دفعہ
۸۲ میں۔

دفعہ ۸۳ سے ۸۵ تک۔ تحریف لفظی اور جملہ کی فصاحت قرآن پر کچھ بھی اعتبار نہ رہا
جیسے دفعہ ۸۵ میں۔

دفعہ ۸۶ ۔ فقط تبدیل اعراب سے سخت تحریف ہوئی کہ قرآن پر کچھ اعتبار نہ رہا۔

دفعہ ۸۷ سے ۹۳ تک۔ تبدیل الفاظ اور زیادتی الفاظ سے سخت تحریف جملوں اور آیتوں
کی ہوگئی۔

دفعہ ۹۴ سے ۱۰۰ تک۔ تبدیل و زیادتی الفاظ اور بطور سابق تغیر معنی اور فصاحت قرآن
جیسے دفعہ ۹۷ میں۔

دفعہ ۱۰۱ سے ۱۱۰ تک۔ لفظوں اور جملوں کی تحریف بدلنے اور زیادہ کرنے الفاظ سے۔

دفعہ ۱۱۱ ۔ تبدیل لفظ اور فصاحت قرآن کا بطلان۔

دفعہ ۱۱۲ سے ۱۱۳ تک۔ تحریف لفظی اور تبدیل دو لفظوں سے تحریف ثابت ہوئی اور
تعجب یہ ہے کہ شاہ عبدالعزیز صاحب شیعوں کو الزام اثبات
تحریف کا دیتے ہیں جبکہ سُنی عالم بیضاوی خود اسکو ثابت کرتا ہے۔

دفعہ ۱۱۴ سے ۱۲۰ تک۔ تبدیل اور زیادہ کرنے الفاظ سے تحریف جملوں کی ہوئی۔

دفعہ ۱۲۱ سے ۱۳۰ تک۔ تبدیل کمی وبیشی الفاظ سے سخت تحریفیں ہوئیں یہاں تک کہ کوئی مسئلہ قرآن میں موجود ہو اُس کا معکوس بھی صحیح ہوسکتا ہی۔

دفعہ ۱۳۱ سے ۱۴۰ تک۔ تبدیل کمی وبیشی الفاظ سے سخت تحریفیں مذکور ہیں۔

دفعہ ۱۴۱ زیادتی ایک لفظ کی واسطے ثابت کرنے معجزہ شق القمر کے اور یہہ سخت تحریف ہی۔

دفعہ ۱۴۲ سے ۱۴۷ تک۔ تبدیل کمی وبیشی الفاظ سے سخت تحریفیں مذکور ہیں یہاں تک بطریق نمونہ چند تحریفیں تفسیر بیضاوی سے نقل ہوئیں۔

فصل سیوم

اِس بیان میں کہ قرآن اِس قدر محرّف ہی کہ اُس پر کچھہ اعتبار نہیں ہوسکتا ہی

دفعہ ۱۴۸ شاہ عبدالعزیز صاحب کہ ایک بڑے عالم سُنّیوں کے تھے تحفہ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں کہ شیعوں نے قرآن کی تحریف لفظی اور معنوی کی اور اُس میں بعضے الفاظ زیادہ کئے اور دو فصلوں گذشتہ سے ثابت ہی کہ علمائے سُنّی صاحب تفسیر

حسینی اور بیضاوی قائل ہیں کہ سنیوں نے اس سے زیادہ تحریف لفظی اور معنوی کی اور بہت سے الفاظ قرآن میں زیادہ کئے پس جمع ہونے فریقین کی تحریفوں سے قرآن مروجہ بالکلیہ قابل اعتبار کے نہ رہا۔

دفعہ ۱۴۹ و ۱۵۰ و ۱۵۱۔ علمائے شیعہ صاف کہتے ہیں کہ سنیوں نے قرآن بدرجہ غایت محرف کیا ہے یعنے اس میں سے آیتیں اور سورتیں نکال ڈالی ہیں اور ایک وجہ اس کی یہہ بیان کرتے ہیں کہ خلیفہ عثمان نے اس قرآن کو زبردستی جاری کیا ہے یہہ اصلی قرآن نہیں ہے اور سنی بھی اس سخت خرابی قرآن کے قائل ہیں جیسے کہ فصل آیندہ سے ظاہر ہوگا۔

دفعہ ۱۵۲ ۔ دوسری وجہہ غیر معتبر ہونے قرآن مروجہ کی شیعوں کے نزدیک یہہ ہے کہ ناقلان قرآن مکار اور دین فروش اور مال اور لوٹ کے آرزومند تھے اور اس امر میں سنیوں کو بھی اتفاق کرنا چاہئے چنانچہ وہ خود قائل ہیں کہ عبداللہ بن سعد ایک ایسا ناقل قرآن تھا کہ اُس نے تحریف قرآن کی کی ایسا کوئی ناقل توریت و انجیل کا نہ تھا کہ زمانہ حضرت موسیٰ و عیسیٰ میں یہہ حرکت کرتا۔

دفعہ ۱۵۳ و ۱۵۴ ۔ شیعوں کے نزدیک قرآن مروجہ بالکلیہ غیر معتبر ہے کیونکہ اُس میں

سے بہت سی آیتیں اور سورتیں ساقط ہوگئیں اور بقول کلینی
کے قرآن کا فقط ایک تہائی باقی رہا ہے اور دو تہائی ساقط ہے
اور اس باقی میں بھی الفاظ مبدل اور زائد اور ناقص ہیں اور
مثالیں چند ان خرابیوں قرآن کی بیان کی ہیں لیکن سُنی بھی
ان خرابیوں عظیم کے قائل ہیں جیسے فصلوں آئندہ میں مذکور
ہوگا اور توریت و انجیل میں ایسی خرابیاں ہرگز نہیں ہوئیں
جیسے دو تہائی کا غائب ہو جانا۔

فصل چہارم

اس بیان میں کہ جیسے علماء شیعے تحریف قرآن کی ثابت کرتے ہیں اُسی طرح علماء سُنی بھی تحریف قرآن ثابت کرتے ہیں

دفعہ ۱۵۵۔ بقول عالم شیعے مولوی سید حامد حسین صاحب کے جیسے
کتاب ابو جعفر کلینی میں روایتیں تحریف اور تغیر قرآن اور حذف
اور اسقاط سورتوں وغیرہ کی درج ہیں ویسی ہی تحریف قرآن
کی روایتیں سُنیوں کی کتابوں بخاری و مسلم میں موجود ہیں
اور جیسے کلینی میں ہے کہ دو تہائی قرآن سے ساقط ہوا ویسے

سُنّیوں کی کتابوں میں ہے کہ بقول ابن عمر کے کہ بہت سا
قرآن میں سے جاتا رہا ہے اور تھوڑا سا اُس میں سے باقی ہے
سُنّی لوگ قول مذکورہ بالا ابن عمر کی یہہ تاویل کرتے ہیں کہ جو
بہت سا قرآن سے ساقط ہو گیا وہ ہے جس کو خدا نے پڑھنا
اور قرآن خیال کرنا منع کیا اور اس تاویل کو حامد حسین صاحب
نے اِس طرح رد کیا ہے کہ اگر گم شدہ حصہ قرآن منسوخ التلاوۃ
ہوتا تو ابن عمر قرآن موجود کو سارا قرآن مانتے اور نہ فقط
ایک جزو اُسکا غرض کہ یہہ اُس حالت میں صحیح ہے جبکہ مانا
جائے کہ ابن عمر سخت نادان اور خارج از عقل تھے۔ یہہ
تاویل ثابت کرتی ہے کہ سُنّی بھی قرآن میں سے بہت سا جاتا رہنا
مانتے ہیں۔

دفعہ ۱۵۸ و ۱۵۹ ۔ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ بقولِ حضرت ابن عمر یعنے موافق
سُنّیوں کے بھی قرآن میں سے بہت سا ساقط ہو گیا ہے
اور اُس کی مثال یہہ ہے کہ بقول حضرت عائشہ وغیرہ یعنے
موافق سنیوں کے بھی سورہ احزاب میں دوسو آیتیں تھیں
اور اب قرآن مروجہ میں فقط تہتر ۷۳ آیتیں باقی ہیں پس مولوی
سید حامد حسین صاحب قول مولوی شاہ عبد العزیز صاحب
کو رد کرتے ہیں یعنے کہتے ہیں کہ اگر قرآن موافق شیعوں کے

غیر معتبر ہو گیا ہے تو موافق سُنیوں کے بھی قرآن مروجہ اعتبار
سے ساقط ہوا اور مثالیں نقصان کی آگے مذکور ہیں اور
واضح ہو کہ سورہ احزاب کی آیتوں گم شدہ میں سے آیت رجم
بھی تھی۔

دفعہ ۱۶۰	مثال دوسری کہ موافق سُنیوں کے دو سورتیں طویل ساقط ہوئیں اور اُن میں آیت ہوس آدمی وغیرہ کی درج تھی۔
دفعہ ۱۶۱	مثال تیسری کہ موافق سُنیوں کے بھی سورہ برأۃ میں سے ایک چوتھائی باقی ہے اور سب ساقط ہو گیا۔
دفعہ ۱۶۲	مثال چوتھی کہ موافق سُنیوں کے دو سورتیں کامل خلع اور حفد ساقط ہوئیں اور کہ مسئلہ منسوخ التلاوۃ اِن میں جاری نہیں ہوتا ہے۔
دفعہ ۱۶۳	چند مثالیں ساقط ہونے آیتوں کی اور اُن میں سے ایک آیت درباب ہوس آدمی کے تھی کہ اُس کے باب میں حضرت عمر اور حضرت ابن عباس اور ابی بن کعب کا مباحثہ ہوا لیکن کسی نے نہ کہا کہ اُسکی تلاوت منسوخ ہو گئی ہے پس تحقیق ہوا کہ جو موافق سُنیوں کے بھی ساقط قرآن سے مسلّم ثابت ہوا اور آگے ہوگا اُس پر مسئلہ منسوخ التلاوۃ کا جاری نہیں ہو سکتا ہے وہ بلا شبہ تحریف و خرابی قرآن ہے۔

دفعہ ۱۶۴	آیت رجم یعنے آیت سنگساری زناکار کا ساقط ہونا اور موافق مولوی سید حامد حسین صاحب کے ثبوت اسکا کہ یہہ منسوخ التلاوۃ میں داخل نہیں ہو سکتی کیونکہ حضرت عمر خلیفہ ثانی نے اسکو لائق داخل کرنے قرآن میں سمجھا اور فقط اس لئے کہ ظالم حکام اس آیت کی سند سے لوگوں پر ظلم کریں گے فقط اپنی شہادت سے اسکو درج نہ کیا پس ثابت ہوا کہ موافق سنیوں کے بہت سا قرآن میں سے موافق مصلحت اور رائے ناقلان قرآن کے ساقط ہوا اور اسی واسطے کیا معلوم ہوا کہ کس قدر موافق مصلحت اور رائے ان ناقلان کے قرآن میں تبدیل اور زیادہ کیا گیا ہو غرض کہ قرآن مروجہ بالکلیہ قابل اعتبار نہیں ہی۔
دفعہ ۱۶۵	حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ دو آیتیں ایک رقعہ پر لکھی ہوئی تھیں اسکو ایک گوسپند نے کھالیا اور آیتوں کا ساقط ہونا مذکور ہی اور مولوی سید حامد حسین نے خوب ثابت کردیا ہی کہ سنیوں کے نزدیک بھی سوائے منسوخ التلاوۃ کے بہت سا ساقط ہو گیا ہی اور قرآن محرف اور ناقابل اعتبار ہی۔
دفعہ ۱۶۶	ساقط ہونا جملوں قرآنی کا موافق سنیوں کے اور ایک ان جملوں میں سے وھو اب لھم ہی کہ وہ موافق تفسیروں حسینی و بیضاوی

بعض نسخوں قرآن میں موجود ہی جیسے دفعہ ۱۱ میں بیان ہوا پس
ثابت ہوا کہ مسئلہ منسوخ التلاوۃ تحریف و نقصان کو دفع نہیں
کرتا ہی۔

دفعہ ۱۶۷ - میں ذکر تبدیل الفاظ قرآن کا موافق سُنیوں کے اور آیت نہم
سورہ جمعہ قرآن مروجہ میں ایک لفظ فاسعوا درج ہی اور اس
لفظ کو حضرت عمر اور ابن مسعود منسوخ اور باطل جانتے تھے اور
اس کی جائے لفظ فامضوا پڑھتے تھے پس خلاف حضرت عمر
اور ابن مسعود کے ایک غلط اور باطل لفظ قرآن میں آج تک موجود
ہی اس قرآن کا کیا اعتبار اور سوائے ازیں سُنیوں کے نزدیک
بہت سے الفاظ تبدیل ہوئے جیسے حسینی اور بیضاوی سے
فصل اوّل اور دوئم میں بیان ہو چکا ہی۔

دفعہ ۱۶۸ - دونوں سُنی اور شیعے قائل ہیں کہ قرآن مروجہ اس قدر محرف ہی
کہ وہ قابل اعتبار کے نہیں ہی۔

دفعہ ۱۶۹ - سوائے قرآن کے ایک اور کتاب وحی محمد صاحب پر نازل ہوئے
تھے اور اُس کا نام مختوم بخواتم ہی پس وہ کتاب کہاں ہی اور
اس سے اطمینان نہیں ہوتا کہ سُنی لوگ کہیں کہ وہ جھوٹی کتاب
ہی اور اسی طرح کتاب اسمائے صحیفہ فاطمہ بھی لائق دیکھنے کے ہی
شاید انہیں کتابوں میں اصل حقیقت دین محمدی کی ظاہر ہو جائے

اور جو کتابیں لوگوں نے تصنیف کر کے طرف امام صادق وغیرہ
کے منسوب کیں ہیں وہ بھی لائق مطالعہ کے ہیں۔

فصل پنجم

اِس بیان میں کہ یہہ جو علماء محمدی سمجھتے ہیں کہ خود محمد صاحب نے خدا کے حکم سے بہت سی آئتیں اور سورتیں منسوخ التلاوۃ کردیں یعنے اُن آئتوں اور سورتوں کی نسبت یہہ کہدیا کہ وہ قرآن سے خارج کیجاویں اور کبھی بطور جزو قران نہ خیال کیجاویں یہہ سمجھہ اُنکی صحیح نہیں ہے بلکہ اصل بات یہہ ہے کہ جو آئتیں محمد صاحب نے واسطے تالیف قلوب بت پرستوں مکہ اور یہود مدینہ کے درج کردیں تھیں وہ منسوخ اور خارج قرآن سے کی گئیں

دفعہ ١٧٠ و ١٧١ - سورہ بقر کی دو آئتوں ننانویں اور سویں سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن میں فقط ایسی آئتوں کے منسوخ التلاوۃ یا خارج کرنے کا قرآن سے حکم ہے جو کہ واسطے تالیفِ قلوب یہود و بت

پرستوں کے قرآن میں درج کی گئیں تھیں نہ اور آیتوں اور
سورتوں کے خارج کرنے کا۔

دفعہ ۱۶۲ سے ۱۷۴ تک۔ ایک مثال مذکورہ بالا کی یہہ ہے کہ اغوائے شیطانی سے محمد
صاحب نے واسطے تالیفِ قلوب بت پرستوں مکّہ کے
ایک آیت بتوں کی تعریف میں پڑھ دی کہ اسکا منسوخ کرنا
اور خارج از قرآن کرنا ضرور تھا۔

دفعہ ۱۷۵ و ۱۷۶۔ تاویلیں قصّہ بالا اغواء شیطانی کی اور اُنکی تردید۔

دفعہ ۱۷۷ و ۱۷۸۔ اور حال قصّہ اغواء شیطانی کا اور تردید تاویلوں کی۔

دفعہ ۱۷۹ سے ۱۸۱ تک۔ اور حال قصّہ بالا کا اور یہہ کہ گو لفظ تمنّی کے یہہ بھی معنے
ہو سکتے ہیں لیکن اس قصّہ میں یہہ معنی نہیں ہو سکتے بلکہ ہوا
اور ہوس ناجائز اور اسی واسطے سوائے حضرت مریم اور ابن
مریم حضرت عیسیٰ کے سب رسولوں اور نبیوں سے مختلف
طرح کے گناہ سرزد ہوئے اور محمد صاحب سے ایک وہ بھی
گناہ سرزد ہوا جو دفعہ ۱۷۳ میں موافق معالم التنزیل کے
متحقق ہوتا ہے۔

دفعہ ۱۸۲ معالم میں اس تاویل کا ذکر تک نہیں کہ کسی کافر مکّہ نے
آیت بت پرستی کی پڑھ دی اور سامعین مشرکین نے خیال
کیا کہ خود محمد صاحب نے پڑھ دی غرض کہ دونوں تاویلیں

محض غلط ہیں اور اصل وہی بات ہے کہ خود محمد صاحب نے غرض نفسانی سے آیت بت پرستی کی پڑھ دی تا کہ بت پرست لوگ مکّہ کے خوش ہوکر ایمان لاویں۔

دفعہ ۱۸۳ و ۱۸۴۔ معلوم ہوتا ہے کہ قاضی بیضاوی ظاہر میں قصہ مشہور کو مردود بیان کرتا ہے لیکن باطن میں اسکو صحیح جانتا ہے۔ خلاصہ دفعات گزشتہ کا درباب اس قصہ کے۔

دفعہ ۱۸۵ و ۱۸۶۔ موافق قرآن کے دو اور دلیلیں ہیں کہ محمد صاحب کو زبردستی رسولِ خدا بن جانے کی تمنّی یعنے ہوا و ہوس نفسانی تھی اور اسی واسطے دو اور گناہ سخت کئے اور ایک آئت قرآن میں آج تک موجود ہے کہ وہ بھی مثل آئت بت پرستی کے لائق باطل ہونے اور خارج ہونے قرآن سے تھی پس معلوم ہوا کہ وہ القاء شیطانی سے ہے اور چونکہ اس آیت میں مخالفت حضرت عیسیٰ ابن مریم کی ہے تو ثابت ہوا کہ جو جو آئتیں قرآنی خلافِ انجیل مقدس کے قرآن میں موجود ہیں وہ سب القاء شیطانی ہیں اور باطل اور خارج از قرآن ہونی چاہئیں اور جو جو باتیں انجیل کی قرآن سے ساقط ہوگئی ہیں وہ داخل کرنی چاہئیں اور بعد اس منہائی اور زیادتی کے قرآن سچا کلامِ خدا ہو سکتا ہے اور محمد صاحب سچے رسول خدا۔

تتمۂ فصل پنجم

دفعہ ١٨٧ سے ١٨٩ تک۔ بیان قطعی دلیلوں کا ہی کہ اُن سے صاف ظاہر ہی کہ یہہ جو علماءِ سُنی بیان کرتے ہیں کہ بحکم خُدا بہت سی آئتیں اور سورتیں منسوخ التلاوۃ ہوگئیں اور قرآن سے خارج کی گئیں یہہ بیان اُن کا محض غلط اور خلافِ قرآن ہی اور اصل بات یہہ ہی کہ علماءِ سنی نے قرآن کو ناقص اور مُحرّف کر دیا قرآن میں تو اُن آیتوں کے بھلائے جانے کا ذکر ہی جو محمد صاحب نے واسطے تالیفِ قلوب بت پرستوں مکہ اور یہود مدینہ کے قرآن میں پڑھ دی تھیں۔

دفعہ ١٩٠ ۔ قرائتیں مختلفہ قرآن میں ہزاروں اور لاکھوں نہیں ہیں بلکہ بیشمار اور لاتعداد ہیں اور اِن میں سے بعض معتبر ہیں اور بعض غیر مُعتبر یعنے یہہ جو بے علم مولوی لوگ کہا کرتے ہیں کہ سب قرائتیں قرآن کی صحیح اور درست ہیں یہہ قول اُنکا محض غلط ہی اور اِس قول سے اکثر عیسائیوں کو دہوکا ہوا ہی پس قرآن میں بے شمار تحریفیں حرفی اور لفظی اور جملوں کی موجود ہیں کہ اُن سے معنی قرآن میں بہت اختلاف ہوتا ہی اور سوائے ازیں یہہ سچ ہی کہ ناقلانِ قرآن محمد صاحب کے وقت کے

دنیا پرست لوگ تھے اُنکا کچھ اعتبار نہیں چنانچہ ایک
مثال اُس کی مذکور ہی اور سُنی کہتے ہیں کہ شیعوں نے قرآن
کی تحریف کی اور شیعے کہتے ہیں کہ سنیوں نے تحریف کی اور
کلینی عالم شیعوں کا کہتا ہی کہ قرآن سے بہت سا ساقط ہوا
اور سُنیوں کے بڑے بزرگ ابن عمر کہتے ہیں کہ یہہ سارا قرآن
نہیں ہی بہت سا اُس میں سے ساقط ہوا اور علماء سُنیوں میں
بھی اختلاف ہی بعض ایک قرائت کو صحیح جانتے ہیں اور بعض
دوسری کو اور خود محمد صاحب نے قرآن کی تحریف کی یعنے آیتیں
اپنی طرف سے اُس میں داخل کیں پس غیر ممکن ہی کہ قرآن مروجہ
پر کچھ اعتبار کیا جاوے۔

دفعہ ۱۹۱ بیان اُس وجہ کا جس کے باعث سے محمد صاحب السیحت
غلطی میں پڑے کہ وہ دعوی کر بیٹھے کہ جس نبی آخر الزمان کے
یہود منتظر تھے اور آج تک ہیں کہ وہ آن کر اُنکو کفار پر فتح
دلواوے وہ نبی آخر الزمان میں ہوں اور نہ جانا کہ آخر الزمان
نبی یہودیوں کا مسیح الدجال ہی یعنے نہیں خیال کیا کہ مسیح
حقیقی حضرت عیسیٰ ابن مریم سے منکر ہو کر یہود لوگ ہمیشہ منتظر
ایک جھوٹے مسیح کے رہتے ہیں اور جب اُنکا مقابلہ اور مجادلہ
کسی غیر قوم سے آن پڑتا ہی جیسے قوم خزرج سے مدینہ میں تو وہ

کہنے لگتے ہیں کہ اُنکا نبی آخر الزمان مسیح بن داؤد عنقریب ظاہر ہونے والا ہے۔

دفعہ ۱۹۲ - اس جائے اِس امر سے بحث نہیں ہے کہ توریت اور انجیل میں خبریں محمد صاحب کی نبوت کے باب میں ہیں یا نہیں ہیں بلکہ بحث فقط اس مقدمہ میں ہے کہ جس نبی آخر الزمان کے ظاہر ہونیکے لئے یہود منکرین حضرت عیسیٰ موافق اپنے عقیدہ اور فہم کے دعا مانگتے تھے کہ وہ آن کر اُنکو کفار پر فتح دلوائے وہ نبی آخر الزمان یہود کا کہ منکر حضرت عیسیٰ سے تھے اور ہے۔ وہ حضرت عیسیٰ کا دوست ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا تھا اور اسی واسطے کوئی سچا نبی خدا کا ہرگز نہیں ہو سکتا تھا بلکہ کوئی جھوٹھا نبی دشمن حضرت عیسیٰ ابن مریم کا چنانچہ بعد دعویٰ ہونے اِس نبی آخر الزمان یہود کے محمد صاحب کو صاف معلوم ہو گیا کہ یہہ نبی آخر الزمان یہود کا مسیح الدجال تھا پس اِس دعویٰ کرنے سے متحقق ہوا کہ محمد صاحب ہرگز رسول خدا نہ تھے اور بالفرض اگر کوئی خبریں توریت و انجیل میں کسی نبی کی نسبت ہیں وہ خبریں ہرگز محمد صاحب کی نسبت نہیں ہیں بلکہ کسی اَور نبی کی نسبت جو اب تک نہیں آیا اور حق یہہ ہی یہہ نبی آئندہ کوئی اور نہیں

ہر مگر ہمارے خداوند عیسیٰ مسیح کہ ساتھ جلال کے
آسمان سے نزول کرنے والے ہیں۔

رسالہ

تحریف قرآن

دیباچہ

بخطاب یہود و نصاریٰ کے قرآن میں جابجا یہہ دعویٰ ہی کہ قرآن مصدق اور مطابق پہلی کتابوں توریت اور انجیل کے ہی اور اِسی واسطے یہود و نصاریٰ پر لازم ہی کہ قرآن کو قبول کریں۔ یہہ دلیل قطعی اس امر کی نہیں کہ قرآن کلام خدا ہی پھر بھی ایک ایسی دلیل ہی کہ بغیر اُس کے کوئی اَور دلیل یہود و نصاریٰ کے نزدیک محض بیکار تھی یہاں سے یہہ بھی ظاہر ہی کہ اگر یہہ دعویٰ قرآن کہ وہ مطابق اور مصدق توریت و انجیل کے ہی غلط ثابت ہو تو تحقیق ثابت ہوگا کہ قرآن کتاب آسمانی نہیں اور نہ محمد صاحب رسول خدا چنانچہ یہہ مطابقت نہ پائی گئی اور اِسکی دلیل قطعی یہہ ہی کہ جیسے شیعے اور سنی ایک قرآن کو مانتے ہیں گو آپس میں سخت اختلاف کرتے ہیں اور گو نصاریٰ معہ انجیل کے توریت کو بھی تسلیم کرتے ہیں گو آپس میں سخت اختلاف

ہیں ویسے محمدی لوگ معہ قرآن کے توریت و انجیل کو نہیں تسلیم کرتے ہیں لیکن اُس دقت کے دفع کرنے کے لئے یہہ عذر بیان کرتے ہیں کہ پہلے زمانہ محمد صاحب سے توریت اور انجیل محرف اور مبدل ہو گئی تھیں اور یہہ عذر صریح خلافِ قرآن ہی کیونکہ اگر یہہ حال تھا تو یہہ دعویٰ کیوں کیا کہ قرآن مصدق اور مطابق توریت و انجیل کے ہی اگر یہہ کہا جائے کہ مطابقت سے مراد اصولِ مذہب سے ہی مثلاً وحدانیت خدا تو یہہ صریح باطل ہی کیونکہ لازم آئیگا کہ جو ایک دو بات مثل قرآن کسی اَور کتاب اُسکے مابعد میں موجود ہو تو وہ کتاب مُصدِق اور مطابقِ قرآن اور اِسی واسطے کلام الٰہی ہو اسی طرح عذر منسوخ ہونے بعض احکام کا بھی صحیح نہیں کیونکہ قرآن میں بہت سی آئتیں پڑھی جاتی ہیں گو اُن کے حکم منسوخ ہیں اور علاوہ ازیں اُصول اور قصّے منسوخ نہیں ہو سکتے عُذر ناواقفیتِ زبان بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ ترجمے عربی توریت و انجیل کے موجود تھے اور حکم محمد صاحب اور خلفاء سے بہت صحیح ترجمے فوراً ہو سکتے تھے کیونکہ وہ تو صاحبِ ملک اور بادشاہ تھے عموماً دعویٰ علماء محمدی کا یہہ ہی کہ یہود نصاریٰ نے بعد آنے محمد صاحب کے دشمنی کے باعث سے اپنی کتابوں کو بدل ڈالا یہہ عذر بھی محض غلط ہی کہ غیر ممکن ہی کہ ساری ولائتوں نصاریٰ سے ایسی تبدیل ہو سکے علاوہ ازیں محمد صاحب اور اُنکے خلفاء نے بہت ملکوں نصاریٰ کو فتح کیا تھا اور بہت سے یہود و نصاریٰ محمدی بھی بن گئے پس صحیح نسخے توریت و انجیل کے اُن پاس یقیناً موجود تھے پس تقاضا انصاف یہہ ہی کہ خدا ترس محمدی لوگ قرآن کو ترک کرکے توریت و انجیل کو بدل و جان قبول

کریں اور حیات وسرورابدی حاصل کریں لیکن آج تک ہمارے بھائیوں محمدیوں
نے ایسا نہ کیا لیکن خلاف اسکے یہی کہا اور کہتے ہیں کہ توریت وانجیل محرف
ہیں اور قابل اعتبار نہیں ہیں اور بعض کتب عیسائیوں کی پڑھ کر قرائتیں مختلف
اور اختلاف بعض آیتوں کا دیکھ کر بڑا شور وغل مچاتے ہیں کہ دیکھو ہم نے توریت
وانجیل کو محرف ثابت کردیا۔

پس بباعث بےغوری اور زبردستی صاحبان محمدی کے یہہ رسالہ لکھا
گیا اور ثابت کیا گیا کہ قرآن میں قرائت مختلفہ فقط ہزاروں اور لاکھوں نہیں ہیں بلکہ
بےشمار اور لاتعداد ہیں اور یہہ تحریفات لفظی اور معنوی ہیں اور تحریفیں جملوں
اور آئتوں کی بھی ہیں اور نافلان اور کاتبان قرآن خاص محمد صاحب کے زمانہ
کے ایسے دنیا دوست تھے کہ اُنھوں نے یقیناً قرآن کی تحریف کی پس قرآن
مروجہ حال ہرگز قابل اعتبار نہیں اور اصل قرآن مصدق اور مطابق توریت وانجیل
دُنیا میں سے ناپید ہوگیا۔

جو تحقیقات اِس رسالہ کے تیار کرنے میں مجھ کو کرنی پڑی اُس سے دو باتیں
نئی معلوم ہوئیں اور وہ یہہ ہیں۔

اوّل یہہ کہ پہلے مجھ کو ایسا خیال تھا کہ شیعے لوگ فقط بباعث مخالفت
مذہب کے سُنیوں کو الزام ساقط کرنے بعض جزو قرآن کا دیتے ہیں لیکن اب
تحقیق معلوم ہوا کہ شیعے اور سنی دونوں اِس امر کے قایل ہیں کہ قرآن میں بہت
سا ساقط ہوگیا ہے اور فقط تھوڑا سا باقی رہ گیا ہے اور وہ بھی محرف اور مُبدّل ہے

اب علماء محمدی غور فرمائیں کہ اس قرآن مروجہ پر کیا اعتبار ہو سکتا ہے کیا معلوم کہ کس قدر مسایل انجیلی اس میں سے حذف ہوئے ہیں اور کس قدر باتیں خلاف انجیل کے اس میں درج کی گئیں ہیں۔

دوم یہہ کہ خود محمد صاحب نے بہ سبب اپنی نفسانیت یعنے باغوائے شیطان تحریف قرآن کی کی یعنے اس میں بعض وہ آیتیں بھی داخل کردیں جو قرآن میں نازل ہرگز نہیں ہوئیں تھیں مثلاً اس غرض سے کہ بت پرست لوگ مکہ کے اُن کی رسالت پر ایمان لے آویں اُنھوں نے قرآن میں ایک آئت اُنکے بتوں کی تعریف میں پڑھ دی اور خدا واحدہ لاشریک کی طرف سے فرمایا کہ یہہ مورتیں اس قابل ہیں کہ جو اُنکی پوجا کرے اُسکی وہ سفارش خدا سے کر سکتی ہیں گو بعد ازاں محمد صاحب نادم ہوئے اور وہ آیت بت پرستی کی منسوخ و باطل اور خارج از قرآن ہوئی۔

سوائے ازیں ایک آئت قرآن کی سورہ بقر میں آجتک موجود ہے کہ اُسمیں یہود لوگ فقط اِسلئے ملعون خیال کئے گئے ہیں کہ جس نبی آخر الزمان کے ظاہر ہونیکے لئے وہ دعا مانگتے تھے کہ وہ ظاہر ہوکر اُنکو کفارہ پر فتح دلواوے اُس نبی آخر الزمان سے یعنے محمد صاحب سے وہ منکر ہوگئے جب وہ ظاہر ہوا۔ ظاہر ہے کہ اِس جائے توریت سے کچھہ بحث نہیں رہی کیا معلوم کہ توریت کی خبروں سے وہ کیا سمجھتے تھے صحیح یا غلط یہاں بحث فقط اِس سے ہے کہ جس نبی آخر الزمان کے لئے یہود دعا مانگا کرتے تھے وہ آخر الزمان نبی موافق اُنکے فہم اور مراد کے کوئی دوست حضرت

عیسیٰ مسیح بن مریم کا ہو سکتا تھا یا نہیں ظاہر ہے کہ غیر ممکن تھا کہ وہ آخر الزمان نبی یہود کا دوست حضرت عیسیٰ بن مریم کا ہو بلکہ عین دشمن اُس ذاتِ پاک کا ہو یعنے وہ نبی آخر الزمان مسیح الدجال ہو جس کے کہ یہود محمد صاحب کے زمانہ میں اور آج تک منتظر ہیں پس ظاہر ہے کہ محمد صاحب نے بڑی غلطی کی کہ واسطے تالیفِ قلوب یہود کے انہوں نے آپ کو دشمن حضرت عیسیٰ مسیح بن مریم کا نہیں ٹھہرایا اور افسوس ہے کہ یہہ آیت منسوخ اور باطل اور خارج از قرآن نہیں ہوئی اور آج تک قرآن میں موجود ہے اور محمدی لوگ اُس کو فخر یہ پڑھا کرتے ہیں۔

ناظرین اِس رسالہ کی خدمت میں یہہ عرض ہے کہ اگر وہ تتمہ فصل پنجم کو کہ دفعہ ۱۸۷ سے شروع ہوتا ہے اور فہرست مضامین کو جو ابکی بار اس رسالہ کے شروع میں مندرج ہے مطالعہ فرمائینگے تو خلاصہ سارے رسالہ کا معلوم ہو جائیگا اور لبعد ازاں سارے رسالہ کو مطالعہ فرماویں۔

صاحبان محمدی کی خدمت میں یہہ عرض ہے کہ یہہ عاصی اُنکا دلی دوست اور خیر خواہ ہے اور فقط اِس باعث سے دو پہلے رسالے اعجاز قرآن اور مسیح الدجال تحریر کئے اور اب یہہ رسالہ تحریفِ قرآن اُن کے ملاحظہ میں گزرانتا ہوں۔

سخت کلامی اور مطلب سے خارج گفتگو کوئی جواب نہیں ہے بلکہ اقرار عاجز ہو جانے کا ہے اس بات کو ضرور ہے کہ سب عیسائی اور محمدی یاد رکھیں فقط۔

یہہ دنیا ناپائدار چند روزہ ہے اور موت یقیناً سر پر کھڑی ہے اور اُس کے بعد

حساب وکتاب وانصاف ہی پس ہم سب کو یہہ امر دریافت کرنا اہم ہی کہ ہماری
نجات کیونکر ہو یعنے ہمارے گناہ کس طرح بخشے جاویں اور
بجائے سزایابی کے ہمیشہ کی خوشی کیونکر
حاصل کریں۔

خاکسار

رام چندر یسوع داس۔

تحریفِ قرآن

فصل اوّل

تحریفِ قرآن موافقِ تفسیرِ حسینی

دفعہ ۱ - واضح ہو کہ تفسیرِ حسینی ایک تفسیر اور فارسی ترجمہ قرآن کا ہی اور نام اِس کے مصنف کا کمال الدین حسین ہی اور اُس نے اِس کتاب کو سنہ ۹۰۲ ہجری میں بمقام ہرات بعہد سلطان حسین میرزا اختتام کو پہنچایا - یہہ حال اُس تفسیرِ حسینی سے معلوم ہوا جو کہ بمقام بمبئی سنہ ۱۲۷۱ ہجری میں طبع ہوئی ◆

دفعہ ۲ - اِس کتاب کے دیباچہ میں اُس کا مصنف نسبت قرأت مختلفہ کے یہہ لکھتا ہی - **قوله** - وچوں قرأة جائز التلاوة بسیار است واختلافات قرآت در حروف والفاظ بیشمار وریں اوراق از قرأت معتبرہ روایت بکر از امام عاصم رحمتہ اللہ علیہ دریں دیار بصفت اشتہار ونسبت اعتبار دارد ثبت میگردد و بعضے از کلمات کہ حفص را با او مخالفت است و معنی قرآن بسبب

آں اختلاف تغیّر کلّی مے یابد اشارتے میرود الخ ترجمہ اور چونکہ قرأت جن کا پڑھنا جائز ہی بہت ہیں اور اختلافات قرأت کے حروف اور الفاظ میں بیشمار پس اِن اوراق میں قرأت معتبرہ درج ہیں جو کہ موافق بکر روائیت امام عاصم رحمت اللہ سے اِس ولائیت میں (یعنے ہرات میں) مشہور ہیں اور پایۂ اعتبار رکھتی ہیں اور بعض ایسے کلمات کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہی جن کا حفص مخالف ہی (یعنے جن کو حفص نہیں مانتا اور غلط جانتا ہی) اور جو کہ معنے قرآن میں تغیّر کلّی پیدا کرتے ہیں انتہیٰ ❊

دفعہ ۳ - اِس قول تفسیر حسینی سے کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں ❊

اوّل - یہہ کہ نسخوں مختلفہ قرآن میں فقط حروف کا ہی اختلاف نہیں ہی کہ اُن سے بھی معنی مبدّل ہوتے ہیں جیسے کہ محل مناسب پر بیان ہوگا بلکہ الفاظ میں بھی اور یہہ اختلافات بسیار اور بیشمار ہیں ❊

دوم - یہہ کہ بعض قرأت معتبر ہیں یعنے موافق اصل قرآن کے ہیں جو محمد صاحب کی زبان سے پڑھا گیا اور بعض قرأت غیر معتبر ہیں یعنے غلط اور محمد صاحب کی کہی ہوئی نہیں بلکہ اور لوگوں کی ملائی ہوئی ہیں اور یہہ تحریف حقیقی ہی ❊

سیوم - یہہ کہ قرأت مختلفہ ولائیتوں مختلف میں مشہور اور معتبر ہیں پس معلوم ہوا کہ ہندوستان میں ایک قسم کی مروّج اور معتبر ہیں اور ہرات میں دوسری قسم کی اور بخارا میں تیسری قسم کی اور علیٰ ہذالقیاس - یہہ بات عوام محمدیوں کو کہاں سے معلوم ہو جبکہ بہت سے اُن میں وہ لوگ ہیں جو مولوئیت کا نام بدنام کرتے ہیں اور اِس بات کو نہیں جانتے ہیں ❊

چہارم - یہہ کہ قرآن کے مختلف نسخوں میں ایسے کلمات اور فقرے بھی ہیں جن کے باعث سے معنی قرآن بالکلیہ بدل جاتے ہیں اور معلوم نہیں کہ قرآن میں ایسے کلمات یا فقرات کس قدر

ہیں کیونکہ تفسیر حسینی میں فقط بعض کی طرف ایسے کلمات میں سے اشارہ کیا گیا ہے اور یہہ بھی واضح ہو کہ حفص ایسے کلموں سے مخالفت کرتا ہے یعنے اُن کو غلط جانتا ہے اور اُن کو ملاوٹ اور ایجاد آدمیوں کا سمجھتا ہے۔ یہاں سے ظاہر ہوا کہ سوائے حفص اور اُس کے ساتھیوں کے اور علمائے محمدی ان کلمات کو درست جانتے ہیں پس معلوم ہوا کہ علمائے محمدی نسبت الفاظ اور کلمات قرآن کے آپس میں مخالفت رکھتے ہیں اور اسی واسطے تحقیق معلوم نہیں ہو سکتا ہے کہ کونسے الفاظ اور کلمات اصل قرآن کے ہیں اور کون سے وہ جو کہ علمار محمدی نے تیرہ سو۱۳ سال کے عرصہ میں اپنی اپنی رائے اور اعتقاد کے موافق خلط ملط قرآن میں کر دیئے ہیں +

یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مُروّجہ فی زمانہ حال محرّف ہے اور قابل اعتبار نہیں اور محض بباعث جہل و نادانی کے محمدی لوگ اُسکو بنیاد اپنے دین و ایمان کی سمجھتے ہیں اور مسیحی لوگ کہہ سکتے ہیں کہ اصل قرآن مطابق اور مصدق انجیل شریف کا تھا جیسے کہ قرآن میں بھی مذکور ہے اور محمد صاحب نے دین عیسوی سکھایا تھا لیکن جو محمدی لوگ بعد موت محمدؐ صاحب کے پیدا ہوئے اُنہوں نے قرآن کو تغیّر اور تبدیل کیا یہاں تک کہ قصص انبیا اور اُن کے مسئلوں دینی میں فرق ڈالا اور ایک بدعت سخت قائم کی غرضکہ جو جو باتیں قرآن اس زمانہ میں خلاف انجیل مُقدّس کے ہیں وہ سب بناوٹ اور ملاوٹ مولویوں محمدی کی ہیں اور نہ وہ جو خود محمد صاحب نے اپنی زبان سے فرمایا تھا +

دفعہ ۴ ۔ تفسیر حسینی میں مطالعہ کرنے سے جا بجا بہت قرأت نظر آتی ہیں لیکن چند ہی بطور نمونہ کے بیان کی جاتی ہیں۔ مثال اوّل یہہ ہے۔ سورہ بقر کی آیت ۷۹ میں یہہ لکھا ہے۔ وَمَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ وخدائے تعالیٰ غافل نیست عَمَّا یَعْمَلُوْنَ از انچہ عہد شکنان میکنند و حفص

بخطاب میخواند الخ ترجمہ موافق حسینی کے یہہ ہی اور خدائے تعالیٰ غافل نہیں ہی اُس سے جو کچھ عہد شکن
لوگ کرتے ہیں انتہیٰ اور تفسیر یہہ ہی کہ حفص بخطاب پڑھتا ہی یعنے بجائے لفظ یعملون کے کہ اُس کے
معنی وے کرتے ہیں لفظ تعملون کہ اُس کے معنے تم کرتے ہو ہوتے ہیں پڑھتا ہی اور ظاہر ہی کہ
اِن دو معنوں میں فرق زمین و آسمان کا ہی۔ معلوم نہیں کہ محمد صاحب نے یہہ آیت نسبت غائبین
کے پڑھی یا نسبت حاضرین کے اور گو اِس آیت میں کوئی مقصد عظیم نہیں گم ہوتا ہی لیکن موقعات
ایسے ہو سکتے ہیں جہاں اِس فرق معنی سے بڑے مقاصد میں فرق آسکتا ہی۔ بہر حال یہہ تحقیق ہی
کہ محمد صاحب خاص اِس مقام پر نسبت غائبین کے بولے یا حاضرین کے کیونکہ یہہ غیر ممکن ہی
کہ دو الفاظ یعملون و تعملون ایک ہی زمانہ اور ایک ہی مقام پر بول گئے پس ثابت ہوا کہ
ایک اِن دو قرائتوں میں سے اصلی ہی اور دوسری سہواً غلطی ہی یا ارادتاً تحریف ہی ❖

دفعہ ۵ - ایک اور مثال یہہ ہی کہ اِس میں فقط بہ سبب فرق اعراب کے اِس قدر
فرق معنی ہوا کہ اُس کے باعث سے ایک مسئلہ میں دو مذہب اہل سنت و جماعت میں واقع ہوئے
ہیں۔ سورہ بقر کی آیت ۲۲۲ تفسیر حسینی میں یہہ لکھا ہی وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ و نزدیک مشوید بدیشاں
یعنی مباشرت مکنید حَتَّى يَطْهُرْنَ تا وقتیکہ غسل کنند بعد از انقطاع دم و این مذہب امام
شافعی است رحمتہ اللہ و حفص يَطْهُرْنَ بسکون طا و ضم ہا خواندہ یعنی وقتیکہ پاک شوند و دم
منقطع گردد و این قول امام اعظم رحمتہ اللہ است کہ چوں انقطاع دم بعد از گذشتن اکثر ایام حیض
باشد قبل از غسل وطی حلال است انتہیٰ۔ ظاہر ہی کہ یہاں دو قرائتیں ہیں اوّل يَطَّهَّرْنَ کہ
سنت میں ہی اور اِس سے معلوم ہوتا ہی کہ جب تک کہ بعد انقطاع خون کے غسل نہ کریں اُسوقت
تک مرد اور اُس کی بیوی متصل نہ ہوں اور یہہ مذہب شافعی کا ہی اور دوسری قرأت

یَطَّهَّرنَ ہی کہ اُس سے معلوم ہوتا ہی کہ فقط انقطاع خون ضروری اور غسل کی حاجت نہیں اور یہہ مذہب امامِ اعظم کا ہی ؛

خلاف حسینی کے قاضی بیضاوی کی تفسیر میں قرأت متن یَطَّهُرنَ ہی کہ اس سے غسل کی حاجت نہیں ظاہر ہوتی ہی لیکن بیضاوی مذہب غسل کرنے کا ثابت کرتا ہی اور بطور دلیل قاطع اس مذہب کے یہہ لکھتا ہی قولہ ویدل علیه صریحًا قرائةُ حمزةَ والکسائی وَعاصم فی روایة ابن عیاش یَطَّهَّرنَ الخ ترجمہ دلالت کرتی ہی اس پر صریحًا قرأت حمزہ اور کسائی اور عاصم کی موافق روایت ابنِ عیاش کے (اور وہ قرأت یہہ ہی) یَطَّهَّرنَ الخ پس تحقیق ثابت ہوا کہ مذہبِ امام اعظم والے قرأت یَطَّهَّرنَ کو نہیں مانتے اور قرأت یَطْهُرنَ کو پسند کرتے ہیں اور مذہب شافعی والے اس کے بالعکس مانتے ہیں پس ضروری کہ ایک ان قرائتوں میں سے غلط ہوا اور اپنے مذہب قائم کرنے کے لئے کسی نے اعراب بدلے ہوں اور یہہ ایک تحریف صریح ہی ؛

دفعہ ۷ - سورہ یونس کی آیت ۱۰۰ میں موافق تفسیر حسینی کے یہہ لکھا ہی قولہ وَیَجْعَلُ الرِّجْسَ و میگاریم عذاب را یا خشم میگیریم یا مسلط میکنیم شیطان را و حفص بیا میخواند یعنی خدای عذاب میکند انتہی ترجمہ یعنے مقرر کرتے ہیں عذاب یا غصہ ہوتے ہم یا مسلط کرتے ہیں ہم شیطان کو اور حفص ساتھ یا کے بجائے نون کے پڑھتا ہی یعنے خدا عذاب کرتا ہی انتہی - یہاں سے معلوم ہوا کہ دو قرائتیں ہیں ایک متکلم اور دوسری غائب اور صاحبِ تفسیر حسینی قرأتِ متکلم کو متن میں داخل کرتا ہی لیکن قاضی بیضاوی اور ہند کے مولوی قرأت غائب کو متن قرآن میں داخل کرتے ہیں چنانچہ تفسیر بیضاوی دیکھ لو - اور مولوی عبد القادر صاحب دہلوی اس جملہ قرآنی کا اردو میں

اِس طرح ترجمہ کرتے ہیں۔ قولہ اور وہ (یعنے خدا) ڈالتا ہی گندگی انتہی یعنے قرأت غائب کا ترجمہ ہی پس معلوم ہوا کہ مختلف ولایتوں میں قرأتیں مختلف مروّج ہیں جیسے کہ موافق قول تفسیر حسینی کے سابق میں بیان ہوا۔ دو قرأتیں مذکور یہہ ہیں۔ اوّل نَجْعَلُ یعنے ہم ڈالتے یا مقرر کرتے ہیں اور دوم یَجْعَلُ یعنے وہ ڈالتا یا مقرر کرتا ہی ظاہر ہی کہ ایک قرأۃ اِن میں سے غلط ہو اور دوسری اصل اور اپنے وہم سے جیسے کہ گلستاں وغیرہ میں مولوی لوگوں نے موافق اپنی رائے اور اعتقاد کے بہت سے الفاظ بدلے ہیں اور کہتے ہیں کہ سعدی کی زبان سے یہی الفاظ نکلے تھے اور اِسی طرح اِن حضرات نے قرآن کو بدلا ہی اور حقیقت یہہ ہی کہ بہت سے الفاظِ مروجہ نہ تو سعدی کی زبان سے نکلے تھے اور نہ محمد صاحب کی زبان سے ✤

دفعہ ۷ - اِسی چھوٹے سے جملہ میں کہ دفعہ گزشتہ میں مذکور ہوا یعنی جملہ نَجْعَلُ الرِّجْسَ میں ایک اور تحریف پائی جاتی ہی کہ اُس کو صاحب تفسیر حسینی نہیں بیان کرتا ہی لیکن قاضی بیضاوی اُس کا ذکر کرتا ہی اِس طور پر قولہ وقرئ بالزاء (یعنے بعض نے پڑھا زا سے) انتہی یعنے قرأت شاذ بجائے رجس کے رجز ہی اور ظاہر ہی کہ یہہ دو الفاظ بالکلیہ مختلف ہیں گو اُن کے معنے قریب قریب ایک سے ہوں۔ یہہ بلا شبہہ تحریف ہی بعض نے خیال کیا کہ رجس فصیح تر ہی اور بعض نے گمان کیا کہ ساری بلاغت قرآن رجز پر ختم ہی۔ دیکھو دفعہ (۲۹) فصلِ دوم ✤

دفعہ ۸ - سورہ حجر کی آیت میں موافق تفسیر حسینی کے یہہ لکھا ہی مَا یُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِکَۃَ فرود آمدہ نشوند ملائکہ و حفص بصیغۂ متکلّم و نصب ملائکہ میخواند انتہی ترجمہ نیچے اُتارے نہیں جاتے ہیں فرشتے اور حفص بصیغۂ متکلّم (نیزل کو) اور نصب ملائکہ پر پڑھتا ہی

انتہیٰ اور مولوی عبد القادر صاحب دہلوی موافق حفص کے یہہ ترجمہ کرتے ہیں ہم نہیں اُتارتے ہیں فرشتے۔ قاضی بیضاوی قرأت حفص کو متن قرآن میں داخل نہیں کرتا ہے مگر اُس کا ذکر کرتا ہے لیکن سوائے اِس قرأت متکلّم کے وہ اَور قراٗتیں اِسی لفظ کی لکھتا ہے اِس طرح قولہ وقرئ حمزة والكسائي وحفص بالنون وابوبكر بالتاء والبناء للمفعول ورفع الملائكة وقرئ تنزّل بمعنى تتنزّل۔ انتہیٰ

دفعہ ۹۔ سورہ مریم کی آیت ۲۴ موافق تفسیر حسینی کے یہہ ہے فناداہا پس آواز داد۔ مریم رض را مَنْ تحتها آنکہ در زیر او یعنے در شکم او بود مراد عیسیٰ علیہ السلام ست کہ با او سخن گفت و ندا فرمود انتہیٰ ترجمہ پس آواز دی مریم رض کو اُس نے جو زیر اُس کے یعنے شکم میں اُس کے تھا مراد عیسیٰ علیہ السلام سے ہے کہ اُس سے سخن کہا اور آواز فرمائی انتہیٰ اور پھر لکھا ہے قولہ وحفص مِنْ تحتها خواند یعنے عیسیٰ علیہ السلام از زیر او الخ ترجمہ اور حفص نے مِن تحتها پڑھا یعنے عیسیٰ علیہ السلام نے نیچے سے الخ اِس جائے دو قراٗتیں یہہ ہیں اوّل فناداها مَنْ تحتها یعنے پس آواز دی اُس کو اُس نے جو نیچے اُس کے تھا دوم فناداها مِنْ تحتها یعنی پس اُس نے آواز دی اُس کو نیچے سے انتہیٰ ظاہر ہے کہ اِن دو قراٗتوں کے معنی میں آسمان وزمین کا فرق ہے اور باعث اِس کا یہہ ہے کہ الفاظ مَنْ اور مِنْ بالکّلیہ غیر ایک دوسرے کے ہیں اور اوّل کے معنے جو کہ یا وہ جو کہ ہیں اور دوسرے کے معنے سے ہیں اور تحریف لفظی ہے ✣

دفعہ ۱۰۔ سورہ انبیا کی آیت ۴ میں موافق تفسیر حسینی کے یہہ لکھا ہے قُل بگو اے محمد وحفص قَالَ میخواند یعنے پیغمبر در جواب کافران گفت الخ ترجمہ کہہ اے محمد

اور حفص قَالَ پڑھتا ہی یعنے پیغمبر نے جواب میں کافروں کے کہا الخ دو قرائتیں یہہ ہیں اوّل
قُل یعنے کہہ اور دوم قَالَ یعنے کہا اوّل حکم یا امر ہی اور دوم ماضی بیانی ہی اور موافق قرأت
اوّل آیتِ قرآنی کے یہہ معنے ہوئے کہ خدا نے حکم دیا کہ ای محمد تو کافروں کے جواب میں یہہ
کہدے اور موافق قرأت دوم یہہ معنے ہوئے کہ محمد نے کافروں کے جواب میں یہہ کہدیا اور
یہہ بڑا اختلاف ہی اور اور ایسے موقعات خیال میں آسکتے ہیں کہ ایسے مسائلِ عظیم دینی میں اختلاف
ہوسکتا ہی اور ظاہر ہی کہ یہہ تحریف لفظی ہی +

دفعہ ۱۱ - سورہ احزاب کی آیت ۶ - کا جزو اوّل یہہ ہی اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی
بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ اور اُس کے آگے کا جملہ یہہ ہی وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهَاتُهُمْ اور متصل
جملوں کا ترجمہ موافق عبد القادر دہلوی کے یہہ ہی نبی سے لگاؤ ہی ایمان والوں کا زیادہ اپنی
جان سے اور اُس کی عورتیں اُن کی مائیں ہیں انتہیٰ صاحب تفسیر حسینی اِن دو جملوں پیوستہ
کے درمیان ایک اور جملہ بیان کرتا ہی کہ وہ اکثر نسخوں میں نہیں ملتا ہی اور بعض نسخوں میں
وہ پایا جاتا ہی چنانچہ یہہ مفسر لکھتا ہی **قوله** در مصحف اُبی و قرأت ابن مسعود چنیں بود
کہ وَهُوَ اَبٌ لَّهُمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهَاتُهُمْ الخ **ترجمہ** صحیفہ (یعنے نسخہ قرآن) اُبی اور
قرأت ابن مسعود میں ایسا تھا وہ (یعنے محمد) باپ اُن کا ہی (یعنے ایمانداروں کا) اور اُس کی
عورتیں اُن کی مائیں ہیں انتہیٰ اور قاضی بیضاوی اِس جملہ زائدہ کو قرئی یعنے قرأت شاذ سے
بیان کرتا ہی اور اُس کے معنے اِس طرح بیان کرتا ہی **قوله** ای فی الدین فان کل نبی
اب لامتہ **ترجمہ** یعنے باعتبار دین کے پس تحقیق ہر نبی باپ اُس کی اُمّت کا ہی الخ
اور اِس کا مطلب یہہ بتاتا ہی کہ حیاتِ ابدی کا وسیلہ نبی ہوتا ہی - یہاں سے ظاہر ہی کہ یا

تو اس جملہ کو اور وہ باب ان کا ہی مولویوں نے ساقط کردیا ہی یا زیادہ کردیا ہی اور یہاں سے شبہہ ہو سکتا ہی کہ اصل قرآن کی آئتیں کی آئتیں بڑھائی اور گھٹائی اور تبدیل کی گئی ہوں پس مسیحی لوگ کہہ سکتے ہیں کہ اصل قرآن مطابق اور مصدّق انجیل مقدّس کا تھا جیسے کہ قرآن محرّف فی زمانہ حال میں بھی آجتک لکھا پایا جاتا ہی اور اس میں انجیلی دین عیسوی تعلیم کیا گیا تھا لیکن محمد صاحب کے بعد سے مولویوں محمدی نے قرآن کو اسقدر محرّف اور تبدیل کیا کہ بجائے مصدّق ہونے کے وہ مکذّب انجیل مقدّس کا ہو گیا اور بجائے دین مسیحی کے اس میں ایک مذہب بدعتی اور دجّالی تعلیم کیا گیا - اصل قرآن میں یہہ ہرگز نہ ہوگا کہ جنّت میں حوریں اور غلمان وغیرہ ملینگی یہہ سب آئتیں اور اقوال بیہودہ اور ناپاک پچھلے زمانہ کے مولویوں نے موافق اپنے شہوی نفسوں کے قرآن میں ملا دیئے ہیں اور محمد صاحب تو ہمارے سیّد کریم یسوع مسیح پر ایمان رکھتے تھے اور ان کے اخلاق اور قدّوسیّت کی نقل کرنے کے لئے شایق تھے اصل قرآن میں ہرگز ایسی آیت نہ ہوگی کہ قریب قیامت ایک وحشی جانور زمین سے نکلیگا اور وہ طرفدار دین محمدی کا ہوگا کیونکہ یہہ جانور ارضی موافق انجیل شریف کے ایک ظہور دجّالی ہوگا اور ایک دین خلاف دین مسیحی کے قایم کریگا اور ظاہر ہی کہ محمد صاحب حضرت مسیح حقیقی ابن مریم پر ایمان رکھتے تھے اور نہ مسیح الدّجّال پر (دیکھو رسالہ مسیح الدجّال) اصل قرآن میں ایسی آئتیں ہرگز نہ ہونگی کہ ان کے موافق بت خانہ قدیم کعبہ کا قبلہ نماز مقرر کیا گیا اور وہاں حج کرنے کے لئے حکم ہوا اور پھر موافق حدیث محمدی کے یہہ ہدایت کی گئی کہ جو کوئی ایمان کا اُسے پتھر کعبہ کو چومے یا چھوئے اس کو صواب ہوگا اور قیامت کے روز اس کالے پتھر کو آنکھیں اور زبان ملجاوینگی کہ وہ گواہی دیگا کہ کسنے اُسے ایمان سے چوما اور کسنے بداعتقادی سے اور کہ

یہہ کالا پتھر آسمان سے نازل ہوا تھا اور اصل میں وہ سفید یاقوت تھا لیکن گنہگار لوگوں نے اُسے چھوا لیں گناہ اِن لوگوں کے اُس پتھر میں منتقل ہو گئے اور وہ کالا ہو گیا اور اِس طرح یہہ کالا پتھر وسیلہ کفارہ گناہ کل ایمانداروں محمدی کے لئے ہوا اور یہہ سب حال کعبہ خلافِ انجیل مُقدس کے ہی کیونکہ اُس میں صاف لکھا ہی کہ وسیلہ کفارہ گناہ کوئی نہیں مگر خود حضرت عیسیٰ مسیح کہ اُنہوں نے جامۂ انسانیت اختیار کر کے گُناہ کل انسان کے اپنے اوپر اُٹھالئے اور اپنی جان کو قربان کر کے سب مومنوں کے گُناہوں کا کفارہ کر دیا اور سوائے ازیں انجیل شریف میں یہہ صاف مرقوم ہی کہ قریب قیامت دجّال اپنا مذہب قایم کریگا اور دجّال کی ایک مورت بنائی جائیگی ایسی کہ وہ زبان سے بولیگی اور جو اعتقاد سے اِس بُت بولنے والے کو نہ چومینگے وہ قتل کئے جائینگے *

حال مُفصل اِن سب باتوں کا رسالہ مسیح الدجال میں مندرج ہی اُس کو ناظرین مطالعہ فرماویں *

فصل دوم

تحریف قرآن مُوافق تفسیر بیضاوی

دفعہ ۱۲ - سورۂ فاتحہ میں قاضی بیضاوی کئی قراتیں بیان کرتا ہی مثلاً بجائے لفظ صِراط کے قرأت سراط کا ذکر ہی اور آیت ۶ کی نسبت یہہ لکھا ہی قولہ وقری صِراطَ مَنْ اَنعمتَ علَیہِم انتہیٰ - یہہ قرأت شاذ ہی لیکن متن میں یہہ عبارت ہی صِراطَ الّذینَ

اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ پس معلوم ہوا کہ یا تو اصل قرآن میں لفظ اَلَّذِیْنَ تھا اور بعض نے اُسے لفظ مَنْ سے تبدیل کیا یا بالعکس اس کے۔ بہرحال یہہ تحریف لفظی ہے گو معنے میں قریب ہوں اور دونوں صورتوں میں ترجمہ اس جملہ قرآنی کا یہہ ہے۔ اُن کے راستے پر جن پر تو نے فضل کیا ہے انتہیٰ ۔

اسی سورہ فاتحہ کی آیت ۷ متن میں یہہ ہے وَلَا الضَّآلِّیْنَ لیکن بیضاوی لکھتا ہے کہ بعض نے اس آیت کو اس طرح پڑھا ہے وغیر الضالین پس اس جا لفظ لا لفظ غیر سے مبدل ہوا اور یہہ دو الفاظ بالکلیہ غیر ایک دوسرے سے ہیں گو معنی میں قریب واحد کے ہیں اور یہہ تحریف لفظی ہے ۔

دفعہ ۱۳۔ سورہ بقر کی آیت ۱۸ میں قرأت ۱۰۸ میں یہہ ہے اَلصَّوَاعِقِ اور بیضاوی قرأت شاذ اس طرح بیان کرتا ہے وقرئ من الصَّوَاقع وهو ليس بقلب من الصواعق الخ ترجمہ بعض نے پڑھا ہے من الصَّوَاقع اور وہ نہیں ہے لُٹنے سے الصَّوَاعِق کے الخ پس معلوم ہوا کہ دو الفاظ صواعق اور صواقع بالکلیہ غیر ایک دوسرے سے ہیں گو معنے دونوں کے کڑک بجلی ہیں اور یہہ تحریف لفظی ہے معلوم ہوتا ہے کہ اسی قبیل کی تحریفیں عُلمائے محمدی نے واسطے قایم کرنے فصاحت قرآن کے کیں ہیں اور اصل میں قرآن کی عبارت فصیح نہ تھی (دیکھو دفعہ ۲۷۔ اور دفعہ ۲۹) ۔

دفعہ ۱۴۔ سورہ بقر آیت ۲۱ میں لفظ عَبْدِنَا یعنے ہمارا بندہ یعنے محمد صاحب اور قرأت یہہ ہے عِبَادِنَا یعنے ہمارے بندے۔ اسپر بیضاوی یہہ شرح کرتا ہے يريد محمد واُمّته یعنے مراد محمد اور اُس کی اُمت ہے الخ اس جائے صیغہ واحد صیغہ جمع سے تبدیل ہوا اور یہہ بڑی تحریف ہے اور اس سے مسئلے دینی اور حقائق تاریخی متغیر ہو سکتے ہیں ۔

دفعہ ۱۵- سورہ بقر کی آیت ۱۳۹ میں لفظ او تکتمو آ ہی یعنے تم چھپاتے ہو اور بیضاوی یہہ لکھتا ہی فی مصحف ابن مسعود وتکتمون ای وانتم تکتمون بمعنے کاتمین الا یعنی صحیفہ (قرآن) ابن مسعود میں وتکتمون ہی بمعنے کہ تم چھپانے والے ہو الخ یہاں سے معلوم ہوا کہ نسخہ قرآن ابن مسعود میں نون زیادہ ہی غرضکہ مختلف نسخوں میں الفاظ متغیر اور مبدّل ہیں اور یہی تحریف ہی ÷

دفعہ ۱۶- سورہ بقر کی آیت ۶۵ میں لفظ بقرا بمعنی گائے آیا ہی اور قرأت شاذ میں باقر اور بیاقر آیا ہی اور ان دونوں الفاظ کے معنے گائیں ہیں پس معلوم ہوا کہ واحد جمع سے تبدیل ہوا اور یہہ ایک تحریف ہی ÷

دفعہ ۱۷- سورہ بقر آیت ۱۱۰ میں الفاظ وقالوا یعنے اُنہوں نے کہا موجود ہی اور اس پر بیضاوی یہہ لکھتا ہی وقرأ ابن عامر بغیر واو الخ یعنے اور پڑھا ابن عامر نے بغیر واو کے الخ پس معلوم ہوا کہ لفظ و آو زیادہ کیا گیا یا کم اور معلوم ہی کہ واو عطف کی کمی اور زیادتی سے معنے میں بڑا فرق ہو سکتا ہی اور اسی واسطے یہہ تحریف لفظی اور معنوی ہی ÷

دفعہ ۱۸- سورہ بقر آیت ۱۷۵ میں یہہ آیا ہی ولکم فی القصاص حیوٰة یعنے اور تم کو قصاص میں زندگی ہی انتہی قاضی بیضاوی اس جملہ قرآنی کی یہہ تفسیر کرتا ہی - کلام فی غایة الفصاحة والبلاغة من حیث جعل الشئ محل ضدہ الخ یعنے یہہ کلام نہائیت فصاحت اور بلاغت کا ہی اس حیثیت سے کہ کیا ایک شئی کو محل اُس کی ضد کا (یعنے قصاص کو حیات بیان کیا) الخ اور بعد اس کے بیضاوی لکھتا ہی کہ حیات قصاص میں اس طرح ہی کہ بسبب علم اس حکم قصاص کے آدمی قتل کرنے سے باز رہتا ہی ظاہر ہی کہ یہہ قول

قرآنی کچھ بڑی فصاحت کا نہیں ہے یہہ فصاحت ایسی نہیں ہے کہ اور کتب عربی و فارسی و ہندی
و انگریزی وغیرہ میں نہیں پائی جاتی ہے ہزاروں مثالیں اس قسم کی فصاحت کی پائی جا سکتی
ہیں اور پہیلیاں اور معمے اس قبیل سے کے تو زبان پر خاص و عام کے ہیں۔ درباب فصاحت عبارت
قرآن کے رسالہ اعجاز قرآن کو مطالعہ کرنا چاہیئے۔ پھر قاضی بیضاوی جملہ قرآنی ولکم فی القصاص
حیواۃ کی ایک اور قراءۃ بیان کرتا ہے اور وہ یہہ ہے ولکم فی القصص حیوۃ پس جملہ اول کا ترجمہ
یہہ ہے اور تمہارے لئے قصاص میں حیات ہے (یعنے حکم قصاص واسطے قاتل کے باعث حیات
لوگوں کا ہے کیونکہ اگر یہہ حکم نہ ہوتا تو آدمی ایک دوسرے کے قتل کرنے میں کچھ خوف نہ کرتے
اور بہت سے لوگوں کی جانیں جاتیں) اور دوسرے جملہ کا یہہ ترجمہ ہے۔ اور تمہارے لئے
قصوں (قرآنی) میں حیات ہے (یعنے جو قصے قرآن میں نبیوں اور رسولوں اور مومنوں سلف
کے درج ہیں اُن کے پڑھنے سے تمہارے دلوں میں ایمان قایم ہوتا ہے اور تمہارے دل صاف
ہوتے ہیں اور اس طرح تم مستحق حیات ابدی کے آخرت میں ہوتے ہو) اب غور کیا چاہیئے
کہ بسبب اس تحریف لفظی اور معنوی کے کیسا فرق عظیم آیت قرآنی میں واقع ہوا ہے اور قرآن محرف
فی زمانہ حال پر کیا اعتبار ہو سکتا ہے بیشک مسیحی لوگ دعویٰ کر سکتے اور کہہ سکتے ہیں کہ محمد صاحب
تو خاتم المرسلین تھے شروع دین عیسوی میں وہ لوگ رسول ہمارے خداوند عیسیٰ مسیح کے تھے
جو کہ بت پرستوں شہر انطاکیہ کو بشارت انجیلی سناتے تھے جیسے کہ قرآن کی سورہ یٰس و تفسیر
بیضاوی وغیرہ میں مذکور ہے اور بعد پانچ سو یا چھہ سو سال کے محمد صاحب ایک ایسے رسول
ہمارے خداوند عیسیٰ مسیح کے ملک عرب میں ہوئے کہ انہوں نے رسالت سابق کے رسولوں
مسیح پر مہر صداقت کی کردی یعنے انجیل مقدس کی تصدیق کی اور دین عیسوی تعلیم کیا لیکن

افسوس ہی کہ مولویوں محمدی نے شروع سے قرآن کو اِس قدر محرف کیا اور تبدیل کیا اور محمد صاحب کی طرف ایسی ایسی باتیں منسوب کردیں کہ فی زمانہ حال تحقیق معلوم ہوتا ہی کہ محمد صاحب ایک رسول اور دوست ہمارے خداوند یسوع مسیح کے نہ تھے بلکہ اُن کے دشمن اور ایک مسیح الدجال تھے (دیکھو دفعہ (۱۱) فصل اوّل اِس رسالہ کی اور رسالہ مسیح الدجال کو) اب ہم قول بیضاوی کا نسبت تبدیلی لفظ قصاص کے لفظ قصص سے نقل کرتے ہیں قولہ وقرئ فی القصص ای فیما قص علیکم من حکم القتل حیوۃ او فی القرآن حیوۃ للقلوب انتہی ترجمہ اور پڑھا گیا ہی قصوں میں یعنے اُس میں جو تم کو بیان کیا گیا ہی درباب حکم قتل کے حیات ہی یا قرآن میں حیات واسطے قلب کے ہی انتہیٰ ظاہر ہی کہ موافق قراۃ قصص کے تفسیر اوّل بیضاوی کی درست نہیں معلوم ہوتی ہی لیکن جو تفسیر اُس نے لفظ یا کے بعد کی ہی وہ درست ہی یعنے قرآن میں کہ بہت سا اُس کا قصوں نبیوں اور رسولوں اور مومنوں زمانہ سلف سے مشتمل ہی حیات واسطے قلب انسان کے ہی یعنے اُن قصص کے مطالعہ سے آدمی کا دِل درست ہوسکتا ہی اور بسبب ایمان کے حیاتِ ابدی آخرت میں حاصل کرسکتا ہی جیسے کہ پہلے بیان کیا گیا ۔

دفعہ ۱۹ - سورہ بقر آیت ۱۹۲ میں یہہ ہی وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ لِلّٰہِ یعنے پورا کرو حج اور عمرہ اللہ کے واسطے انتہیٰ اِس پر بیضاوی لکھتا ہی کہ اِس آیت سے واجب ہونا حج اور عمرہ کا لازم آتا ہی اور پھر کہتا ہی ویؤیدہ قراۃ من قرا واقیموا الحج والعمرۃ یعنے اور تائید کرتی ہی اُس کی (یعنے واجب ہونے حج اور عمرہ کی) قراۃ حسینی پڑھا اور قایم کرو حج اور عمرہ کو الخ یہاں ظاہر ہی کہ الفاظ اتموا یعنے تمام یا پورا کرو اور اقیموا یعنے قایم کرو بالکلیہ غیر ایک دوسرے سے ہیں اور یہہ تحریف لفظی اور معنوی ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ اہلِ عرب

قدیم بت خانہ کعبہ سے بہت محبت رکھتے تھے پس اُس کے حج کی تاکید کے لئے قرآن کے الفاظ بھی بدلے ؂

دفعہ ۲۰۔ سورہ بقر آیت ۲۱۴ میں لکھا ہی یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِیْهِ یعنے تجھ سے پوچھتے ہیں حرام کے مہینے کو اُس میں لڑائی کرنی الخ اس جملہ میں عامل (یعنے عن) ایک بار آچکا ہی لیکن بیضاوی لکھتا ہی کہ بعضوں نے لفظ عَنْ قبل قتالٍ کے پڑھا ہی یعنے قُرِئَ عَنْ قِتَالٍ بتکریر العامل یعنے پڑھا گیا ہی لڑائی کرنے سے ساتھہ دوبارہ ہونے عامل (عن) کے الخ یہاں سے معلوم ہوا کہ بعض نے واسطے کامل کرنے فصاحت قرآن کے ایک اور لفظ عَنْ اس آیت میں زیادہ کردیا اور یہہ تحریف وزیادتی لفظی ہی ؂

دفعہ ۲۱۔ سورہ بقر آیت ۲۲۹ میں یہہ جملہ ہی اِلَّآ اَنْ یَّخَافَا یعنے اِلّا (دونوں ڈریں الخ اور بیضاوی نے لکھا ہی کہ بعض نے بجائے یَخَافَا کے ایک اور لفظ یَظُنَّا (یعنے دونوں ظن کریں) پڑھا ہی اس طرح وقری یَظُنَّا وھو یؤید تفسیر الخوف بالظن یعنے بعض نے پڑھا ہی ایضًا (یعنے دونوں ظن کریں) اور وہ تائید کرتا ہی تفسیر خوف کی ساتھہ ظن کے انتہی ظاہر ہی کہ اِس جائے الفاظ یخافا اور یظنا بالکلیہ غیر ایک دوسرے سے ہیں پس یہہ تحریف لفظی اور معنوی ہی ؂

دفعہ ۲۲۔ سورہ بقر آیت ۲۴۱ میں یہہ لکھا ہی وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِیَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَی الْحَوْلِ ترجمہ اور جو لوگ تم میں سے مر جاویں اور چھوڑ جاویں عورتیں وصیت اُن کی عورتوں (یعنے بیویوں) کے واسطے خرچ ایک سال تک انتہی ظاہر ہی کہ اس جملہ کے آخر کے معنے صاف اور واضح نہیں ہیں فقط اِس قدر

لکھا ہی کہ وصیت واسطے اُن کی عورتوں کے اور نہ یہہ کہ وصیت کریں واسطے اپنی عورتوں کے پس تاکہ فصاحت قرآن کی کامل ہوا اور اُس کی عبارت کے معنے صاف ظاہر ہوں ضرور ہی کہ کچھہ تغیر اُس کے اصل الفاظ میں کیا جائے چنانچہ اوّل لفظ وَصِیَّۃٌ کو بدلا اور اِس مقدمہ میں قاضی بیضاوی یہہ لکھتا ہی قولہ - قراءھا بالنصب ابو عمرو وابن عامر وحمزہ وحفص عن عاصم علی تقدیر الذین یتوفون منکم یوصون وَصِیَّۃً اولیوصوا وصیۃً اوکتب اللّٰہ علیہم وصیۃً اوالزم الذین یتوفون وصیۃً ترجمہ پڑھا اُس کو نصب (یعنی دو زبر) سے ابو عمر اور ابن عامر اور حمزہ اور حفص نے موافق عاصم کے اِس تقدیر (یعنے معنے) پر اور جو مریں تم میں سے وصیت کریں وصیت یا ضرور کریں وصیت یا لکھا اللہ نے اُن کو وصیت کرنا یا لازم ہی جو مریں وصیت کرنا انتہی بعد اِس کے بیضاوی ایک ایسی قراۃ کو بیان کرتا ہی جو کہ تبدیلی گزشتہ کی تائید کرتی ہی اِس طرح قولہ - ویوید ذالک قرأۃ کُتِبَ عَلَیکُم اَلوَصِیَّۃَ لِاَزواجِکُم مَتَاعًا اِلَی الحَولِ ترجمہ اور اُسکی تائید کرتی ہی قراۃ (یہہ لکھا اللہ نے) تم پر وصیت واسطے تمہاری عورتوں کے خرچ ایک سال تک الخ اِس قراۃ کے موافق دو الفاظ کُتِبَ عَلَیکُم یا الکَاتِبُ داخل کئے گئے اور وَصِیَّۃٌ وَصِیَّۃَ سے اور اَزوَاجِھِم اَزوَاجِکُم سے تبدیل کئے گئے غرضکہ سارا جملہ مبدّل ہوا اور یہہ تحریف لفظی نہیں بلکہ ایک آیت کی تحریف ہی ٭

دفعہ ۲۳ - سورہ بقر آیت ۲۴۶ میں یہہ جملہ ہی وَاللّٰہُ یَقبِضُ وَیَبسُطُ یعنے اور اللہ تنگی کرتا ہی اور کشائش کرتا ہی - انتہی - اِس پر بیضاوی لکھتا ہی - قولہ وقراء نافع والکسائی والبزی وابوبکر بالصاد الخ ترجمہ اور پڑھا نافع اور

کسائی اور بزی اور ابوبکر نے صاد سے الخ ظاہر ہے کہ یَقۡبِضُ اور یَقۡبِصُ دو الفاظ بالکلیہ غیر ایک دوسرے سے ہیں اور اُن کے معنے میں بھی بہت فرق ہے اور یہہ تحریف لفظی اور معنوی ہے +

دفعہ ۲۴ - سورہ بقر آیت ۲۶۱ میں یہہ جملہ ہے وَانْظُرْ اِلَی الْعِظَامِ کَیْفَ نُنْشِزُھَا یعنے اور دیکھ ہڈیاں کس طرح بلند کرتی یا اُبھارتی ہیں انتہیٰ +

ظاہر ہے کہ لفظ ننشزہا کے معنے اُٹھایا یا بلند کیا ہوتے ہیں اِس پر بیضاوی یہہ لکھتا ہے قولہ وقراء ابن کثیر ونافع وابو عمرو ویعقوب نُنۡشِرُھَا الخ ترجمہ اور پڑھا ابن کثیر اور نافع اور ابو عمرو اور یعقوب نے نُنۡشِرُھَا (یعنے بجائے ز کے ر سے) الخ ان دو لفظوں میں فرق ز اور ر کا ہے پس یہہ دو لفظ ایک دوسرے سے غیر ہیں اور یہہ تحریف لفظی ہے +

دفعہ ۲۵ - سورہ بقر آیت ۲۶۱ میں آخر جملہ یہہ ہے قَالَ اَعۡلَمُ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ترجمہ بولا (یعنے حضرت ابراہیم بولے) میں جانتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے انتہیٰ +

اِس پر بیضاوی یہہ لکھتا ہے قولہ وقراء حمزہ والکسائی قَالَ اَعۡلَمۡ علی الامر الخ یعنے اور پڑھا حمزہ اور کسائی نے کہا جان تو بطور حکم کے الخ پس اِس تبدیلی فقط اعراب سے جملہ مذکورہ بالا بجائے ابراہیم کے قولِ خدا ہو گیا اور اُسکا ترجمہ یہہ ہوا بولا (خدا) جان تو (اے ابراہیم) کہ اللہ ہر شی پر قادر ہے الخ یہہ تحریف معنوی عظیم ہے اور ایسی تحریفیں تفسیر بیضاوی وغیرہ میں بکثرت ہیں لیکن اُن سب کا نقل کرنا موجب طوالت ہے +

دفعہ ۲۶ - سورہ عمران آیت ۶۱ میں یہہ جملہ ہے وَھٰذَا النَّبِیُّ یعنے اور اِس نبی کو انتہیٰ - اِس پر بیضاوی لکھتا ہے وقرئ والنَّبِیَّ یعنے پڑھا گیا ہے اور نبی انتہیٰ پس نقط

هدا زیادہ یا کم کیا گیا اور اعراب کا بھی فرق ہوا اور یہہ تحریف لفظی ہی ❖

دفعہ ۲۷ - سورہ عمران کی آیت ۸۶ میں اوّل جملہ یہہ ہی لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّوْنَ یعنے نہ پہنچوگے نیکی کی حد کو جبتک نہ خرچ کرو اُس میں سے جس سے محبت رکھتے ہو انتہیٰ - اس پر بیضاوی لکھتا ہی و قرئ بَعْضَ مَا تُحِبُّوْنَ یعنے اور پڑھا گیا ہی بعض یا کچھہ وہ جس سے مُحبت رکھتے ہو انتہیٰ ❖

اس جاے ایک لفظ بعض زیادہ کیا گیا اور ایک لفظ مِنْ مِمَّا میں سے نقصان کیا کیونکہ فقط مَا رہ گیا پس یہہ تحریف دو لفظ کی ہی ❖

دفعہ ۲۸ - سورہ عمران کی آیت ۱۲۷ کے شروع میں یہہ الفاظ ہیں وَسَارِعُوا یعنے اور دَوڑو اس پر بیضاوی لکھتا ہی و قرئ نافع و ابن عامر سَارِعُوا بلا واو یعنے اور پڑھا نافع اور ابن عامر نے دَوڑو بلا واو (یعنے اور) عطف کے اور یہہ ایک تحریف لفظی ہی ❖

دفعہ ۲۹ - سورہ عمران کی آیت ۱۵۷ کا جملہ آخر یہہ ہی وَاللّٰہُ بِمَا یَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ یعنے اور اللہ اُس سے جو وہ کرتے ہیں خبردار ہی انتہیٰ اس پر بیضاوی یہہ لکھتا ہی و قرأ نافع وابن عامر وعاصم وحمزۃ والکسائی بالتاء علی التفات وھو ابلغ فی الوعید الخ ترجمہ اور پڑھا نافع اور ابن عامر اور عاصم اور حمزہ اور کسائی نے تا سے (یعنے تعملون بجاے یعملون کے) موافق التفات کے اور یہہ نہایت فصیح ہی باعتبار وعدہ کے انتہیٰ ❖

پس معلوم ہوا کہ واسطے زیادہ کرنے فصاحت قرآن کے محمدی لوگوں نے بہت سے الفاظ بدلے ہیں ❖

دفعہ ۳۰ - سورہ نسا کی آیت ۵ میں یہہ جملہ ہی فَاِنْ آنَسْتُمْ یعنے پس اگر دیکھو

تم الخ اس پر بیضاوی لکھتا ہی وقریٔ اَحْسَنْتُمْ یعنے اور پڑھا گیا ہی حس کردیا معلوم کرو تم الخ ظاہر ہی کہ اَلَسْتُمْ اور اَحْسَنْتُمْ دو الفاظ ایک دوسرے سے بالکلیہ غیر ہیں اور ان کے معنے بھی یعنے دیکھو تم اور معلوم کرو تم مختلف ہیں پس یہہ تحریف لفظی اور معنوی ہی ؀

دفعہ ۱۳۱ - سورہ نسا کی آیت ۱۵ کا ایک جملہ معہ تفسیر بیضاوی کے اس طرح لکھا ہی وَلَهُ اَخٌ اُخْتٌ ای من الام ویدل علیہ قراۃ اُبَیّ وسعد بن مالک وَلَهُ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ من الام ترجمہ اور اُس کا ایک بھائی یا بہن (تفسیر) یعنے ماسے اور دلالت کرتی ہی اس پر قراۃ اُبی کی اور سعد بن مالک کی (یہہ ہی) اور اُس کا ایک بھائی ہی یا بہن ماسے انتہی ظاہر ہی کہ اس جائے دو الفاظ زیادہ کئے گئے یعنی مِنْ اور اُمّ یہاں سے ظاہر ہی کہ جو قرآن زمانہ حال میں مروج ہی وہ اصل قرآن نہیں ہی بلکہ اُس میں تفسیر بھی موافق رائے اور وہم علمائے محمدی کے بطور نص قرآنی کے داخل ہی پس نہیں تحقیق ہو سکتا ہی کہ کونسی بات اُس میں اصل قرآن کی ہی اور کونسی ملاوٹ ان علما کی ہی ؀

دفعہ ۱۳۲ - سورہ نسا کی آیت ۱۰۲ کا جملہ اوّل یہہ ہی وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَکُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا الخ ترجمہ عبد القادر اور جب تم سفر کرو ملک میں تو تم پر گناہ نہیں کہ کچھہ کم کرو نماز سے اگر تم کو ڈر ہو کہ ستاوینگے تم کو کافر الخ اس پر قاضی لکھتا ہی وقریٔ مِنَ الصَّلٰوۃِ اَنْ یَّفْتِنَکُمْ بغیر اِنْ خِفْتُمْ الخ ترجمہ اور پڑھا گیا ہی نماز سے کہ ستاوینگے تم کو بغیر اگر ڈر ہو تم کو الخ پس یہاں سے معلوم ہوا کہ یا تو جملہ اِنْ خِفْتُمْ یعنے اگر ڈر ہو تم کو قرآن میں موجود تھا اور بعض نے اُسکو اپنے نسخوں قرآن میں سے خارج کردیا یہہ کہ یہہ جملہ اصل قرآن میں نہ تھا اور اکثر علمائے محمدی نے

اُس کو زیادہ کر دیا ہی غرضکہ یہہ تحریف جملہ کی ہی پس کیا معلوم کہ کتنے جملے اور آیات قرآنی اصل قرآن میں داخل کی گئی ہیں یا اُس میں سے خارج کی گئی ہیں اور اسی واسطے اِس قرآن محرفہ پر کہ زمانہ حال میں مروج ہی کچھہ اعتبار نہیں ہو سکتا ہی ❊

دفعہ ۳۳۔ سورہ مائدہ کی آیت ۴۲ میں موافق ترجمہ مولوی عبد القادر دہلوی کے یہہ لکھا ہی قولہ اور جو کوئی چور ہو مرد یا عورت تو کاٹ ڈالو اُن کے ہاتھہ الخ۔ اصل عربی جملہ جس کا ترجمہ اُن کے ہاتھہ ہی یہہ ہی اَیدِیَھُمَا اور اِس کا لفظی ترجمہ یہہ ہی۔ دو ہاتھہ اِن دونوں کے کیونکہ ید بمعنے ہاتھہ واحد ہی اور ایدی بمعنے یدان کے معنے دو ہاتھہ ہیں اور ھما ضمیر غایب تثنیہ یعنے دو کے لئے ہی یہاں سے صاف ظاہر ہی کہ معنے یہہ ہوئے کہ جو کوئی چور ہو خواہ مرد خواہ عورت اُن دونوں کے دونوں ہاتھہ کاٹ ڈالو نہ یہہ کہ ایک ہاتھہ تو مرد کا اور ایک ہاتھہ عورت کا کاٹ ڈالو کہ صریح خبط ہی اِس پر بیضاوی لکھتا ہی والمراد بالایدی الایمان یعنے اور مراد دو دست راست سے ہی الخ معلوم نہیں کہ یہہ مراد قاضی بیضاوی نے کیونکر سمجھی خیر بعد اِس کے بھی بیضاوی یہہ لکھتا ہی قولہ ویؤیدہ قراءۃ ابن مسعود اَیمانھما الخ ترجمہ اور تائید کرتی ہی اِس کی قراۃ ابن مسعود کی (جو یہہ ہی) دست راست اُن دونوں کے الخ البتہ موافق اِس قراۃ ابن مسعود کے معنے جملہ قرآنی کے بالکلیہ بدل گئے یعنے بجائے اِس حکم کے کہ چور کے خواہ مرد ہو خواہ عورت دونوں ہاتھہ قطع کئے جاویں یہہ حکم ہو گیا کہ چور کا خواہ مرد ہو خواہ عورت فقط ایک ہاتھہ کاٹا جاوے یعنے دہنا ہاتھہ یا دست راست دو الفاظ ایدی اور اَیمان بالکلیہ غیر ایک دوسرے سے ہیں اور یہہ تحریف لفظی ہی اور معنے میں اِس قدر فرق ہی کہ ایک مسئلہ شرعی میں اختلاف ہو گیا پس کون کہہ سکتا ہی کہ کونسے مسائل دینی و شرعی مندرجہ

قرآن، مروجہ محرفہ کے موافق اصل قرآن کے ہیں اور کونسی ایجاد اور بناوٹ مولویوں محمدی کی ہیں ✤

دفعہ ۳۴- سورہ مائدہ کی آیت ۵۱ میں ایک جملہ ہے واحکم یعنے اور چاہیئے کہ حکم کریں اس پر بیضاوی لکھتا ہے وقری وَاَنِ احکم یعنے اور پڑھا گیا ہے اور کہ چاہیئے کہ حکم کریں انتہی ظاہر ہے کہ یہاں ایک نیا لفظ عَن یعنے کہ زیادہ کیا گیا ہے اور یہہ ایک تحریف لفظی ہے ✤

دفعہ ۳۵- سورہ مائدہ کی آیت ۵۸ کا جملہ اول یہہ ہے وَیَقُولُ الَّذِینَ آمَنُوا یعنے اور کہتے ہیں ایمان والے الخ اس پر بیضاوی لکھتا ہے کہ قراۃ ابن کثیر اور نافع اور ابن عامر کی بغیر واؤ کے ہے پس معلوم ہوا کہ ایک لفظ واؤ یا تو اصل قرآن میں تھا اور بعض نسخوں قرآن میں سے ساقط ہوا یا یہہ لفظ اصل قرآن میں نہ تھا لیکن اکثر نسخوں میں داخل کیا گیا غرضکہ یہہ تحریف لفظی ہے ✤

بیان ایک قراۃ شاذ کا جس کا ابوحنیفہ طرفدار ہے اور قاضی بیضاوی اُس کو رد کرتا ہے بسبب اختلاف ایک مسئلہ شرعی کے

دفعہ ۳۶- سورہ مائدہ کی آیت ۹۱ میں ناحق قسم کھانے کے کفارہ کا ذکر ہے اور کئی طریق کفارہ کے بیان کئے ہیں اور جو شخص بے مقدور ہو اُس کے لئے یہہ کفارہ مذکور ہے ترجمہ پھر جس کو پیدا نہ ہو تو روزہ تین دن کا الخ جملہ تو روزہ تین دن کا کی عربی عبارت قرآن میں یہہ ہے فصیام ثلثة ایام اس پر بیضاوی یہہ تفسیر کرتا ہے قولہ فکفارۃ صیام ثلثة ایام وشرط ابوحنیفہ فیہ التتابع لانہ قرئ ثلثۃ ایام متتابعات والشواذ لیست بحجۃ عندنا اذا لم تثبت کتابا ولم تروسنۃ انتہی ترجمہ پس کفارہ روزہ تین دن

کہ ہی اور شرط ابوحنیفہ کی اس میں تواتر (یعنے تین دن متواتر یا بلا فصل ہونے کے) ہی کیونکہ پڑھا گیا ہی (قرآن میں اس طرح بھی) تین دن پے در پے لیکن شاذ بات نہیں ہی حجت ہمارے نزدیک جب تک نہ ثابت کتاب کے موافق اور نہ حکم ہو موافق سُنت کے انتہی یہاں سے معلوم ہوا کہ الفاظ متتابعات جو بعض نے قرآن میں زیادہ کر دیئے ہیں نزدیک قاضی بیضاوی کے اصل کتاب قرآن کے نہیں ہیں بلکہ ملاوٹ ناحق بعض لوگوں کے ہیں اور اسی واسطے بیضاوی کی رائے میں ابوحنیفہ بھی غلطی پر ہیں کہ اس ملاوٹ کی قرأۃ بعض پر مسئلہ تین دن برابر روزے رکھنے کا قائم کرتے ہیں لیکن تعجب ہی کہ یہی قاضی بیضاوی بہت سی قرأتوں شاذ کو بدل التسلیم کرتا ہی جیسے کہ پہلے مذکور ہو چکا ہی اور اسی قرأۃ شاذ کو قابل اعتبار کے نہیں سمجھتا ہی پس یہاں سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ جو تحریف قرآنی موافق اپنے مذہب اور رائے کے ہی اُس کو حق جانتا ہی اور باقی کو ناحق خلاف اس کے ابوحنیفہ اور سب محمدی لوگ اُس کے مذہب کے الفاظ متتابعات کو اصل قرآن اور نہ ملاوٹ سمجھتے ہیں پس ظاہر ہی کہ اس قرآن محرفہ پر کہ جو زمانہ حال میں مروّج ہی کچھہ اعتبار نہیں ہو سکتا ہی اُس سے نہیں تحقیق ہو سکتا کہ کون مسئلہ دینی موافق اصل قرآن کے ہی اور کونسا خلاف اُس کے ❊

دفعہ ۷۳ - سورہ انعام کی آیت ۱۰۹ موافق ترجمہ مولوی عبد القادر دہلوی کے یہہ ہی قولہ اور (کافر لوگ) قسم کھاتے ہیں اللہ کی تاکید سے کہ اگر آن کو ایک نشانی پہنچے (یعنی اگر محمد صاحب آن کو کوئی معجزہ دکھاویں) البتہ اُس کو مانے تو کہہ نشانیاں (یعنی معجزے) تو اللہ کے پاس ہیں اور تم مسلمان کیا خبر رکھتے ہو کہ جب وہ آوینگے (یعنے معجزے دکھائے جاوینگے) تو یہہ (یعنی کفار معجزہ طلب کرنے والے) نہ مانینگے انتہی - ایک جملہ اس آیت کا یہہ ہی اور تم مسلمان

کیا خبر رکھتے ہو کہ جب وہ آوینگے اس جملہ کی عربی عبارت قرآن میں اس طرح ہی وَمَا یُشْعِرُکُمْ أَنَّهَا إِذَا جَاءَتْ اس جملہ کی قاضی بیضاوی ایک اور قرأت بیان کرتا ہی قولہ وقرئ وَمَا یُشْعِرُهُمْ أَنَّهَا إِذَا جَاءَ تْهُمْ ترجمہ اور پڑھا گیا ہی اور کیا خبر رکھتے ہیں (کافر لوگ) کہ جب وہ آوینگے اُن کو (یعنی جب محمد صاحب اُن کو معجزے دکھاوینگے) ظاہر ہی کہ اس قرأۃ میں کم لفظ ہم سے تبدیل ہوا اور ایک نیا لفظ ہم آخر میں زیادہ کیا گیا اور جو تغییر معنے میں واقع ہوا وہ دو جملوں کو ملاحظہ کرنے سے ظاہر ہی غرضکہ یہہ تحریف جملہ کی ہی اور اُس سے معنے آیت میں فرق عظیم واقع ہوتا ہی *

دفعہ ۳۸ - سورہ انعام آیت ۱۳۹ کا اول جملہ یہہ ہی وَقَالُوا هَٰذِهِ أَنْعَامٌ وَحَرْثٌ حِجْرٌ یعنے اور کہتے ہیں یہ مویشی اور کھیتی منع ہیں الخ اصل لفظ جس کے معنی منع ہیں حِجْرٌ ہی اور اس پر بیضاوی یہہ لکھتا ہی وقرئ حُجُرٌ یا حِرْجٌ یعنی پڑھا گیا ہی (بجائے حِجْرٌ کے) حُجُرٌ یا حِرْجٌ الخ ظاہر ہی حِجْرٌ اور حِرْجٌ دو الفاظ بالکلیہ غیر ایک دوسرے سے ہیں اور حِرْجٌ کے معنے بھی وقت ہیں نہ منع جیسے کہ متن کی قرأت کے تھے اور یہہ تحریف لفظی اور معنی کی ہی *

دفعہ ۳۹ - سورہ انعام آیت ۱۵۴ میں یہہ جملہ ہی وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي یعنے اور کہ یہہ راہ میری ہی الخ اسپر بیضاوی یہہ لکھتا ہی قولہ وقرئ وَهَٰذَا صِرَاطِي وَهَٰذَا صِرَاطُ رَبِّكُمْ وَهَٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ ترجمہ اور پڑھا گیا ہی (تین طور پر) اور یہہ ہی راہ میری اور یہہ ہی راہ تمہارے رب کی اور یہہ ہی راہ تیرے رب کی الخ ظاہر ہی ان تین قرأتوں میں سے لفظ أَنَّ جو متن قرآن میں تھا ساقط کیا گیا اور قرأت دوم میں رَبِّكُمْ زیادہ کیا گیا اور قرأت سوم میں لفظ رَبِّكَ زیادہ کیا گیا غرضکہ اصل قرآن میں اس قدر زیادتی اور کمی الفاظ کی واقع ہوئی کہ جو قرآن

زمانہ حال میں مروّج ہی اُس پر ہرگز اعتبار نہیں ہو سکتا ہی ❊

دفعہ ۴۰ - سورہ اعراف آیت ۴۱ میں موافق ترجمہ عبد القادر کے یہہ لکھا ہی اور (اہل جنت) کہتے ہیں شکر اللہ کا جس نے ہم کو یہاں راہ دی اور ہم نہ تھے راہ پانے والے اگر نہ راہ دیتا اللہ الخ اس آیت کے اِس جملہ کی اور ہم نہ تھے عربی عبارت قرآن میں یہہ ہی وَمَا کُنَّا اِس پر بیضاوی یہہ لکھتا ہی قولہ وقرئ ابن عامر مَا کُنَّا بغیر واو علی انھا مبینۃ الاولی ترجمہ اور پڑھا ابن عامر نے نہ تھے ہم بغیر واو کے اِس لئے کہ (یہہ قراۃ بغیر واو کے) واضح کرنے والی ہی واسطے (جملہ) اوّل کے انتہیٰ یہاں سے معلوم ہوا کہ علمائے محمدی نے اصل قرآن کی عبارت میں صلاح دی تاکہ اُس کے جملوں میں رابطہ اور پیوستگی قایم ہو اور اِس لئے اُس میں الفاظ زیادہ کئے اور گھٹا دیئے غرضکہ یہہ مولویوں کی بنائی ہوئی اور نہ اصل قرآن ہی اور اِن علمار محمدی نے اپنے فعل سے ثابت کر دیا کہ اصل قرآن کی عبارت درست اور فصیح نہ تھی ❊

دفعہ ۴۱ - سورہ اعراف آیت ۵۵ کا جملہ اوّل یہہ ہی وَھُوَ الَّذِی یُرْسِلُ الرِّیٰحَ نُشُرًا ترجمہ اور وہی (یعنی خدا) ہی جو بھیجتا ہی ہوائیں پھیلنے والیں (یا زندہ کرنے والیں) بیضاوی لکھتا ہی کہ بجائے نُشُرًا کے عاصم بُشْرًا پڑھتا ہی اور اِس کے معنی خوشخبری دینے والیں ہیں اور موافق اِس قراۃ عاصم کے مولوی عبد القادر دہلوی جملہ قرآنی مذکورہ بالا کا اِس طرح ترجمہ کرتے ہیں قولہ اور وہی ہی کہ چلاتا ہی باویں (یا ہوائیں) خوشخبری الخ یہاں سے معلوم ہوا کہ جو نسخہ قرآن مولوی عبد القادر کے پاس تھا اُس میں قراۃ عاصم کی درج تھی خلاف اِس کے بیضاوی کی قرآن کے متن میں قرات نُشُرًا ہی اور نہ بُشْرًا اور یہہ تحریف لفظی اور معنی کی ہی یہاں

سے یہہ بھی معلوم ہوا کہ مختلف ولایتوں میں مختلف قرائتیں جاری ہیں جیسے کہ شروع میں فصل اوّل اِس رسالہ کے مفصّل بیان ہو چکا ہی بعض ناواقف مولوی محمدی کہا کرتے ہیں کہ محمدیوں میں ہزاروں حافظ قرآن ہوتے ہیں اور محمدی لوگ مکّہ جاتے ہیں اور مختلف ولایتوں کے لوگوں کی زبانی قرآن سُنتے ہیں پس اِس سے وہ قیاس کرتے ہیں کہ قرآن ساری دُنیا میں ایک ہی اور ہرگز مبدّل اور محرّف نہیں ہوا یہہ قیاس مولویوں محمّدی کا بالکلیہ باطل اور صریح لغو ہی جیسے کہ اُس سے ظاہر ہی کہ یہاں تک اِس رسالہ میں لکھا گیا ٭

دفعہ ۴۲ ۔ سورہ آعراف آیت ۷۳ میں یہہ لکھا ہی ۔ قَالَ الْمَلَاءُ یعنی کہنے لگے سردار الخ اِس پر بیضاوی لکھتا ہی وقرا ابن عامر وقال الملاء بالواو یعنے پڑھا ابن عامر نے اور کہنے لگے سردار ساتھہ واو کے انتہیٰ غرضکہ ابن عامر نے اصل قرآن میں واو زیادہ کیا یا اَور لوگوں نے ساقط کیا اور یہہ تحریف لفظی ہی ٭

دفعہ ۴۳ ۔ سورہ آعراف آیت ۱۰۳ میں ایک جملہ یہہ ہی حَقِيقٌ عَلٰٓى اَنْ لَّآ اَقُوْلَ یعنے قایم ہوں اُس پر کہ نہ کہوں الخ اور بیضاوی لکھتا ہی وقری حقیق ان لا اقول یعنی پڑھا گیا ہی کہ قایم ہوں کہ نہ کہوں انتہیٰ یہاں لفظ علیٰ ساقط کیا گیا اور یہہ تحریف لفظی ہی ٭

دفعہ ۴۴ ۔ سورہ آعراف آیت ۱۲۰ کا جملہ اوّل یہہ ہی قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ ترجمہ بولا فرعون کیا تم نے مان لیا اُسکو الخ اِس پر بیضاوی یہہ لکھتا ہی ۔ قوله وقری قبتل قَالَ فِرْعَوْنُ وَاٰمَنْتُمْ یعنے بولا فرعون اور مان لیا تم نے الخ غرضکہ آ استفہام ساقط کیا اور اُس کی جا سے واو عطف زیادہ کیا گیا اور یہہ تحریف لفظی اور معنی کی ہی ٭

دفعہ ۴۵ ۔ سورہ آعراف آیت ۱۴۲ کے آخر حصّہ کا ترجمہ موافق عبد القادر

کے یہہ ہی۔ اب میں تم کو دکھاؤنگا گھر بے حکم والوں کا انتہی جس کا ترجمہ اب میں تم کو دکھاؤنگا وہ جملہ عربی عبارت قرآنی کا یہہ ہی سَاُرِیکُم بیضاوی اس جملہ کے لئے دو قرائتیں شاذ بیان کرتا ہی لیکن ہم فقط ایک ان میں سے لکھتے ہیں اور وہ یہہ ہی ساورثکم یعنے اب میں تم کو وارث کرونگا ظاہر ہی کہ اس جملہ میں اب میں تم کو دکھاؤنگا اور اس جملہ میں اب میں تم کو وارث کرونگا آسمان اور زمین کا فرق ہی اور یہہ تحریف جملہ کی ہی ٭

دفعہ ۴۶ - سورہ اعراف آیت ۱۴۶ میں ذکر ہی کہ حضرت موسیٰ کی غیر حاضری میں بنی اسرائیل نے ایک سونے کا بچھڑا بنایا کہ اس میں سے آواز نکلتی تھی عربی لفظ بجائے آواز کے متن قرآن میں خوار ہی اور بیضاوی لکھتا ہی وقریٔ جوار یعنے بعض نے پڑھا ہی جوار یعنے سخت آواز الخ یہہ دو الفاظ خوار اور جوار بالکلیہ غیر ایک دوسرے سے ہیں اور یہہ تحریف لفظی ہی ٭

دفعہ ۴۷ - سورہ اعراف آیت ۱۴۹ میں مذکور ہی کہ حضرت موسیٰ حضرت ہارون سے بڑے خفا ہوئے پس حضرت ہارون بخطاب حضرت موسیٰ کے یہہ بولے اَبنَ اُمَّ بیٹے میری ماکے ظاہر ہی کہ واسطے فصاحت کلام کے ضرور ہی کہ اس جملہ میں لفظ اے کا زیادہ کیا جاوے یعنے یہہ جملہ اس طرح ہو ای بیٹے میری ماکے یعنی ای میرے بھائی اور اسی واسطے علماء محمدی نے لفظ یا کا زیادہ کیا چنانچہ قاضی بیضاوی لکھتا ہی قولہ وقراء ابن عامر وحمزہ والکسائی وابوبکر عن عاصم نداء فی طہ یا ابنَ امَّ ترجمہ اور پڑھا ابن عامر اور حمزہ اور کسائی اور ابوبکر نے عاصم سے اس جائے اور سورہ طہ میں ای بیٹے میری ماکے انتہی ٭

یہاں سے صاف ظاہر ہی کہ اصل کلام قرآن فصیح نہ تھا لیکن علماء محمدی نے اُس میں زیادتی و کمی الفاظ کی کر کے اُسے فصیح بنا دیا اس جائے ملاحظہ کرنا چاہیئے دفعہ بست و نہم کو۔ یہاں سے دو باتیں ظاہر ہیں اوّل یہہ کہ اصل قرآن کا کلام فصیح نہ تھا اور جو قرآن زمانہ حال میں مروج ہی وہ بالکلیہ محرف ہی اور اُس پر کچھ اعتبار نہیں ہو سکتا ہی ؞

دفعہ ۴۸ ۔ سورہ اعراف آیت ۱۹۴ میں یہہ ہی اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَا اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَا الخ ترجمہ عبد القادر کیا اُن کے یعنے بتوں کے پاؤں جس سے وہ چلتے ہیں یا اُن کے ہاتھ ہیں جس سے وہ پکڑتے ہیں الخ ظاہر ہی کہ جن الفاظ کا ترجمہ کیا اُن کے سوا ہی وہ الفاظ اَلَهُمْ ہیں اور ان الفاظ کی بیضاوی ایک اور قرأت لکھتا ہی اس طرح و قری اِنِ الَّذِيْنَ اور بعض نے اِنَ الذین پڑھا ہی یہاں سے ظاہر ہی کہ گو مطلب آیت میں کچھ فرق نہ آوے پھر بھی الفاظ جملہ کی تحریف ہی ؞

دفعہ ۴۹ ۔ سورہ انفال آیت ا یہہ ہی يَسْاَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ یعنی تجھ سے پوچھتے ہیں غنیمت سے یعنی تجھ سے پوچھتے ہیں درباب غنیمت کے یعنی حکم درباب غنیمت کے جملہ عَنِ الْاَنْفَالِ کی کہ اُس کا لفظی ترجمہ غنیمت سے ہی قاضی قرأتیں شاذ بیان کرتا ہی اور ہم بلحاظ اختصار کے فقط ایک کا اُن میں سے ذکر کرتے ہیں اور وہ یہہ ہی يَسْئَلُوْنَكَ الْاَنْفَالَ یعنی تجھ سے پوچھتے ہیں لوٹ الخ یہاں ظاہر ہی کہ ایک لفظ عن جس کے معنے سے ہیں ساقط کیا گیا ہی اور یہہ تحریف لفظی ہی ؞

دفعہ ۵۰ ۔ سورہ انفال آیت ۲۔ ایک یہہ جملہ ہی وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ یعنی ڈر جاویں اُن کے دل اور بیضاوی ایک قرأۃ شاذ واسطے وَجِلَتْ کے فَرِقَتْ لکھتا ہی اور یہہ

دو الفاظ بالکلیہ غیر ایک دوسرے سے ہیں گو بمعنے واحد ہوں پس یہہ تحریف لفظی ہے ⁂

دفعہ ۱۵ - سورہ انفال آیت ۹ موافق ترجمہ عبد القادر یہہ ہے قولہ جب تم لگے فریاد کرنے اپنے رب سے تو پہنچا تمہاری پکار کو کہ میں مدد بھیجونگا تمہاری ہزار فرشتے لگاتار آنے والے انتہیٰ ⁂

لیکن سورہ عمران آیت ۱۱ میں یہہ ہے قولہ ابھی ہو چکا ہے تم کو ایک نمونہ دو فوجوں میں جو بھڑی تھیں ایک فوج ہے جو لڑتی ہے اللہ کی راہ میں اور دوسری منکر ہے یہہ دیکھتے اپنی دو برابر صریح آنکھوں سے - اور بیضاوی لکھتا ہے کہ فوج مشرکین مکہ کے قریب ایک ہزار کے تھی اور فوج مسلمانوں کی قریب تین سو انیس کے تھی لیکن پھر بھی مشرکین کو فوج اہل اسلام کی اپنے سے دگنی معلوم ہوئی اور اُس کا باعث موافق عقیدہ اہل اسلام کے یہہ تھا کہ فرشتوں نے اہل اسلام کی مدد کی پس ظاہر ہے کہ فرشتے عدد میں کم سے کم قریب دو ہزار کے ہونے چاہئیں تاکہ وہ ہزار کفار سے دگنے معلوم ہوں لیکن انفال آیت نہم میں کہ ابھی نقل کی گئی ہے فقط ہزار فرشتے مذکور ہیں پس یہہ نقیض پیدا ہوئی اور لازم پڑا کہ سورہ عمران کی آیت یازدہم اور حدیث وغیرہ کو مطابق سورہ انفال آیت نہم سے کریں اور یہہ نہیں ہو سکتا ہے اِلّا ایک صورت میں اور وہ یہہ کہ قرآن کے لفظ ایک ہزار کو جمع کر کے لفظ ہزاروں سے تبدیل کر دیں چنانچہ علمائے زیرک اہل اسلام نے ایسا ہی کیا جیسا کہ بیضاوی اپنی تفسیر سورہ انفال آیت ۹ میں لکھتا ہے قولہ وقرئ بآلاف لیوافق ما فی سورۃ آل عمران الخ ترجمہ اور بعض نے ساتھ ہزاروں کے پڑھا ہے تاکہ موافق ہو اُس کے جو سورہ آل عمران میں ہے الخ اصل لفظ متن قرآن میں الف تھا کہ اُس کے معنی ایک ہزار ہوتے ہیں پس اس لفظ کو الاف سے بدل لیا کہ اُس کے معنے ہزاروں یا ہزارہا ہوتے ہیں

اور باعث ارتکاب اِس حرکت کا یہہ تھا کہ قرآن کے دو مقاموں میں اختلاف تھا اُن میں موافقت ہوجائے یہاں سے معلوم ہوا کہ مولویوں محمدی نے اصل قرآن کو بدل کے اُسکو فقط کلام فصیح ہی نہیں بنایا بلکہ جو اُس میں غلط باتیں تھیں اور وہ اِن علمائ کو معلوم بھی ہو گئیں اُن کو بھی اُنہوں نے قرآن کے الفاظ بدل کے درست کردیا *

دفعہ ۵۲ - سورہ انفال آیت ۳۰ میں یہہ لکھا ہی وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ ترجمہ عبد القادر اور جب فریب بنانے لگے کافر کہ تجھ کو بٹھاویں یا عاجز کریں، الخ اصل جملہ عربی جس کا ترجمہ تجھکو بٹھاویں ہی لِیُثْبِتُوْکَ اور اس کے لفظی معنے کہ تجھ کو ثبت کریں یا کہ تجھ کو قایم کریں ہیں اور بیضاوی اس کی تین قرائتیں شاذ بیان کرتا ہی قوله وقرئ لیُثَبِّتُوکَ بالتشدید ولیبیتوک من البیات ولیقیدوک ترجمہ اور بعض نے پڑھا ہی لیُثَبِّتُوکَ تشدید سے اور لِیُبَیِّتُوکَ بیات سے (معنی کہ تجھ پر شب خون ماریں) اور لیُقَیِّدُوکَ (معنی کہ تجھ کو قید کریں) الخ یہاں سے معلوم ہوا کہ تحریف اوّل بہ اعتبار اعراب کے ہی لیکن دو تحریفیں باقی تحریف جملہ کی ہیں کہ اُس میں لفظاً بالکلیہ غیر ایک دوسرے سے ہیں اور معنے میں فرق عظیم ہی کیونکہ کہاں جملہ کہ تجھکو بٹھاویں کہ متن قرآن میں ہی اور کہاں یہہ دو جملے کہ تجھ پر شب خون ماریں اور تجھ کو قید کریں یہہ بھی ظاہر ہی کہ جو علماء محمدی اِن قرائتوں شاذ کو اپنے نسخوں قرآن میں پڑھتے ہیں وہ اِنہیں قرائتوں کو اصل قرآن سمجھتے ہیں اِس قرآن پر کیا اعتبار ہوسکتا ہی *

دفعہ ۵۳ - انفال آیت ۶۵ میں یہہ ہی یَاۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ ترجمہ عبد القادر اے نبی (یعنے محمد صاحب) شوق دلا مسلمانوں کو لڑائی کا الخ جب

لفظ کا ترجمہ شوق دلانا ہی وہ لفظ متن قرآن بیضاوی میں حَرِضْ ہی اور اِس سے تحریف ہی کہ
اُس کے معنے بھڑکانا اور برانگیختہ کرنا ہیں اِسپر بیضاوی لکھتا ہی وقری حَرِّض من الحرص
یعنے اور بعض نے پڑھا ہی حَرِّصْ حرص سے انتہی ظاہر ہی کہ حرض اور حرص دو الفاظ
بالکلیہ غیر ایک دوسرے سے ہیں کہ ایک ضاد سے اور دوسرا صاد سے ہی گو معنے واحد ہوں
پس یہہ تحریف لفظی ہی ٭

دفعہ ۵۴ - سورہ انفال آیت ۷۴ کے آخر میں یہہ جملہ ہی وَ فَسَادٌ
کَبِیْرٌ یعنی اور فساد عظیم اور بیضاوی لکھتا ہی وقری کَثِیْرٌ یعنی بعض نے کثیر (بجائے کبیر)
پڑھا ہی اور یہہ تحریف لفظی ہی ٭

دفعہ ۵۵ - سورہ برأت آیت ۸ میں یہہ جملہ ہی وَاِنْ یَّظْھَرُوْا عَلَیْکُمْ
لَا یَرْقُبُوْا فِیْکُمْ اِلًّا ترجمہ عبد القادر اور اگر وے (یعنی کفار) تم پر ہاتھہ پاویں (یعنے فتح
پاویں) نہ لحاظ کریں تمہاری خویشی (یعنے قرابت) کا جس لفظ عربی کا ترجمہ قرابت ہوا ہی وہ لفظ
اِلًّا ہی اور اِس لفظ کی نسبت بیضاوی یہہ لکھتا ہی قوله وقيل انه عبری بمعنی الالہ لانه
قری ایلا کجبرال وجبرائیل ترجمہ اور کہتے ہیں کہ یہہ (لفظ) عبرانی ہی بمعنے خدا کیونکہ
بعض نے پڑھا ہی (قرآن میں بجائے اِلًّا کے) ایلاً (کہ ایل کے معنی عبرانی میں خدا ہیں) جیسے
کہ جبرال اور جبرائیل (کہ یہہ لفظ عبرانی ہی اور اُس کے معنے شخص خدا یا خدا کا آدمی ہیں) ظاہر ہی
کہ اِس قرأۃ شاذ کے موافق ترجمہ جملہ قرآنی مذکورہ بالا کا یہہ ہوگیا اور اگر وے (یعنے کفار)
تم پر ہاتھہ پاویں (یعنے فتح پاویں) نہ لحاظ کریں تمہارے خُدا کا الخ پس معنے بدل گئے اور یہہ
تحریف لفظی اور معنے کی ٹری ہی واضح ہو کہ قرآن میں عبرانی اور رومی الفاظ وغیرہ اکثر پائے

جاتے ہیں یہ خیال کرنا چاہیئے کہ عربی قرآن کی خالص عربی ہے جیسے کہ بعض ناواقف مولوی دعویٰ کیا کرتے ہیں +

دفعہ ۵۶ - سورہ برأت آیت ۱۹ کا جملہ اوّل یہہ ہے أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ الخ ترجمہ عبد القادر کیا تم نے ٹھہرایا حاجیوں کا پانی پلانا اور مسجد حرام کو (یعنے مسجد کعبہ کو) بسانا (یعنے زیارت کرنا) برابر اُس کے جو یقین لایا اللہ پر الخ مطلب اِس جملہ کا یہہ ہے کہ گو بُت پرست کعبہ کی زیارت کریں اور حاجیوں کو پانی پلادیں پھر بھی اُن لوگوں کے برابر نہیں جو کہ ایک خدا پر ایمان لائے اور بُت پرستی کو ترک کر کے مسلمان ہو گئے لیکن یہہ مطلب آیت مذکورہ بالا میں بیڈھنگے طور پر بیان کیا ہے اور صحیح اور صاف عبارت اِس آیت کی اِس طرح ہونی چاہیئے تھی کیا تم نے ٹھہرایا حاجیوں کے پانی پلانے والوں اور مسجد حرام کی زیارت کرنے والوں کو برابر اُس کے جو یقین لایا خدا پر الخ یا اِسی طرح ہونی چاہیئے تھی کیا تم نے ٹھہرایا حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد حرام کی زیارت کرنے کو برابر ایمان اُس کے جو یقین لایا اللہ پر الخ پس مفسرین دق ہوئے کہ اِس غلط عبارت قرآن کا کیا علاج کریں - صاحب تفسیر حسینی تو فقط یہہ کرتا ہے کہ وہ لفظ اہل اور ارباب اپنی طرف سے اپنے ترجمہ فارسی میں زیادہ کرتا ہے اور کچھہ اشارہ اِس وقت کی طرف نہیں کرتا ہے گویا ناظرین اندھے تھے قولہ آیا میدارید اہل سقایۃ حاجیاں را و ارباب عمارت (یا زیارت) مسجد حرام را ہیچو آنکس کہ ایمان آوردہ است بخدائے الخ ترجمہ۔ آیا تم اُمید رکھتے ہو کہ حاجیوں کو پانی پلانے والے اور مسجد حرام کے بسانے والے (یعنے زیارت کرنے والے) مثل اُس شخص کے ہیں کہ ایمان لایا ہے خدا پر الخ بیضاوی وقت مذکورہ بالا کو بیان کرتا ہے اور اِس طرح لکھتا ہے قولہ اسقایۃ والعمارۃ

مصدر اولا شبہان یا مجثت یعنے پانی پلانا اور بسانا دیا زیارت کرنا) دو مصدر ہیں پس نہیں مشابہ ہیں اجسام انسانی کے الخ یعنے عبارت آیت قرآنی مذکورہ بالا کی کہ اُس میں اِن دو مصدروں کو مشابہ کیا ہی ایک آدمی کے کہ خدا پر ایمان لایا ہو درست نہیں ہی بعد اس کے بیضاوی یہہ لکھتا ہی قولہ بل لابدّ من اضمار تقدیرہ اجعلتم اهل سقایة الحاج کمن آمن او اجعلتم سقایة الحاج کایمان من آمن ترجمہ بلکہ ضرور ہی کہ کوئی پوشیدہ بات سے ہو کہ اُسکی صورت یہہ ہو۔ کیا ٹھہرایا تم نے حاجیوں پانی پلانے والوں کو مثل اُس کے جو ایمان لایا یا کیا ٹھہرایا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا مثل ایمان اُس کے جو ایمان لایا الخ غرضکہ مثل صاحب تفسیر حسینی کے بیضاوی نے بھی ایک لفظ اہل یا ایمان اپنی طرف سے اپنی تفسیر میں زیادہ کیا اور بیان کیا کہ ایک اُن دو معنوں سے آیت قرآنی میں چھپا ہوا ہی یعنی مطلب اُس کا موافق ایک کے اِن دو معنوں سے ہونا چاہیئے واسطے توضیح کے ہم ایک مثال بیان کرتے ہیں فرض کرو کہ کسی محمدی نے بخطاب بعض ہنود کے یہہ کہا:-

کیا تم مانتے ہو کہ خیرات کرنا مثل اُس شخص کے ہی جو ایک خدا پر ایمان لایا ظاہر ہی کہ کل سمجھدار لوگ اِس قول کو سُنکر یہہ کہینگے کہ اِس شخص محمدی کو قوت بیانی حاصل نہیں ہی یعنے وہ اپنے مقصد کو عبارت صحیح میں نہیں ادا کر سکتا ہی اور لابد اُس کا دلی یا پوشیدہ مطلب اِس طرح پر ہی:-

کیا تم مانتے ہو کہ خیرات کرنے والے مثل اُس شخص کے ہیں جو ایک خدا پر ایمان لایا یا اِس طرح کیا تم مانتے ہو کہ خیرات کرنا مثل ایمان لانے اُس شخص کے جو ایک خدا پر ایمان لایا یعنے تمہیں

نہیں ماننا چاہیئے کہ بت پرست لوگ خیرات کرنے والے مثل اُس شخص کے ہیں جو ایک خدا پر ایمان

لایا یا تمہیں نہیں چاہیئے کہ بحالت بت پرستی خیرات مثل ایمان لانے اُس شخص کے ہے جو ایک خدا پر ایمان لایا ۔ خلاصہ سب باتوں کا جو اوپر بیان ہوئیں یہہ ہے کہ مصنف قرآن کو قوت اپنے مطلب کو صحیح عبارت میں ادا کرنے کی حاصل نہ تھی اور فصاحت اور بلاغت کلام کا تو کیا ذکر ہے اور مفسرین اپنی طرف سے الفاظ زیادہ کر کے اِس عبارت قرآنی کو درست کرتے ہیں اور علماء محمدی نے مدت پہلے اپنی طرف سے الفاظ متن قرآن میں زیادہ کر دیئے اور بدلے ہیں چنانچہ قاضی بیضاوی آیت قرآنی کی دو توضیحیں مذکورہ بالا کو بیان کر کے یہہ لکھتا ہے قولہ ویؤیّد الاوّل قرأۃ من قرأ سقاۃ الحاجّ وعَمَرَۃَ المسجِدِ ترجمہ اور تائید کرتی ہے اوّل کی (یعنے اوّل توضیح آیت قرآنی مذکورہ بالا کی) قرأۃ اُس کی جس نے پڑھا (قرآن میں) حاجیوں کو پانی پلانے والے اور مسجد کے بسانے والے (یعنی زیارت کرنے والے) ظاہر ہے کہ موافق اِس قرأۃ کے صورت آیت قرآنی کی کہ شروع میں اِس دفعہ کے نقل کی گئی تھی یہہ ہو گئی أَجَعَلْتُمْ سُقَاۃَ الحاجِّ وعَمَرَۃَ المسجِدِ الحرامِ کمَن آمن باللہ ترجمہ کیا تم نے ٹھہرایا حاجیوں پانی پلانے والوں کو اور مسجد حرام کے بسانے والوں کو (یعنے زیارت کرنے والوں کو) مثل اُس کے جو ایمان لایا خدا پر الخ ظاہر ہے کہ دو الفاظ کے تغییر و تبدل سے اِس آیت کی عبارت درست ہو گئی یعنے لفظ اسقایۃ کو (کہ اُس کے معنی پانی پلانا ہیں) لفظ سُقاۃ سے (کہ اُس کے معنی پانی پلانے والے ہیں) بدلا اور لفظ عمارۃ کو (کہ اُس کے معنے بسانا یا زیارت کرنا ہیں) لفظ عَمَرَۃ سے (کہ اُس کے معنے بسنے والے یا زیارت کرنے والے ہیں) بیضاوی آخر میں خلاصہ مطلب اِس آیت کا اِس طرح لکھتا ہے قولہ والمعنی انکار ان یشبّہ المشرکون واعمالھم المحبطۃ بالمومنین

وَاَعْمَالَهُمُ الْمُثْبَتَة ترجمہ اور مراد یہہ ہی کہ انکار ہی اِس بات کا کہ مشابہ ہیں بُت پرست لوگ اور اُن کے اعمال بے ثواب ساتھہ ایمانداروں اور اُن کے اعمال کے کہ مثبت ہیں۔ (یعنی ایسے ہیں کہ اُن کے لئے خدا کی طرف سے ثواب مقرر ہی) انتہیٰ خلاصہ اُس سب کا جو اِس دفعہ میں بیان ہوا ہمارے نزدیک یہہ ہی کہ اصل قرآن کی عبارت فقط غیر فصیح ہی نہیں ہی بلکہ اُس میں عبارت کی غلطیاں بھی ہیں اور علماء محمدی نے اُن کو تحریف کر کے درست کیا ہی۔

دفعہ ۵۷۔ سورہ برأت آیت ۵۱ کے شروع میں یہہ جملہ ہی قُلْ لَنْ يُصِيبَنَا اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ترجمہ تو (اے محمد) کہہ ہم کو نہ پہنچیگا مگر وہ جو لکھہ دیا اللہ نے ہمارے واسطے الخ وہ جملہ جس کا ترجمہ ہمکو نہ پہنچیگا ہی وہ جملہ لَنْ يُصِيبَنَا ہی اور اُس کی جائے بیضاوی دو قرائتیں شاذ بیان کرتا ہی اور وہ یہہ ہیں هَلْ يُصِيبَنَا اور هَلْ يُصِيبُنَا ظاہر ہی کہ اِن دو قرأتوں میں سوائے فرق اعراب کے ایک اَور لفظ هَلْ بجائے لن کے داخل کیا گیا ہی اور یہہ تحریف لفظی ہی گو معنی میں چنداں فرق نہ ہو۔

دفعہ ۵۸۔ سورہ برأت آیت ۱۰۷ میں یہہ جملہ آیا ہی وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ یعنے اور اللہ عالم حکیم ہی۔ اِس پر بیضاوی لکھتا ہی وَقُرِئَ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ یعنے بعض نے پڑھا ہی اور اللہ ہی غفور اور رحیم الخ اِس جملہ میں دو لفظ اَور دو لفظ سے بدلے گئے کہ وہ بالکلیہ غیر آپس میں ہیں اور معنے بھی بالکلیہ غیر ہیں پس یہہ تحریف عظیم جملہ قرآنی کی ہی تفسیروں بیضاوی اور معالم وغیرہ میں ایک شخص عبد اللہ بن سعد کا ذکر ہی کہ وہ محمد صاحب کے لئے کاتب قرآن تھا یعنے جو قرآن سے محمد صاحب اپنی زبان سے فرماتے تھے اُس کو یہہ عبد اللہ بن سعد کاغذ پر لکھا کرتا تھا پھر تفسیر معالم و تاریخ ابو الفدا میں مذکور ہی کہ یہہ شخص قرآن کی تحریف کیا کرتا

تھا اور معالم میں مثالیں اس قسم کی تحریف کی مذکور ہیں جو اس دفعہ میں بیان کی گئی۔ اس عبداللہ کا ہم ایک اور مقام مناسب پر مفصل بیان کرینگے لیکن اس جا یہہ لکھنا ضرور ہے کہ عبداللہ کی تحریفیں آجتک نسخوں قرآن میں درج ہیں چنانچہ بیضاوی نے اُن کو قرأت شاذ بیان کیا ہے اور نہ ملاوٹیں اور تحریفیں اُس شریر کاتب عبداللہ بن سعد کی جو خاص زمانہ محمد صاحب میں قرآن کی تحریف کیا کرتا تھا۔ یہاں سے معلوم نہیں ہو سکتا ہے کہ قرآن فی الحال میں کس قدر اصل قرآن ہے اور کس قدر عبداللہ بن سعد کی تصنیف اور کس قدر اور لوگوں کی ملاوٹ اور بناوٹ ہے۔ ✣

دفعہ ۵۹ ۔ سورہ برأت آیت ۱۱۸ کا ایک جملہ یہہ ہے مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ تَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِّنْهُمْ ترجمہ عبدالقادر بعد اس کے کہ قریب ہوئے کہ دل پھر جاویں بعضوں کے اُن میں سے الخ بیضاوی لکھتا ہے کہ بعضوں نے اس جملہ کو ایک اور طور سے پڑھا ہے قولہ وقرئ مِن بَعْدِ مَا زَاغَتْ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِّنْهُمْ ترجمہ اور بعض نے پڑھا ہے بعد اُسکے کہ دل پھر گئے بعضوں کے اُن میں سے انتہی اس قرأت کے جملہ کو متن قرآن کے جملہ سے مطابق کرنے سے معلوم ہوگا کہ لفظ کاد متروک ہوا اور لفظ تزیغ لفظ زاغت سے مُبدل ہوا۔ اس جملہ قرآنی بدل گیا اور معنے میں بھی فرق عظیم واقع ہوا اور یہہ جملہ کی تحریف ہوئی ✣

دفعہ ۶۰ ۔ سورہ برأت آیت ۱۲۰ میں یہہ جملہ آیا ہے مَعَ الصَّادِقِينَ یعنی مع صادقوں کے اور بیضاوی لکھتا ہے کہ بعض نے اس جملہ کو اس طرح پڑھا ہے مِنَ الصَّادِقِينَ یعنی صادقوں سے انتہی۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ لفظ مَعَ لفظ مِنْ سے مبدل ہوا اور یہہ تحریف لفظی اور معنی کی ہے ✣

دفعہ ۶۱- سورہ یونس آیت ۲ میں ایک جملہ یہہ ہے اِنَّ ھٰذَا السِّحْرٌ مُّبِیْنٌ یعنی یہہ جادو صریح ہے اس پر بیضاوی لکھتا ہے قولہ وقرئ مَا ھٰذَا اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ترجمہ بعض نے پڑھا ہے نہیں ہے یہہ اِلّا جادو صریح انتہیٰ ظاہر ہے کہ لفظ اِنَّ ساقط کیا گیا ہے اور الفاظ مَا اور اِلَّا زیادہ کئے گئے ہیں اور لفظ لَسِحْرٌ کا لام قطع کیا گیا پس یہہ تحریف عظیم جملہ قرآنی کی ہے سوائے اس کے بیضاوی یہہ بھی لکھتا ہے کہ کوفیوں اور ابن کثیر نے بجائے سحر کے ساحر پڑھا ہے یعنی بجائے جادو کے جادوگر پڑھا ہے پس غور کیا چاہیئے کہ کس قدر قرآن زمانہ حال کا محرّف اور مُبَدّل ہے اور اس پر کیا اعتبار ہو سکتا ہے ٭

دفعہ ۶۲- سورہ یونس آیت ۲۳ کے شروع میں یہہ جملہ آیا ہے ھُوَ الَّذِیْ یُسَیِّرُکُمْ یعنے وہی (یعنے خدا) تم کو پھراتا ہے الخ اسپر بیضاوی نسبت جملہ یُسَیِّرُکُمْ کے کہ اُس کے معنی تم کو سیر کراتا ہے ہوتے ہیں یہہ لکھتا ہے قولہ وقرئ ابن عامر یَنْشُرُکُمْ بالنون والشین من النشر ترجمہ اور پڑھا ہے ابن عامر نے یَنْشُرُکُمْ ساتھ نون اور شین کے نشر سے انتہیٰ ظاہر ہے کہ موافق قرأۃ ابن عامر کے معنے تم کو پراگندہ کرتا ہے ہوئے اس جائے دیکھنا چاہیئے کہ نسخہ قرآن بیضاوی اور نسخہ قرآن ابن عامر میں فرق عظیم لفظی اور معنی کا اس جملہ کی نسبت ہوا اور یہہ تحریف جملہ کی بڑی ہے ٭

دفعہ ۶۳- سورہ یونس آیت ۳۱ میں اوّل جملہ یہہ ہے ھُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ اَسْلَفَتْ ترجمہ عبدالقادر وہاں جانچ لیگا ہر کوئی جو آگے بھیجا (یعنے الصاف کے دن سامنے خدا کے ہر آدمی اپنے پہلے کئے ہوئے اعمال کا ثمرہ آزمالیگا یا جانچ لیگا) الخ اس پر بیضاوی یہہ لکھتا ہے قولہ وقرئ حمزۃ والکسائی تتلوا من التلاوۃ ای

تقرأ ذلك بما قدمت ترجمه اور پڑھا حمزہ اور کسائی نے (اپنے نسخوں قرآن میں) تتلو تلاوت سے یعنی پڑھیگا ذکر اُس کا جو پہلے گذرا الخ ظاہر ہے کہ لفظ تبلو بمعنی جانچیگا اور لفظ تتلو بمعنی پڑھیگا بالکلیہ غیر ایک دوسرے کے ہیں اور معنی بھی بالکلیہ مختلف ہیں پس یہہ تحریف عظیم ہی اور اِس سے آیت کے معنی بھی بدل جاتے ہیں بعد اس کے بیضاوی لکھتا ہی قوله وقرئ نبلوا بالنون ونصب كل وابدال ما منه ترجمه اور بعض نے پڑھا ہی نبلو نون سے و زبر كلّ اور ابدال ما منه سے اور یہہ تحریف جملہ کی ہی ÷

دفعہ ۶۴ - سورہ یونس آیت ۷۱ میں یہہ جملہ آیا ہی فأجمعوا أمركم وشركاءكم یعنی پس جمع کرو اپنا کام اور اپنے شریک لوگ الخ ظاہر ہی کہ اس جملہ قرآنی کی عبارت بیڈھنگی معلوم ہوتی ہی لیکن بیضاوی کہتا ہی کہ فأجمعوا بمعنی پس جمع کرو سے فاعزموا بمعنی پس عزم کرو مراد ہی اور وشركاءكم یعنی اور تمہارے شریک لوگ سے مع شركائكم بمعنی مع تمہارے شریک لوگوں کے مراد ہی پس اس تاویل کے موافق کہ اس میں بیضاوی نے و کو مع سے بدلا یہہ معنی جملہ بالا کے ہوئے پس عزم کرو اپنے کام کا مع اپنے شریک لوگوں کے البتہ یہہ عبارت بہ نسبت پہلی عبارت کے بہتر ہی لیکن پھر بھی علماء محمدی اس سے بالکلیہ راضی نہ ہوئے اور اسی واسطے یہہ قول نقل کرتا ہی قوله وقيل انه معطوف على أمركم بحذف المضاف اى وأمر شركائكم ترجمه کہتے ہیں کہ شامل کیا گیا ہی جملہ اپنے شریک لوگوں کا پہلے کی عبارت سے ساتھ حذف کرنے مضاف کے یعنی اور کام اپنے شریک لوگوں کا واضح ہو کہ اس عبارت کے لئے کہ شریک لوگوں کا کوئی شی مضاف چاہیئے یعنی شریک لوگوں کا کیا مضاف ہی پس مراد یہہ ہی کہ نعوذ باللہ مفسر

یعنی کام یہہ مضاف ہی یعنے کام شریک لوگوں کا کہ محذوف ہی پس زیادہ کرنے لفظ اَمْرَ سے معنی جملہ قرآنی مذکورہ کے یہہ ہوئے پس عزم کرو اپنے کام کا اور کام اپنے شریک لوگوں کا ظاہر ہی کہ یہہ عبارت صحیح ہی۔ پھر ایک اور قول بیضاوی نقل کرتا ہی قولہ وقیل اِنہ منصوب بفعل محذوف تقدیرہ وَادْعُوا شُرَکَاءَکُمْ ترجمہ اور کہتے ہیں کہ قائم کیا گیا ہی جملہ اپنے شریک لوگوں کو پہلی عبارت سے ساتھہ ایک فعل محذوف کے اس صورت سے اور بلاؤ اپنے شریک لوگوں کو انتہی مراد یہہ ہی کہ پہلے جملہ اپنے شریک لوگوں کو میں ایک فعل اُدْعُوا بمعنی بلاؤ یا طلب کرو محذوف ہی پس اِس تاویل کے موافق ایک لفظ طلب کرو یا ادعوا زیادہ کیا گیا اور معنی جملہ قرآنی کے یہہ ہوگئے پس عزم کرو اپنے کام کا اور طلب کرو اپنے شریک لوگوں کو اور فی الحقیقت یہہ معنے سب سے اچھے ہوئے لیکن تاویلات سے کیا فائدہ جبکہ اصل جملہ قرآنی بیڈھنگی عبارت کا ہو اور یہہ عیب قرآن سے اُس وقت دور ہو سکتا ہی جبکہ یہہ لفظ اُدْعُوا یعنی طلب کرو اصل قرآن میں داخل ہو چنانچہ بعض علماء نے ایسا ہی کیا جیسے بیضاوی بعد تاویل بالا کے لکھتا ہی قولہ وقد قرئ بہ اور تحقیق پڑھا گیا ہی ساتھہ اِس کے الخ یعنی بعض نے قرآن میں ایسا ہی پڑھا ہی یعنی اپنے نسخوں میں لفظ زائد اُدْعُوا بمعنی طلب کرو پڑھا ہی ظاہر ہی کہ یہہ تحریف لفظی واسطے درست کرنے عبارت قرآن کی گئی ✤

دفعہ ۶۵ - سورہ یونس آیت ۷۲ میں یہہ لفظ اَقْضُوا بمعنی کر چکو آیا ہی اور بیضاوی لکھتا ہی وقرئ ثم اَفضوا بالفاء یعنی بعض نے پڑھا ہی ثُمَّ اَفْضُوا فا سے انتہی ظاہر ہی کہ لفظ اَقْضُوا بمعنی کر چکو اور لفظ اَفْضُو بمعنی انتہا کرو بالکلیہ غیر ایک دوسرے سے ہیں گو معنے اُن کے قریب ایک سے ہیں پس یہہ تحریف لفظی ہی ✤

دفعہ ۶۶ - سورہ یونس آیت ۹۲ کے شروع میں یہہ جملہ آیا ہی فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْکَ سو آج بچا دینگے ہم تجھکو الخ جس لفظ کا ترجمہ بچا دینگے ہم تجھہ کو ہوا ہی وہ لفظ نُنَجِّیْکَ ہی اور بیضاوی لکھتا ہی وقرئ نُنَحِّیْکَ بالحاء یعنی اور بعض نے پڑھا ہی نُنَحِّیْکَ حا سے انتہیٰ ظاہر ہی کہ یہہ دو الفاظ آپس میں بالکلیہ غیر ایک دوسرے سے ہیں گو معنی میں قریب ہیں پس یہہ تحریف لفظی ہی ❊

دفعہ ۶۷ - سورہ یونس آیت ۹۲ میں ایک اور جملہ یہہ ہی لِتَکُوْنَ لِمَنْ خَلْفَکَ آیَۃً یعنی تا کہ ہووے تو واسطے اُن کے جو تیرے بعد ہوں ایک نشانی الخ یعنی جو لوگ بعد زمانہ فرعون کے ہوں وہ لوگ یاد رکھیں کہ فرعون ڈبو کر مارا گیا اور یہہ قدرت خدا کی اُن کے لئے ایک نشانی یا معجزہ ہو جس جملہ کا ترجمہ واسطے اُن کے جو تیرے بعد ہوں اُس جملہ کی اصل عربی عبارت قرآن میں یہہ ہی لِمَنْ خَلْفَکَ اور اِس کی نسبت بیضاوی یہہ لکھتا ہی وقرئ لِمَنْ خَلَقَکَ ای لخالقک اٰیۃ ترجمہ اور بعض نے پڑھا ہی واسطے اُس کے جس نے تجھکو پیدا کیا یعنی تیرے خالق کے لئے ایک نشانی (یعنی خدا کے لئے معجزہ) انتہیٰ ظاہر ہی کہ لفظ خَلْفَ کو خَلَقَ سے بدلنے سے جملہ کے معنی بالکلیہ بدل گئے کہاں معجزہ واسطے اُن لوگوں کے جو بعد زمانہ فرعون کے پیدا ہوں اور کہاں معجزہ خدا پس یہہ تحریف عظیم جملہ قرآنی کی ہی اور کیا معلوم کہ کتنے ایسے جملے قرآنی بدلے گئے اور اُن کے معنی کچھہ اور ہو گئے ہوں پس اِس قرآن پر کہ زمانہ حال میں محمدیوں کے پاس پایا جاتا ہی کچھہ اعتبار نہیں ہو سکتا ہی ❊

دفعہ ۶۸ - سورہ یونس آیت ۱۰۰ میں یہہ جملہ ہی وَیَجْعَلُ الرِّجْسَ یعنی (موافق ترجمہ عبد القادر) اور وہ (خدا) ڈالتا ہی گندگی الخ اِس پر بیضاوی یہہ لکھتا ہی

قولہ وقرئ بالزاء وقراء ابوبکر و نجعل بالنون ترجمہ اور بعض نے پڑھا ہی زا
سے (یعنی رجس کو رجز) اور پڑھا ابوبکر نے و نجعل دبجائے و یجعل کے) نون سے
انتہیٰ پس جملہ قرآنی مذکورہ بالا کی یہہ صورت بدل گئی وَ نجعلُ الرِّجْز یعنی ہم نے (خدا نے) ڈالی
گندگی یہاں سے ظاہر ہی کہ گو مطلب جملہ میں کچھ فرق نہیں ہوا لیکن الفاظ جملہ میں بڑی تبدیلی
ہوئی اور یہہ تحریف عظیم ہی +

دفعہ ۶۹ - سورہ ہود آیت ۳۰ میں ایک لفظ فَعَمِیَت یعنی چھپائی گئی آیا ہی اس پر
بیضاوی یہہ لکھتا ہی وقرئ فعمّاہا علی ان الفعل اللّٰہ ترجمہ اور بعض نے پڑھا ہی چھپایا
اُس کو موافق اس کے کام اللہ کا ہی (یعنی چھپایا اُسکو اللہ نے) انتہیٰ یہاں ظاہر ہی کہ لفظ
فَعَمِیَت لفظ فعمّا سے بدلا گیا ہی اور ایک لفظ ھا زیادہ کیا گیا اور یہہ تحریف جملہ کی بڑی ہی
اور گو اس تغیر سے اس خاص مقام کے معنی میں کچھ چنداں فرق نہیں آتا ہی لیکن ایسے تغیرات سے
اور مقاموں میں معنی میں اختلاف عظیم پیدا ہو سکتا ہی +

دفعہ ۷۰ - سورہ ہود آیت ۸۲ میں حضرت لوط کو بواسطے فرشتوں کے حکم ہوا
کہ معہ اپنے گھر والوں کے رات کیوقت اپنے گھر اور شہر سے نکلجا کیونکہ اُس شہر پر غضب خدا
کا نازل ہونے والا ہی چنانچہ بخطاب حضرت لوط کے اس آیت کا یہہ جملہ ہی فَاَسْرِ بِاَھْلِکَ
بِقِطْعٍ مِّنَ اللَّیْلِ وَلَا یَلْتَفِتْ مِنْکُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَکَ اِنَّهٗ مُصِیْبُھَا مَآ اَصَابَھُمْ
ترجمہ عبد القادر سو لے نکل اپنے گھر (یعنی گھر والوں) کو کچھ رات سے اور مڑ کر نہ دیکھے تم میں کوئی
مگر تیری عورت یوں ہی کہ اُس پر پڑنا ہی جو اُن پر پڑیگا الخ ظاہر ہی کہ مطلب اس آیت قرآنی کا یہہ ہی کہ
فرشتے حضرت لوط سے کہتے ہیں کہ تو معہ اپنی بیوی اور بچوں وغیرہ کے اس شہر سے کچھ رات رہے

نِکلجا اَور شہر سے نِکل کر کوئی تم میں سے اِس شہر کو مُڑ کر نہ دیکھے اِلّا تیری بیوی کہ اُس پر وہی عذاب نازل ہونے والا ہے جو کہ شہر کے اندر رہنے والوں پر نازل ہوگا الخ یہاں سے ظاہر ہے کہ خداوند تعالیٰ کا اِرادہ تھا کہ اِس شہر کے سارے باشندے ہلاک کئے جائیں اِلّا بعض یعنے حضرت لوط اور اُسکے گھر والے۔ پس اِن بعض لوگوں کو حکم ہوا کہ شہر مقہور سے نِکل جاویں اور اِس طرح ہلاکت سے بچیں اِس شرط پر کہ یہہ بعض لوگ نجات پانیوالے ایسے بھی ہوں کہ وہ کچھ محبت شہر اور اُسکے باشندوں مقہور سے نہ رکھیں یعنی اِس شہر سے نِکل کر پھر اُسکی طرف مُنہہ موڑ کر نظر بھی نہ کریں۔ یہاں سے صاف ظاہر ہے کہ جن لوگوں شہر کو خدا کو ہلاک کرنا منظور تھا اُنکو شہر سے نِکل جانے کا حکم دینا۔ بے معنی تھا اور جن کو بچانا منظور تھا اُنکو مُڑ کر شہر کی طرف نظر کرنیکا حکم بے معنی تھا لیکن آیت بالا سے ظاہر ہے کہ بیوی لوط کو خدا بچایا چاہتا تھا کیونکہ اُس کو بھی شہر سے نِکل جانے کا حکم ہوا پھر اِس کے کیا معنے کہ اُس کو فقط اَور نہ کسی اَور کو جو شہر سے نِکلے اجازت ہوئی کہ مُڑ کر شہر کی طرف نظر کرے تا کہ اُس کو وہی سزا ہو جو شہر میں قایم رہنے والوں کو ہوئی۔ ظاہر ہے کہ اِس کے معنے تو یہہ ہوئے کہ پہلے تو لوط کی عورت کو بُھلایا کہ تو ہلاکت سے بچ جائیگی تو شہر سے لوط کے ساتھ نِکلجا اور پھر اُس کو اِجازت دی دی کہ تو شہر کی طرف مُڑ کر نظر کرنا اور اِس طرح دغا دیکر لوط کی عورت کو ہلاک کیا اور یہہ بات خدائیت کیا بلکہ اِنسانیت سے بعید ہے اگر لوط کی عورت مستحق ہلاکت کے تھی تو حکم خدا لوط کو یہہ ہونا چاہئے تھا کہ تو اپنی عورت کو شہر میں چھوڑ جا اور آئت قرآنی مذکورہ بالا اِس طرح ہوتی۔ سو لے نِکال اپنے گھر والوں کو کچھ رات سے اِلّا تیری عورت اور مُڑ کر نہ دیکھے تم میں کوئی کہ اُس پر پڑنا ہے جو اُن پر پڑیگا الخ اور نہ اِس طرح جیسے کہ قرآن میں ہے اور جس کے موافق عبد القادر نے یہہ ترجمہ کیا ہے۔ سو لے نِکال اپنے گھر والوں کو کچھ رات سے اور مُڑ کر نہ دیکھے تم میں کوئی مگر تیری عورت یوں ہے کہ اُس پر پڑنا ہے جو اُن پر پڑیگا الخ

پس تاکہ لغویت کلام کا الزام قرآن سے دفع کیا جاوے بیضاوی نسبت الفاظ اِلَّا اَمْرَأَتَكَ (یعنی اِلّا تیری عورت) کے یہہ تفسیر کرتا ہی قوله استثناء من فأسر باهلك ويدل عليه انه قرى فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ اِلَّا امْرَأَتَكَ ترجمہ استثنا (اس جملہ سے) سوائے نکال اپنے گھروالوں کو (یعنی سوائے نکال اپنے گھروالوں کو اِلّا تیری عورت) اور دلالت کرتا ہی اس پر کہ پڑھا گیا ہی (یعنی بعض نے اپنے قرآن میں اس طرح پڑھا ہی) سوائے نکال اپنے گھروالوں کو کچھہ رات سے اِلّا تیری عورت انتہی ظاہر ہی کہ تاویل بیضاوی محض غلط ہی کیونکہ آیت قرآنی یہہ ہی فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنكُمْ أَحَدٌ اِلَّا امْرَأَتَكَ ترجمہ عبدالقادر سوائے نکال اپنے گھروالوں کو کچھہ رات سے اور مڑکر نہ دیکھے تم میں کوئی مگر (یعنے اِلّا) تیری عورت الخ ظاہر ہی کہ لفظ اِلّا کہ جملہ سیوم میں ہی اپنے متصل کے دوسرے جملہ سے متعلق ہی یعنی اور مڑکر نہ دیکھے تم میں کوئی اِلّا تیری عورت اور نہ یہہ کہ لفظ اِلّا کہ جملہ سیوم میں ہی جملہ بعیدہ اول سے متعلق ہی یعنی جملہ سیوم جملہ دوم کو پھلانگ کر جملہ اول سے پیوستہ ہی یعنی اس طرح سوائے نکال اپنے گھروالوں کو کچھہ رات سے اِلّا تیری عورت اور مڑکر نہ دیکھے تم میں کوئی پس یہہ تاویل اُلٹ پلٹ کرنے جملوں قرآنی کی محض لغو ہی پس ضرور ہی کہ خود قرآن کے بعض نسخوں میں جملہ سیوم پیوستہ جملہ اول سے پایا جاوے چنانچہ بیضاوی لکھتا ہی کہ بعض ایسے نسخے قرآن کے موجود ہیں جیسے کہ اوپر بیان ہوا پس تاکہ الزام بیہودہ اور لغو ہونے آیت قرآنی کا دور ہو جاوے ضرور ہی کہ مانا جاوے کہ فقط یہہ بعض نسخے قرآن صحیح ہیں اور باقی سب نسخے کہ رائج ہیں محرّف اور ناقابل اعتبار ہیں۔ معلوم نہیں کہ علماء محمدی نے اصل قرآن کو کس قدر اُلٹ پلٹ کیا ہی پس اس قرآن زمانہ حال پر کچھہ اعتبار نہیں ہو سکتا ہی +

دفعہ ۱۷۔ سورہ ہود کی آئتیں ۸۶ اور ۸۷ موافق ترجمہ عبدالقادر کے یہہ ہیں قولہ اور اے قوم پورا کرو ماپ اور تول کو انصاف سے اور نہ گھٹاؤ لوگوں کو اُن کی چیزیں اور نہ مچاؤ زمین میں خرابی جو بچا رہے اللہ کا دیا وہ بہتر ہے تمکو یعنے جو نفع خدا کے حکم سے تم کو حلال ہے وہی تمہارے لئے بہتر ہے الخ جس جملہ کا ترجمہ جو بچا رہے اللہ کا دیا ہوا ہے وہ جملہ عربی قرآن میں یہہ بَقِیَّتُ اللّٰہ اس پر بیضاوی لکھتا ہے قولہ وقری تَقِیَّتُہُ اللّٰہِ بالتاء الخ ترجمہ اور بعض نے تقیتہ اللہ تا سے پڑھا ہے الخ اور اِس کے معنے خوف خدا کا یا حکم برداری خدا کی ہیں اب دیکھا چاہیے کہ کہاں جو بچا رہے اللہ کا دیا اور کہاں خوف خدا کا اِن دو جملوں کے الفاظ اور معنے میں آسمان و زمین کا فرق ہے گو اِس خاص مقام میں مطلب اور مقصد آیت میں فرق نہیں آتا۔ غرضکہ یہہ تحریف جملکی عظیم ہے ✣

دفعہ ۱۸۔ سورہ یوسف آیت ۳۰ میں ایک جملہ یہہ شَغَفَہَا حُبًّا اور اس کا ترجمہ عبدالقادر یہہ ہے اُس کا (یعنے ایک عورت کا) جی فریفتہ ہو گیا اُسکی (یعنے یوسف کی) محبت میں انتہی اب نسبت لفظ شغفہا کے جو غین سے ہے اور جس کے معنے اُس (عورت) کا جی فریفتہ ہو گیا ہیں بیضاوی یہہ لکھتا ہے وقری شَعَفَہَا یعنی بعض نے شعفہا پڑھا ہے اور ظاہر ہے کہ یہہ دو لفظ بالکلیہ غیر ایک دوسرے سے ہیں گو معنے میں چنداں فرق نہیں ہے پس یہہ تحریف لفظی ہے ✣

دفعہ ۱۹۔ سورہ یوسف آیت ۳۲ میں یہہ جملہ آیا ہے وَلَیَکُوْنًا اور بیضاوی اِس کی نسبت یہہ لکھتا ہے قولہ وقری وَلَیَکُوْنَنْ وھو یخالف خط المصحف لان النون کتب فیہ بالالف کَنَسْفَعًا علی حکم الوقف وذلک فی الخفیفتہ بشبہہا

بالتنوین ترجمہ اور بعض نے وَلَیَکُونَن پڑھا ہی اور یہہ مخالف ہی خط صحیفہ قرآن ہسے
کیونکہ اُس میں نون لکھا ہی الف سے جیسے لَنَسْفَعًا موافق قاعدہ وقف کے اور یہہ بطریق تخفیف
تنوین سے مُشابہ انتہی یہاں سے معلوم ہوتا ہی کہ قرآن میں غلطیاں کاتبوں کی بھی ہیں اور معلوم نہیں
کہ یہہ غلطیاں کہاں کہاں اور کسقدر ہیں +

دفعہ ۷۴ - سورہ یوسف آیت ۴۵ میں ایک لفظ اُمَّۃٍ آیا ہی اور اُس کے معنے مدد
اور جماعت ہیں اور بیضاوی لکھتا ہی کہ بعض نے اِس کی جاے لفظ اِمَّۃٍ پڑھا ہی کہ اُس کے
معنے نعمت ہیں اور بعض نے اَمِہٍ کہ اُس کے معنے نسیان یعنے بھول ہیں یہہ تین الفاظ بالکلیہ غیر
ایک دُوسرے سے ہیں اور اُن کے معنے بھی مختلف ہیں پس یہہ تحریف لفظی اور معنے
کی عظیم ہی +

دفعہ ۷۵ - سورہ یوسف آیت ۶۴ میں یہہ جملہ آیا ہی فَاللّٰهُ خَیْرٌ حِفْظًا یعنی
پس اللہ ہی بہتر نگہبانی کرنا ظاہر ہی کہ صحیح اور درست عبارت اس جملہ کی اس طرح ہونی چاہیے
پس اللہ ہی بہتر نگہبانی کرنے والا پس علمار محمدی نے اِس غلط عبارت قرآنی کو درست کرنے
کے لئے اِس لفظ حِفْظًا کو کئی صورتوں مختلف سے بدلا ہی چنانچہ بیضاوی لکھتا ہی کہ قرأۃ حمزہ
اور کسائی اور حفص کی حَافِظًا ہی یعنے نگہبانی کرنے والا اور بعض نے خَیْرُ حَافِظٍ اور خَیْرُ
الحَافِظِینَ غرضکہ اِس طرح علمائے محمدی نے الفاظ قرآن کو بدل کے اُس کی عبارت کو
درست کردیا ہی پس اِس سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ قرآن مروجہ زمانہ حال مُحرّف ہی اور قابل
اعتبار کے نہیں بلکہ یہہ بھی کہ اصل قرآن کی عبارت غلط اور نادرست تھی اور فصاحت
اور بلاغت کا تو کیا ذکر ہی +

دفعہ ۷۶ - سورہ یوسف آیت ۱۰۵ میں ایک یہہ جملہ ہی وَكَأَيِّن مِّن آيَةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَمُرُّونَ عَلَيْهَا ترجمہ عبد القادر اور بہتیری نشانیاں ہیں آسمان اور زمین میں جن پر ہو نکلتے ہیں (یعنی جن نشانیوں کو مشاہدہ کرتے ہیں جیسے بیضاوی تفسیر کرتا ہی) الخ - اس پر بیضاوی اوّل تو یہہ لکھتا ہی وقرئ الارض بالرفع یعنی اور بعض نے وَالْأَرْضُ رفع یعنے پیش سے پڑھا ہی اور اس کے موافق بیضاوی کہتا ہی کہ اس صورت میں ضمیر ھا کی عَلَيْهَا میں زمین کی طرف ہونی چاہیئے نہ طرف نشانیوں کے پس ترجمہ موافق اس قرأة کے جملہ قرآنی مذکورہ بالا کا یہہ ہوگیا اور بہتیری نشانیاں ہیں آسمان میں اور زمین جس پر ہو نکلتے ہیں (یعنے جس زمین پر گزر کرتے ہیں) الخ ظاہر ہی کہ ترجمہ میں فرق ہوگیا - دوم بیضاوی یہہ لکھتا ہی وقرئ وَالْأَرْضُ يَمْشُونَ عَلَيْهَا یعنی اور بعض نے پڑھا ہی اور زمین جس پر چلتے میں الخ - اس جائے سوائے فرق اعراب ایک اور لفظ يَمْشُونَ بجائے لفظ يَمُرُّونَ کے داخل کیا گیا اور واضح ہو کہ لفظ اوّل کے معنے چلتے ہیں اور لفظ دوم کے معنے گزرتے ہیں غرض کہ یہہ تحریفیں لفظی اور معنی کی ہیں +

دفعہ ۷۷ - سورہ رعد آیت ۱۸ میں ایک لفظ جُفَاءً آیا ہی جس کے معنے سوکھ جانا ہی یا پھینکا جاتا ہی ہوتے ہیں - اور اس پر بیضاوی لکھتا ہی وقرئ جُفَالًا والمعنی واحد یعنے اور بعض نے جُفَالًا پڑھا ہی اور معنی واحد ہیں انتہی - ظاہر ہی کہ گو معنی واحد ہوں پھر بھی کہاں لفظ جُفَاءً اور کہاں لفظ جُفَالًا غرض یہہ تحریف لفظی ہی +

دفعہ ۷۸ - سورہ رعد آیت ۳۰ موافق ترجمہ عبد القادر کے یہہ ہی قولہ اور اگر کوئی قرآن ہوا ہوتا کہ چلے اُس سے پہاڑ یا ٹکڑے ہو وے اُس سے زمین یا بولے اُس سے مُردہ بلکہ اللہ

کے ہاتھ میں ہی یہہ سب کام سو کیا خاطر جمع نہیں ایمان والوں کو اس پر کہ اگر چاہے اللہ راہ پر لاوے سب لوگوں کو انتہی ✢

واضح ہو کہ قرآن میں دعوی ہی کہ قرآن ایک معجزہ ہی اور کس معنی سے قرآن ایک معجزہ ہی اِس باب میں رسالہ اعجاز قرآن کو ملاحظہ کرنا چاہیئے لیکن مکّہ کے بُت پرست لوگ محمد صاحب سے تعریضاً کہتے تھے کہ اگر قرآن ایک معجزہ ہی تو چاہیئے اُس کے ذریعہ سے پہاڑ چلنے لگیں اور زمین کے ٹکڑے ہو جاویں اور مردے بولنے لگیں اور یہہ جو تو (یعنے محمد صاحب) بار بار تاکید اً ہمکو قرآن میں کہتا ہی کہ کوئی کتاب مثل قرآن یا کوئی اُس کے حصّہ کے بنا لاؤ یہہ تقریر محض لغو ہی کیونکہ اگر ہم چاہیں تو بہت سی کہانیاں مثل قرآن یہود و نصاری سے دریافت کرکے لکھہ لاویں اِس کا جواب محمد صاحب نے قرآن آیت بالا میں یہہ دیا کہ اِس قرآن سے تو ایسے معجزے نہیں ہو سکتے اور اگر خدا چاہتا تو کوئی ایسے قرآن بھی بناتا کہ اُس سے یہہ معجزے ہوتے بلکہ خدا کی سب قدرت ہی اور کیا ایماندار لوگ نہیں جانتے ہیں کہ اگر خدا چاہے تو سب کو راہ پر لاوے ✢

واضح ہو کہ وہ لفظ قرآنی جس کا ترجمہ جانتے ہیں ہوا ہی ییاس ہی اور یہہ یاس سے نکلا ہی اور اِس کے مشہور معنے نا اُمید ہونا یا مایوس ہونا ہیں لیکن یہہ معنے آیت کو بے معنی کرتے ہیں پس بیضاوی اور معالم اور اکثر مفسرین نے اِس کے معنے یعلم یعنی جانتے ہیں لئے ہیں لیکن معالم میں یہہ لکھا ہی قوله وزعم انه لم یسمع احد من العرب یقول هیئت بمعنی علمت ترجمہ یعنی خیال کیا ہی کہ تحقیق نہیں سُنا گیا کہ ایک بھی عرب میں سے کہتا ہوا هیئت بمعنی معلوم ہوا مجھکو انتہی یعنے زبان عربی میں ییأس بمعنے جانتے ہیں نہیں آیا ہی لاچار ہو کر مفسرین مایوس ہونے کے معنے لیتے ہیں اور معالم میں یہہ تقریر ہی ولیکن معنی العلم

فیہ مضمر و ذلك ان اصحاب رسول اللہ لما سمعوا ھذا من المشرکین طمعوا فی ان یفعل اللہ ما سالوا فیومنوا فنزل افلم ییأس الذین امنوا یعنی اصحاب رض من الایمان ھؤلاء ای لم ییأسوا علما فکل من علم شیئاً یتبین من خلافہ انتھیٰ ترجمہ ولیکن معنے علم سے اس میں چھپے ہوئے ہیں اور یہہ کہ اصحاب رسول اللہ نے جب سنا یہہ مشرکین سے کہ انہوں نے طمع کی کہ کرے خدا وہ بات جس کا انہوں نے سوال کیا تا کہ وہ ایمان لاویں پس نازل ہوا یہہ کلمہ کیا نہیں مایوس ہوتے ہیں وے جو ایمان لائے یعنی صحابہ اُن کے (یعنے مشرکوں کے) ایمان لانے سے یعنی کیا نہیں مایوس ہوتے ہیں بطریق علم کے کیونکہ ہر واحد جس نے جانی کوئی شی مایوس ہوتا ہی اُس کے خلاف سے انتھیٰ وجہہ اس کی کہ اکثر مفسرین نے ییاس کے معنے یعلم یعنی جانتے ہیں لئے ہیں معالم میں اس طرح مذکور ہے قراۃ ابن عباس افلم یتبین الذین امنوا یعنی قراۃ ابن عباس کی یہہ ہی کیا نہیں واضح ہوتا اُن کو جو ایمان لائے انتھیٰ اور بیضاوی لکھتا ہی کہ روایت سے معلوم ہوا کہ علی اور ابن عباس اور ایک جماعت نے صحابہ اور تابعین سے قرؤا افلم یتبین یعنی پڑھا کیا نہیں ظاہر ہوتا ہی انتھیٰ اور پھر بیضاوی لکھتا ہی وھو تفسیرہ اور وہ اُس کی تفسیر ہی انتھیٰ +

یہاں سے معلوم ہوا کہ اصل قرآن میں عبارتیں غلط اور بے معنی ہیں فصاحت اور بلاغت کا تو ذکر ہی سوائے ازیں یہہ بھی ظاہر ہوا کہ علماء محمدی نے اس قرآن کی عبارت کو درست کرنے میں کوشش کی اور اپنی تفسیر کو اپنے نسخوں قرآن کے متن میں داخل کر دیا مثلاً بجائے ییاس کے لفظ یتبین داخل کر دیا اور یہہ تحریف عظیم ہی +

دفعہ ۷۹ ۔ سورہ ابراہیم آیت ۴۷ میں یہہ جملہ ہے وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ یعنے اور اگرچہ ہووے مکر اُن کا یعنے فطرت اُن کی الخ اور بیضاوی لکھتا ہے وَقُرِئَ وَاِنْ كَادَ مَكْرُهُمْ یعنے اور بعض نے پڑھا ہے اور اگرچہ شدید یا مُشکل ہووے مکر اُن کا یا فطرت اُن کی الخ اِس جائے معنی میں بھی فرق آگیا ہے اور ایک لفظ کی تبدیلی ہوئی یعنے بجائے کان کے کاد داخل کیا گیا اور یہہ تحریف لفظی ہے*

دفعہ ۸۰ ۔ سورہ حجر آیت ۸۶ میں الفاظ هُوَ الْخَلَّاقُ آئے ہیں اور اُن کی نسبت بیضاوی یہہ لکھتا ہے وَفِي مصحف عثمان واُبّی هو الخالق الخ یعنے اور نسخہ (قرآن) عثمان اور اُبّی میں هو الخالق آیا ہے ظاہر ہے کہ لفظ کی شکل بالکلیہ بدل گئی گو معنے میں چنداں فرق نہیں آیا پس یہہ تحریف لفظی ہے*

دفعہ ۸۱ ۔ سورہ نحل آیت ۹ میں الفاظ مِنْهَا جَائِرٌ آئے ہیں اور اُن کا مطلب یہہ ہے کوئی راہ کج بھی ہے اور بیضاوی لکھتا ہے کہ بعض نے اِس جملہ کو اس طرح پڑھا ہے مِنْكُمْ جَائِرٌ یعنے کوئی تم میں سے بھی کج راہ ہے پس معنے میں بھی فرق آگیا اور لفظ مِنْهَا لفظ مِنْكُمْ سے تبدیل ہوا پس یہہ تحریف لفظی اور معنوی ہے*

دفعہ ۸۲ ۔ سورہ بنی اسرائیل کی آیت اوّل کا شروع یہہ ہے سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا یعنے تعریف ہو اُس کی (یعنے خدا کی) جو لیگیا اپنے بندہ (محمد) کو رات میں الخ نسبت لفظ لَيْلًا کے بیضاوی یہہ تفسیر کرتا ہے وليلاً نصب على الظرف وفائدته الدلالة بتنكيره على تقليل مدة الاسراء ولذلك قرئ من الليل اي بعضه الخ یعنے لیلا زبر ہے تاکہ وہ ظرف (کا صیغہ) ہوا اور فائدہ اُس کا یہہ

ہی کہ دلالت کرتا ہی کہ وہ بدلے اسپر کہ مدت لیجانے کی قلیل ہوا ور اسی واسطے پڑھا گیا ہی مِنَ اللَّیلِ
یعنی رات سے یعنی جز اس (رات) کا الخ یہاں سے معلوم ہوا کہ بعض علمائے محمدی نے تفسیر
کو اصل قرآن میں ملا دیا اور تفسیر اپنی رائے کی ہوتی ہی پس معلوم ہوا کہ اصل قرآن نہیں
بلکہ قرآن مروجہ موافق تغیر و تبدیل علمائے محمدی کے موجود ہی پس اسپر کیا اعتبار ہو سکتا ہی
اس قراءۃ میں ایک لفظ مِنَ زیادہ کیا گیا ہی اور لَیلًا کو اللَّیلِ سے تبدیل کیا ہی ۔

دفعہ ۸۳ - سورہ بنی اسرائیل آیت ۵ میں لفظ فَجَاسُوا آیا ہی اور اسکے معنے ہیں انہوں
نے ڈھونڈا ہیں اس پر بیضاوی لکھتا ہی وقرئ بالحاء وهما اخوان یعنی بعض نے
پڑھا ہی حا سے اور یہہ (دو الفاظ) بھائی ہیں الخ دو الفاظ فَجَاسُوا اور فحاسوا بالکلیہ غیر ایک
دوسرے سے ہیں کو ان میں فقط ایک نقطہ کا فرق ہی اور معنے قریب واحد ہیں پس یہہ تحریف لفظی
ہے ۔

دفعہ ۸۴ - سورہ بنی اسرائیل آیت ۱۰۴ میں یہہ ہی وَاِنِّي لَاَظُنُّكَ يَا فِرْعَوْنُ
مَثْبُوْرًا اور مولوی عبد القادر اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں اور میری اٹکل میں ای فرعون تو کیا
چاہتا ہی الخ اور بیضاوی یہہ لکھتا ہی وقرئ وَاِنَّ اِخَالُكَ يَا فِرْعَوْنُ لَمَثْبُوْرًا
یعنی بعض نے پڑھا ہی اور اگر خیال کرے تجھہ کو ای فرعون واسطے ہلاکت یا کھینچنے کے الخ اس قراءۃ
میں اِنِّي تو اِنَّ سے تبدیل ہوا اور لَاَظُنُّكَ اِخَالُكَ سے کہ دو بالکلیہ مختلف الفاظ ہیں اور
مَثْبُوْرًا لَمَثْبُوْرًا سے پس یہہ جملہ کی تحریف ہوئی غرضکہ قرآن میں جا بجا جملوں کی تحریف تفسیر
بھی بکثرت ہیں اور تحریفات لفظی کا تو کیا ذکر ہی پس اس قرآن مروجہ پر کیا اعتبار ہو سکتا ہی ۔

دفعہ ۸۵ - سورہ کہف آیت ۴ میں لفظ كَلِمَةً آیا ہی اور اس پر بیضاوی لکھتا ہی

چہ کلمۃً نصب علی التمیز و قری بالرفع علی الفاعلیۃ والاول ابلغ الخ یعنی اور کلمۃً نصب یعنی زبر سے ہے واسطے امتیاز کے اور بعض نے پڑھا ہے زبر کی جگہ پیش کے ساتھ واسطے فاعل ہونے کے اور اول (قراۃ) زیادہ فصیح ہے الخ یہاں سے معلوم ہوا کہ جو قراۃ علماء محمدی کے نزدیک غیر فصیح ہے اس کو ذکر کرتے ہیں اور جو فصیح ہے اسکو قبول کرتے ہیں پس جو فصاحت قرآن میں موجود تھی ہے اسپر بھی اعتبار نہیں ہو سکتا ہے ؛

دفعہ ۸۶ - سورہ کہف آیت ۲۱ میں موافق ترجمہ مولوی عبد القادر کے ایک جگہ یہ ہے اور کتا انکا پسار رہا ہے بانہیں چوکھٹ پر الخ داستان اس جائے یہہ ہے کہ چند خدا پرست نصاری ظلم ایک بت پرست بادشاہ سے بھاگ کر ایک غار میں آچھپے اور ان کے ساتھ گڈریہ کا ایک کتا بھی تھا اور جب وہ سوتے تھے کتا اُن کی نگہبانی کرتا تھا وہ لفظ جس کا ترجمہ ان کا کتا ہے کلبہم ہے اور بیضاوی یہی معنے تفسیر میں بیان کرتا ہے لیکن پھر کہتا ہے یا معنی یہہ بھی ہو سکتے ہیں کہ وہ گڈریا جس کا کتا اصل میں تھا اُن نصاری کی حفاظت کرتا تھا لیکن یہہ معنے بغیر تغیر لفظ کلبہم کے نہیں ہو سکتے پس بیضاوی لکھتا ہے ویوئدہ قراۃ من قرا وکالبہم اور صاحب کلبہم الخ یعنی تائید کرتی ہے اس معنے کی قراۃ جو پڑھتی ہے وکالبہم یعنی اور مالک ان کے کتے کا الخ یہاں فرق آسمان و زمین کا معنے میں ہو گیا کہاں یہہ کہ کتا نصاری کی نگہبانی کرتا تھا اور کہاں یہہ کہ گڈریا اس کتے کا مالک اُن کی نگہبانی کرتا تھا اور یہہ فرق عظیم فقط اعراب یعنی زیر زبر کی کمی و بیشی سے وقوع میں آیا پس کیا معلوم کہ کیا فرق اور اختلاف مسئلوں دینی اور قصوں نبیوں وغیرہ میں آیا ہو کیونکہ قراتیں تبدیل اعراب و حروف وغیرہ کی مشتمل ہیں جو چاہے وہ بیضاوی کی تفسیر مطالعہ کر کے دیکھ لے پس یہاں قرآن میں الوہیت کے

کا انکار پایا جاتا ہے کیا محال ہے کہ وہاں تغیر و تبدیل علمار محمدی نے کیا ہو اور اصل میں ان اثبات الوہیت ہمارے سید کریم کا ہو اور علیٰ ہذالقیاس یہی کہا جا سکتا ہے نسبت اور اختلافوں کے جو قرآن اور انجیل میں پائے جاتے ہیں کہ جن کے باعث محمدی لوگ دین حقیقی انجیلی نہیں قبول کرتے ہیں بلکہ اکثر ان میں سے دشمن جانی انجیل مقدس کے ہیں۔ عوام محمدیوں کا کیا قصور یہہ تو ان کے علمار نے خرابی کی ہے کہ قرآن کو تبدیل کر ڈالا کہ وہ انجیل کے موافق نہ رہا اس پر کل محمدیوں کو فکر کرنا چاہیئے ٭

دفعہ ۸۷۔ سورہ کہف آیت ۳۱ میں ایک جملہ یہہ ہے کِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ آتَتْ أُكُلَهَا یعنے دونوں باغ لاتے ہیں اپنا میوہ الخ اور بیضاوی لکھتا ہے وقرئ وَكُلُّ الْجَنَّتَيْنِ آتَى أُكُلَهُ یعنی ہر واحد دو باغوں میں سے لاتا ہے میوہ اپنا الخ پس ظاہر ہے کہ اس جملہ میں لفظ کِلْتَا لفظ کل سے بدل گیا اور آتت آتی سے اور أُكُلَهَا أُكُلَهُ سے پس یہہ جملہ کی تحریف ہے اور معنی میں بھی فرق آگیا ٭

دفعہ ۸۸۔ سورہ کہف آیت ۳۶ کے شروع میں یہہ جملہ ہے لَٰكِنَّا هُوَ اللَّهُ رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِرَبِّي أَحَدًا ترجمہ لیکن وہی اللہ میرا رب ہے اور میں نہیں شریک کرونگا اپنے رب کے ساتھ کسی کو الخ اسپر بیضاوی لکھتا ہے وقرئ لَٰكِنْ هُوَ اللَّهُ رَبِّي وَلَٰكِنْ أَنَا لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبِّي ترجمہ اور بعض نے پڑھا ہے لیکن وہی اللہ میرا رب ہے اور لیکن ہمارا نہیں اللہ مگر وہی میرا رب الخ یہاں ظاہر ہے کہ ایک آیت کی تحریف ہوئی اور گو مطلب واحد ہو مگر صورت معنی کی کچھہ اور ہی ہوگئی کہاں عبارت اور میں نہیں شریک کرونگا اپنے رب کے ساتھ کسی کو اور کہاں یہہ عبارت اور لیکن ہمارا نہیں اللہ

مگر وہی میرا رب غرض کہ معلوم ہوا کہ قرآن میں آیتیں کی آیتیں بدل گئی ہیں اور بآسانی خیال میں آسکتا ہے کہ ایسی تحریفات سے قرآن میں کس قدر تغیر ہو سکتا ہے *

دفعہ ۸۹ - سورہ کہف آیت ۵۲ میں ایک لفظ قبلا یعنی عیاناً بمعنے سامنے آیا ہے اس پر بیضاوی لکھتا ہے وقرء الکوفیون قُبُلاً بضمتین ولغۃ ضیا وجمع قبیل بمعنے انواع ترجمہ پڑھا کوفہ والوں نے قُبُلاً ساتھ دو پیشوں کے اور اس میں ایک دُوسری لغت ہے یا جمع قبیل کی بمعنے انواع یا اقسام انتہیٰ۔ کہاں لفظ سامنے اور کہاں انواع بمعنے قسم قسم کی یہہ تحریف لفظی اور معنی کی ہے یعنی فقط اعراب کے بدلنے سے ایک بالکلیہ غیر لفظ بمعنے بالکلیہ غیر کے پیدا ہُوا۔ اور چونکہ اعراب مختلف کی قرائتیں قرآن میں بے شمار ہیں پس قرآن مروجہ فی زمانہ حال پر کیا اعتبار ہو سکتا ہے *

دفعہ ۹۰ - سورہ کہف آیت ۷۹ میں لفظ فخشینا آیا ہے اور اُس کے معنے ہم ڈرے ہوتے ہیں اور اس کی نسبت بیضاوی لکھتا ہے وقرئ فخاف ربك ترجمہ اور بعض نے پڑھا ہے پس خوف کیا تیرے مالک نے انتہیٰ ظاہر ہے کہ معنی بالکل بدل گئے اور عبارت زیادہ ہو گئی اور اس کا باعث یہہ ہے کہ لفظ فخشینا کی جائے تو ایک اور لفظ فخاف قائم کیا گیا اور ایک لفظ ربک زیادہ کیا گیا یہہ تحریف جملہ کی عظیم ہے *

دفعہ ۹۱ - سورہ کہف آیت ۷۸ میں ایک یہہ جملہ ہے یاخذ کل سفینۃ غصباً ترجمہ اُس نے لیا ہر جہاز غضب سے انتہیٰ *

اس پر بیضاوی یہہ لکھتا ہے وقرئ کل سفینۃ صالحۃ ترجمہ اور بعض نے پڑھا ہے ہر جہاز صالح یعنے ہر اچھے جہاز کو انتہیٰ پس اس جائے ایک اور لفظ صالحہ بجائے لفظ غصبا

کے قائم کیا گیا اور اِن دو لفظوں کے معنی میں فرق بالکلیہ ہے اور بڑی خرابی یہہ ہوئی کہ اصلی
غصبًا تو صفت جہاز کے لینے والے کی تھی اور لفظ صالحۃ صفت جہاز کی ہوگئی پس یہہ ایک
تحریف عظیم لفظ اور معنے کی ہے ؛

دفعہ ۹۲ - سورہ کہف آیت ۹۷ میں ایک لفظ اسطاعوا بمعنی قابل ہیں آیا ہے
اور اُس میں تا حذف ہے اور بیضاوی لکھتا ہے وقرئ بقلب السین وصادا یعنی اور بعض نے
پڑھا ہے س کو ص سے اُلٹ کر یعنے بجائے س کے ص پڑھا ہے ظاہر ہے کہ اسطاعوا اور اصطاعوا
دو لفظ غیر ایک دوسرے کے ہیں اور یہہ تحریف لفظ ہے ؛

دفعہ ۹۳ - سورہ مریم آیت ۲۴ میں یہہ جملہ آیا ہے فنادٰھا من تحتھا یعنی
آواز دی اُسکو یعنے حضرت مریم کو اُس نے جو اُس کے نیچے تھا انتہی اس پر بیضاوی یہہ لکھتا
ہے وقراء نافع وحمزہ والکسائی وحفص وروح من تحتھا ترجمہ اور پڑھا نافع اور
حمزہ اور حفص اور روح نے مِن تحتھا بمعنی نیچے سے پس جملہ مذکور کا ترجمہ یہہ ہوگا پس
اُسنے اُسے (حضرت مریم کو) آواز دی نیچے سے انتہی خلاصہ لفظ مَن کو مِن سے بدلنے سے
جملہ کے معنے میں فرق پڑگیا پس یہہ تحریف لفظی ہے معلوم نہیں کہ قصص الانبیا وغیرہ میں کس قدر
تحریف ہوئی ہے ؛

دفعہ ۹۴ - سورہ مریم آیت ۶۱ میں لفظ یَدخلون بمعنی داخل ہونگے آیا ہے اور
اس کی نسبت بیضاوی یہہ لکھتا ہے وقراء ابن کثیر وابو عمرو وابوبکر ویعقوب علی
البناء للمفعول من ادخل ترجمہ اور پڑھا ابن کثیر وابو عمرو اور ابوبکر اور یعقوب نے
اوپر بنا مفعول کے داخل ہونے والوں میں سے انتہی یہاں ایک نیا لفظ مِن زیادہ کیا گیا

ہی اور لفظ یہ خلون کو ادخل سے تبدیل کیا ہی اور یہہ بڑی تحریف ہی ÷

دفعہ ۹۵ - سورۂ مریم آیت ۶۲ میں اوّل جملہ یہہ ہی جنّاتِ عَدن یعنی باغات بسنے کے الخ اور بیضاوی کئی قرائتیں لکھتا ہی اور ایک اُن میں سے یہہ ہی عدنِ علم یعنی عدن کی نشاندہی کرنیوالے یعنی وہ باغات ایسے ہیں کہ وہ عدن کو جہاں چہرۂ خدا مشاہدہ ہو سکتا ہی بتاتے ہیں ظاہر ہی کہ مطلب اس جملہ کا بسبب اِس قراۃ کے بدل گیا اور اُسکا باعث یہہ ہی کہ لفظ علم کا قرآن میں زیادہ کیا گیا اور یہہ بڑی تحریف ہے ÷

دفعہ ۹۶ - سورۂ مریم آیت ۷۵ میں احسن رئیا یعنی نمود میں اور موافق بعضوں کے ایک قراۃ زِیاً آئی ہی اور یہہ لفظ بالکلیہ مختلف ہی گو معنے دونوں کے قریب قریب وارد ہیں اور یہہ تحریف لفظی ہی ÷

دفعہ ۹۷ - سورۂ مریم کی آیت ۹۲ میں ایک لفظ یتفطّرن آیا ہی کہ اُس کے معنے پھٹ پڑیں ہیں اور بیضاوی لکھتا ہی وقرئ ابو عمرو وابنِ عامر وحمزہ و ابوبکر و یعقوب ینفطرن والاوّل ابلغ یعنی اور پڑھا ابو عمرو اور ابنِ عامر اور حمزہ اور ابوبکر اور یعقوب نے ینفطرن اور اوّل (یعنے قراۃ متن) زیادہ فصیح ہی انتہیٰ - پس معلوم ہوا کہ بیضاوی کی رائے میں قراۃ متن کی فصیح تر ہی اور زیادہ فصیح ہونا دلیل ہی کہ وہ اصل قرآن کی قراۃ ہی پس ظاہر ہی کہ علمائے مذکورہ بالا کی قراۃ اُن کی بناوٹ ہی اور غلط ہی یہاں سے یہہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ جو جو قرائتیں لوگوں نے ایسی کہیں کہ اصل سے فصیح تر نکلیں تو اُن کو قرآن میں داخل کر دیا تاکہ قرآن میں کوئی نقص باعتبار فصاحت نہ رہے پس سوائے اور دلائل کے کہ سابق میں بیان ہوئیں یہہ ایک اور دلیل ہی کہ فصاحتِ قرآن کوئی معجزہ نہیں ہی ÷

دفعہ ۹۸ - سورۂ طٰہٰ آیت ۷ کے جملہ اوّل میں خدا کی تعریف ہی اور بیضاوی لکھتا ہی قرئ الرحمٰن یعنی بعض نے پڑھا ہی الرحمٰن الخ یہہ لفظ زیادہ کیا گیا کہ اصل جملہ میں نہ تھا اور یہہ تحریف زیادتی ایک لفظ کی ہی ÷

دفعہ ۹۹ - سورہ طٰہٰ آیت ۱۹ کا شروع جملہ یہہ ہے وَأَهُشُّ بِهَا عَلَىٰ غَنَمِي یعنی موافق
ترجمہ عبدالقادر) اور پتے جھاڑتا ہوں اس سے اپنی بکریوں پر الخ بیضاوی لکھتا ہے وقرئ بالسین
من السهس وهو زجر الغنم یعنی بعض نے سین سے پڑھا ہے ہس اور وہ روکنا بکریوں کا ہے الخ پس
جملہ کے موافق اس قراۃ کے یہہ معنی ہونگے - اور روکتا ہوں اس سے اپنی بکریوں کو الخ ظاہر ہے کہ معنے
بالکل بدل گئے کہاں پتے جھاڑنا اور کہاں روکنا یا غل کرکے ٹھہرانا اور باعث اس کا یہہ ہے کہ بجائے
أَهُشُّ کے ایک اور نیا لفظ أَهُسُّ داخل کیا گیا اور یہہ تحریف لفظی اور معنی کی ہے *

دفعہ ۱۰۰ - سورہ طٰہٰ آیت ۷۱ میں لفظ فَلَأُقَطِّعَنَّ یعنی سو میں اب کٹواؤنگا آیا ہے
اور بیضاوی ایک قراۃ اس کی ولَأَصْلُبَنَّ یعنی تاکہ میں صلیب دونگا بیان کرتا ہے ظاہر ہے کہ معنے
میں فرق آگیا کیونکہ ایک لفظ کی جائے دوسرا لفظ داخل کیا گیا اور یہہ تحریف لفظی اور معنی
کی ہے *

دفعہ ۱۰۱ - سورہ طٰہٰ آیت ۹۶ میں لفظ قَبَضْتُ آیا ہے اور یہہ قبض سے ہے اور بیضاوی
لکھتا ہے وقرئ بالصاد یعنی اور بعض نے صاد سے پڑھا ہے پس ظاہر ہے کہ قبض اور قبص دو بالکل
مختلف لفظ ہیں اور معنے بھی مختلف رکھتے ہیں یعنی معنے اول کے اخذ کرنا یا لینا ہے اور دوسرے
کے معنی انگلیوں کے سروں سے اٹھانا اور یہہ بھی ظاہر ہے کہ اس مقام پر قبص صاد سے مطابق محل
کے معلوم ہوتا ہے پس اس واسطے اسے بعض نے داخل کیا تاکہ معنے اور عبارت قرآن زیادہ درست
ہوں پس یہہ تحریف لفظی اور معنی کی ہے *

دفعہ ۱۰۲ - سورہ طٰہٰ آیت ۱۳۵ کا جملہ اول یہہ ہے قُلْ كُلٌّ مُتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوا الخ
تو کہہ ہر کوئی راہ دیکھتا ہے سو تم راہ دیکھو ترجمہ فَتَرَبَّصُوا کا ہے اور بیضاوی

لکھتا ہے وقری فَتَمَتَّعُوْا یعنے بعض نے پڑھا ہے فتمتعوا یعنے سو تم فائدہ اُٹھاؤ پس معنے جملہ کے
بالکل بدل گئے کس واسطے کہ کہاں سو تم راہ دیکھو اور کہاں - سو تم فائدہ اُٹھاؤ پس یہہ تحریف
جملہ اور معنے کی ہے ؞

صاحب غور اور فکر کو معلوم ہو سکتا ہے کہ ایسی تحریفوں سے قصص نبیوں اور مسئلوں دینی
میں آسمان وزمین کا فرق ہو سکتا ہے پس نصاریٰ موافق جمہور اہل اسلام کے یہہ کہہ سکتے ہیں کہ
محمد صاحب ایمان صحیح اور درست نسبت ہمارے سید کریم یسوع المسیح اور انجیل مقدس کے رکھتے
تھے اُنہوں نے بلاشک الوہیت آں جناب اور کفارہ گناہ بوساطت اُن کی صلیبی موت اور حشر موتے
کے قرآن میں درج کئے تھے لیکن اہل اسلام نے تحریف قرآن کی کرکے اِن سب حقیقی مسئلوں انجیلی کو
نیست ونابود کر دیا ؞

دفعہ ۱۰۳ - سورہ انبیا میں آیت ۹۶ یہہ ہے حَتّٰی اِذَا فُتِحَتْ یَاجُوجُ مَاجُوجُ
وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ یعنے موافق ترجمہ عبد القادر یہانتک کہ جب کھول دیویں
یاجوج وماجوج کو اور وہ ہر اُچان سے پھسلتے (یا جلد) آویں الخ بیضاوی لکھتا ہے کہ ضمیر هُم یا وے
کی طرف یاجوج وماجوج کے ہے یا کُل انسان کی طرف پھر بیضاوی وقرئ جَدَثٍ وهو القبر
یعنی بعض نے پڑھا ہے جَدَثٍ اور وہ قبر ہے - الخ ظاہر ہے کہ لفظ حَدَبٍ یعنی اُوچان اور لفظ جَدَثٍ
یعنی قبر بالکلیہ غیر ایک دوسرے کے ہیں اور اُن کے معنے بھی بالکلیہ مختلف ہیں پس یہہ تحریف عظیم
لفظی اور معنی کی ہے یہہ بھی ظاہر ہے کہ قرأۃ جَدَثٍ یا قبر کے موافق ضمیر هُم یعنے وے فقط انسان
کی طرف آسکتی ہے اور نہ طرف یاجوج وماجوج کے کیونکہ یاجوج وماجوج مُردہ نہ تھے کہ قبر سے نکلیں پھر تقدیر
اِس قرأۃ سے معلوم ہوا کہ جب یاجوج وماجوج ظاہر ہوں اُسوقت حشر بھی ہو غرضکہ معنے

جملہ میں فرقِ عظیم ہو گیا۔ اور اِس سے زیادہ کیا تحریف ہوگی ✤

دفعہ ۱۰۴۔ سورہ حج آیت ۳۷ میں اونٹوں کی قربانی کا ذکر ہے اور ایک جملہ اِس آیت کا یہہ ہے فَاذْکُرُوا اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْھَا صَوَآفَّ یعنی سو پڑھو اُن (اونٹوں) پر نام اللہ کا قطار باندھکر الخ اِس پر بیضاوی لکھتا ہے وقرئ صَوَافِنَ من صَفَنَ الفرسُ اذا قام علی ثلاث یعنی اور بعض نے پڑھا ہے صَوَافِنَ صَفَنَ یعنی گھوڑے سے جبکہ وہ کھڑا ہو تین ٹانگوں پر الخ پس موافق اِس قراۃ کے معنی جملہ کے یہہ ہوئے سو پڑھو اُن پر نام اللہ کا اُن کو تین ٹانگوں پر کھڑا کرکے الخ یعنی ایک ٹانگ اُن کی باندھو تاکہ وہ ہل نسکیں پس ظاہر ہے کہ معنے بالکل بدل گئے۔ اِس لفظ کی تین قراتیں اور بھی ہیں اُن میں سے فقط ایک بیان کیجاتی ہے وصَوَافِي ای خالص بوجہہ للہ یعنی اور صَوَافِي یعنی خالص یا صاف واسطے اللہ کے الخ یعنے اونٹ خالص اور صاف ہوں اور عیب دار نہ ہوں کیونکہ وہ اللہ کی نذر ہوتے ہیں پس ظاہر ہے کہ یہہ ایک اور ہی لفظ ہے اور اِس سے ایک اور معنے پیدا ہوئے ظاہر ہے کہ یہہ سارے اختلافات فقط ایک حرف زیادہ ہونے سے اور اعراب کی تبدیلی سے وقوع آئے ہیں اور فرق حروف اور اعراب تفسیر بیضاوی میں بیشمار ہیں اور چونکہ زبان عربی اِن اعراب پر موقوف ہے پس بیشمار فرق الفاظ اور معنے کے قرآن میں ہو سکتے ہیں اِس واسطے قرآن مروجہ پر کچھہ اعتبار نہیں ہو سکتا ✤

دفعہ ۱۰۵۔ سورہ مومنین آیت ۲۰ میں ایک جملہ یہہ ہے تَنْبُتُ بِالدُّھْنِ یعنی لے اُگتا ہے تیل الخ اِس جملہ کی بیضاوی پانچ قراتیں لکھتا ہے اِس طور پر وقرئ علی البناء للمفعول وھو کالاول وتُنْبِتُ بالدُّھْنِ وتَخْرُجُ بِالدُّھْنِ وتُخْرِجُ الدُّھْنَ وتَنْبُتُ بالدِّھَانِ انتھٰی ظاہر ہے کہ اِن قراتوں میں سے اول قراۃ مفعول کی بنا پر ہے اور دوسری قراۃ میں ایک نیا

لفظ ہے اور اُس کے معنے پھل لاتا ہے ہیں اور تیسری قراۃ میں ایک اور نیا لفظ ہے اور اُس کے معنے نکلتا ہے ہیں اور باقی دو قراتوں میں فرق ترکیب کا ہے یہاں سے معلوم ہوا کہ لوگوں نے قرآن میں بہت تغیر و تبدل کیا ہے ÷

دفعہ ۱۰۶ - سورہ نور آیت ۱۴ میں ایک جملہ یہہ ہے اِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِاَلْسِنَتِكُمْ یعنے جب لینے لگو تم اُسکو اپنی زبانوں پر الخ لفظ تلقونہ کی بیضاوی آٹھہ قراتیں اور لکھتا ہے اور اِن میں سے چھہ ایسی ہیں فرق فقط اعراب اور الف وغیرہ کا ہے اور اِس فرق سے بھی الفاظ مختلف ہوگئے ہیں لیکن بخوف طوالت اِن چھہ قراتوں میں سے ہم فقط ایک کا ذکر کرتے ہیں اور وہ یہہ ہے تَأْلَقُوْنَهُ من الوَلْق والالق وھو الکذب یعنے تألقونہ ولق اور ألق سے اور وہ جھوٹ ہے الخ پس جملہ مذکورہ بالا کے موافق اِس قراۃ کے یہہ معنی ہوجائینگے یعنی جب جھوٹ بولنے لگے تم اُسکو اپنی زبانوں پر الخ یہاں ظاہر ہے کہ معنے بالکلیہ اور ہوگئے کہاں لینا اور کہاں جھوٹ بولنا یہہ ایک تحریف لفظی اور معنے کی ہے ÷

یہہ ایک قراۃ آٹھہ قراتوں میں سے بیان ہوئی اور پانچ کا بیان نہیں کرتے باقی دو کا حال علیحدہ علیحدہ یہہ ہے بجائے اصل لفظ تلقونہ کے اور لفظ اِس طرح آیا ہے تَثْقَفُوْنَهُ من ثقفتہ اذا طلبتہ فوجدتہ یعنے تثقفونہ ثقفتہ سے جب طلب کیا تم نے اُسکو تم نے پالیا اُس کو یہاں سے ظاہر ہے کہ جملہ کے معنے کچھہ اور ہی ہوگئے پھر آخر یعنے آٹھویں قراۃ اِس طرح ہے تَقْفُوْنَهُ ای تتبعونہ یعنی تم اُس کے تابع ہوئے انتہیٰ اِس کے موافق معنے بالکلیہ بدل گئے ناظرین کو چاہیے کہ اِن قراتوں کے معنے اصل جملہ میں رکھکر دیکھیں کہ کیا کیا صورتیں اِس جملہ کی پیدا ہوتی ہیں اور اِس سے اُنکو معلوم ہوجائیگا کہ کس قدر تحریفیں قرآن میں واقع ہوئیں ہیں ÷

دفعہ ۱۰۷- سورہ نور آیت ۳۳ میں یہہ جملہ آیا ہے مِنۡ بَعۡدِ اِکۡرَاھِھِنَّ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ یعنے اُن کی بےبسی کے بعد (خدا) بخشنے والا مہربان ہے انتہی اِس جملہ کے بعد بیضاوی یہہ لکھتا ہے ای لھن اولہ ان تاب والاول اوفق للظاہر ولما فی مصحف ابن مسعود مِنۡ بَعۡدِ اِکۡرَاھِھِنَّ لَھُنَّ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ یعنے اُن کو یا اُسکو جسنے توبہ کی اور اول ضمیر یعنے اُن کو موافق ظاہر کے ہے اور موافق اُسکے ہے جو صحیفہ (یعنے نسخہ قرآن) ابن مسعود میں ہے اور جو یہہ ہے) اُن کو بےبسی کے بعد اُن کو (خدا) بخشنے والا مہربان ہے الخ یہاں سے معلوم ہوا کہ ابن مسعود نے ایک لفظ لَھُنَّ اپنے نسخہ قرآن میں زیادہ کیا تاکہ عبارت قرآن زیادہ درست ہوجاوے یہاں سے یہہ بھی تحقیق ثابت ہوا کہ قرآن اصل میں فصیح نہیں تھا لیکن علماء محمدی نے تدریج اُس کو زیادہ فصیح بنایا اور اُس کو محرف کیا ÷

دفعہ ۱۰۸- سورہ فرقان آیت ۶۸ میں ایک لفظ اَثَامًا جس کے معنے گناہ کے ہیں آیا ہے اور بیضاوی لکھتا ہے کہ اِس لفظ کی جاے بعض نے اَیَّامًا پڑھا ہے اور کہتا ہے کہ موافق محاورہ کے ایام سے مراد صعب یعنے تکلیف ہے اور ظاہر ہے کہ یہہ تحریف لفظی اور معنی کی ہے ÷

دفعہ ۱۰۹- سورہ شعرا آیت ۵۶ میں یہہ ہے وَاِنَّا لَجَمِیۡعٌ حٰذِرُوۡنَ اور اِس کا ترجمہ عبدالقادر یہہ ہے اور ہم سارے خطرہ رکھتے ہیں انتہی اِس پر بیضاوی یہہ لکھتا ہے وقری حَادِرُوۡنَ بالدال المہملۃ ای اقویاء یعنی اور بعض نے پڑھا ہے حَادِرُوۡنَ دال مہملہ سے یعنے زیادہ قوت والے انتہی ÷

پس ایک نیا لفظ بجاے اصل لفظ کے داخل کیا گیا اور معنے معکوس ہوگئے کہاں خطرہ رکھنے والے اور کہاں زیادہ قوت والے ÷

دفعہ ۱۱۰- سورہ شعرا آیت ۶۱ کا جملہ اولیٰ یہہ ہے فَلَمَّا تَرَآءَا الجَمعَانِ یعنے پھر جب مقابل ہوئیں دونوں فوجیں انتہی اِس پر بیضاوی لکھتا ہے کہ قرا یعنے بعض نے پڑھا ہے تَرَاءَتِ الفِئتَانِ اور یہہ جملہ کی تحریف ہے +

دفعہ ۱۱۱- سورہ شعرا آیت ۱۴۹ میں ایک لفظ فَارِهِینَ کہ جس کے معنے تکلف سے میں آیا ہے اور اس پر بیضاوی لکھتا ہے وقری نافع وابن کثیر وابو عمرو فرہین وھو ابلغ یعنی پڑھا نافع اور ابن کثیر اور ابو عمر نے فَرِهِینَ اور وہ زیادہ فصیح ہے انتہی یہاں سے معلوم ہوا کہ قرآن میں بعض الفاظ فصیح نہ تھے سو اُن کی جائے علماء قدیم اہل اسلام مثل نافع وغیرہ نے فصیح الفاظ قایم کئے پس معجزہ فصاحت قرآن کا باطل ہوا اور تحریف قرآن ثابت ہوئی

دفعہ ۱۱۲- سورہ شعرا آیت ۱۷۶ میں موافق ترجمہ عبد القادر صاحب دہلوی کے یہہ ہے +

جھٹلایا بن کے رہنے والوں نے (یعنے جنگلی آدمیوں نے) پیغام والوں (یعنی رسولوں) کو انتہی جس جملہ کا ترجمہ بن یا جنگل کے رہنے والے ہوا ہے وہ اَصحَابُ الاَیکَۃِ ہے یعنی اصحاب یا رہنے والے جنگل کے اس لفظ الایکۃ کی نسبت آئندہ ۲۲ اکی تفسیر میں یوں لکھا ہے یہہ لکھا ہے وہ قراءِ ابن کثیر و نافع و ابن عامر بحذف الھمزۃ والقاء حرکتھا علی اللام وقرئت کذالک مفتوحۃ علی انھا لیکۃ وہی اسم بلد تھم یعنی اور پڑھا ابن کثیر اور نافع اور ابن عامر نے کہ ہمزہ یا الف کو حذف کیا اور اس کی حرکت لام پر ڈالی اور پھر یہہ (یعنے لام) مفتوح پڑھا اِس طرح لَیکۃ اور وہ نام اُن جنگلی آدمیوں کے کی شہر کا ہے انتہی اِس ترجمہ آیت مذکورہ بالا کا یہہ ہونا چاہئے جھٹلایا رہنے والوں (شہر) لیکۃ نے الخ +

اور یہہ فرق عظیم ہے کہاں جنگل کے رہنیوالے اور کہاں کہی خاص شہر کے رہنے والے ناظرین غور فرماویں کہ فقط اعراب کے بدلنے سے علما اہل اسلام نے کس قدر تحریفیں قرآن میں کی ہونگی اور جاننا چاہیئے کہ اعراب کے تغیر بے شمار ہیں جو چاہیئے فقط تفسیر بیضاوی کو ملاحظہ کرکے دریافت کرلے ❊

دفعہ ۱۱۳ - سورہ شعرا آیت ۲۲۸ میں یہہ جملہ ہے وَسَیَعْلَمُ الَّذِینَ ظَلَمُوا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَنْقَلِبُونَ یعنی اور اب معلوم کرینگے ظلم کرنے والے کس کروٹ اُلٹے ہیں انتہی ❊ نسبت دو لفظوں آخر اس جملہ کے بیضاوی یہہ لکھتا ہے وقرئ أَیَّ مُنْفَلَتٍ یَنْفَلِتُونَ من الانفلات وهو النجاة والمعنی انّ الظالمین یطمعون ان ینفلتوا من عذاب الله وسیعلمون ان لیس لهم من وجه من وجوه الانفلات ترجمہ اور بعض نے پڑھا ہے مُنْفَلَتٍ یَنْفَلِتُونَ انفلات سے اور وہ نجات ہے اور معنے یہہ ہیں کہ ظالم لوگ طمانیت رکھتے ہیں کہ نجات پاوینگے عذاب اللہ سے اور قریب معلوم کرینگے کہ نہیں اُن کے لئے کوئی وجہ وجوہات نجات سے پس بجائے عبارت کس کروٹ سے اُلٹینگے یہہ عبارت ہوگئی کس نجات سے نجات پاوینگے پس معنی بالکلیہ بدل گئے اور باعث اسکا یہہ ہے کہ دو لفظوں کی جائے دو اور لفظ داخل کئے گئے فقط اس طرح سے کہ ق کو ف سے اور ب کو ت سے بدلا اور یہہ بڑی تحریف ہے ❊

ایسی ایسی تغیر و تبدل سے ممکن ہے کہ قرآن کو مطابق انجیل مقدس کے کرلیں اور نصاریٰ موافق وہم اکثر مولویوں محمدی کے کہ انجیل کو محرف کہتے ہیں یہہ کہہ سکتے ہیں کہ بھائیو محمدی اصل قرآن لاؤ وہ بالکل مطابق اور مصدق انجیل ہے جیسے قرآن محرفہ مروجہ میں بھی باربار مذکور ہے اور یہہ تمہارے قرآن جو تم اس زمانہ میں پڑھتے ہو قابل اعتبار نہیں یہہ تو تمہارے مولویوں نے قدیم سے بدلا -

اور خراب کیا ہے ؛

دفعہ ۱۱۴ - سورہ نمل آیت ۶۸ کے شروع میں یہہ الفاظ ہیں بَلْ أَدْرَكَ اور بیضاوی ان لفظوں کی دس قرائتیں بیان کرتا ہے اور اُن میں سے ایک أَمْ تَدَارَكَ ہے اور یہہ تحریف جملہ کی ہے بل کو ام سے بدلا اور ادراک کو تدارک سے ؛

دفعہ ۱۱۵ - سورہ نمل آیت ۹۴ کے شروع میں یہہ جملہ ہے وَأَنْ أَتْلُوَ الْقُرْآنَ یعنی یہہ کہ سناؤں قرآن الخ اس پر بیضاوی لکھتا ہے کہ قرئ یعنے بعض نے پڑھا ہے وَأَتْلُ عَلَيْهِمْ وَأَنِ أَتْلُ الخ اس جا دو قرائتیں ہیں اوّل میں أَنْ نقصان کیا گیا اور علیہم زیادہ کیا گیا اور أَتْلُوَ أَتْلُ سے مبدل ہوا اور دوسری میں و نقصان کیا گیا اور أَنْ أَنِ سے مبدل ہوا۔ اور أَتْلُوَ أَتْلُ سے مبدل ہوا یہہ تحریف الفاظ اور جملہ کی ہے اور کچھہ معنے میں فرق آتا ہے ؛

دفعہ ۱۱۶ - سورہ قصص آیت ۱۴ میں ایک لفظ فَاسْتَغَاثَهُ آیا ہے کہ اُس کے معنے پس فریاد کی اُسکے پاس ہوتے ہیں بیضاوی لکھتا ہے کہ وقرئ یعنے بعض نے پڑھا ہے استعانه یعنے مدد مانگی اُس سے الخ یہہ بڑی تحریف لفظی اور معنی کی ہے کہاں استغاثہ یعنے فریاد کرنا اور کہاں استعانت یعنی مدد مانگنا ؛

دفعہ ۱۱۷ - سورہ قصص آیت ۱۴ میں ایک جملہ یہہ ہے فَوَكَزَهُ مُوسَىٰ یعنی پس گھونسا مارا موسیٰ نے الخ اور بیضاوی لکھتا ہے وقرئ یعنی بعض نے پڑھا فلکزہ ای فضربہ بہ صدرہ یعنی پس صدمہ مارا اُس کو اُس کے سینے پر الخ کہاں وکز اور کہاں لکز یعنے کہاں گھونسا مارنا اور کہاں سینہ پر صدمہ کرنا یہہ تحریف لفظی اور معنی کی ہے ؛

دفعہ ۱۱۸ - سورہ عنکبوت آیت ۲۴ میں یہہ جملہ آیا ہے مَوَدَّةَ بَيْنِكُمْ یعنے

دوستی کرکے آپس میں الخ اور بیضاوی لکھتا ہے وقری إنما مودة بینکم یعنی تحقیق دوستی کی تم نے آپس میں الخ یہاں لفظ إنما زیادہ کیا گیا اور لفظ مودة مودۃ سے بدلا گیا پس یہہ تحریف لفظی اور اور معنے کی ہے ٭

دفعہ ۱۱۹ - سورہ عنکبوت آیت ۵۸ کا جملہ اول موافق ترجمہ عبد القادر کے یہہ ہے اور جو لوگ یقین لائے اور کئے بھلے کام اُن کو ہم جگہ دینگے بہشت میں الخ اُن کو ہم جگہ دینگے ترجمہ الفاظ لنبوئنهم اور پڑھا حمزہ اور کسائی نے لنثوی کا ہے اور بیضاوی لکھتا ہے وقرء حمزة والکسائی لنثوینهم بینهم الخ دونوں جملوں کے معنے قریب واحد ہیں لیکن الفاظ مختلف پس یہہ تحریف لفظی ہے ٭

دفعہ ۱۲۰ - سورہ روم آیت ۶۰ میں یہہ جملہ موافق ترجمہ عبد القادر کے آیا ہے اور اُچھال نہ دیں تجکو الخ اور اصل الفاظ یہہ ہیں ولا یستخفنك اور بیضاوی لکھتا ہے کہ بعض نے پڑھا ہے ولا یستحقنك یعنی اور نہیں گمراہ کریں تم کو - الخ

دوسری قراۃ میں خ کو ح سے اور ف کو ق سے بدلا ہے اور معنے بھی مختلف ہو گئے پس یہہ تحریف لفظی اور معنی کی ہے ٭

دفعہ ۱۲۱ - سورہ احزاب آیت ۶۹ میں نسبت حضرت موسیٰ کے یہہ جملہ آیا ہے وکان عند الله وجیها یعنی اور وہ تھا نزدیک اللہ کے عزت والا الخ -

اس جملہ کو موافق بیضاوی کے بعض نے یوں پڑھا ہے وکان عبدا لله وجیها یعنے اور وہ تھا بندہ واسطے اللہ کے عزت والا الخ ظاہر ہے کہ معنے اس جملہ کے بدل گئے اور اس کا باعث یہہ ہے کہ عند کو عبدا سے اور الله کو لله سے بدلا پس یہہ تحریف جملہ کی اور معنی کی ہے ٭

دفعہ ۱۲۲ - سبا آیت ۲۲ میں ایک لفظ فُزّع یعنی گھبراہٹ اٹھایا جاوے
آیا ہے اور موافق بیضاوی کے بعض نے اِس لفظ کو فُرّغ پڑھا ہے یعنے نفی کیا جاوے خوف ظاہر
ہے کہ ز کو ر سے اور ع کو غ سے بدلا اور اِس طرح دو لفظ مختلف ہو گئے پس یہہ تحریف لفظی ہے ÷

دفعہ ۱۲۳ - سورہ یٰس آیت ۸ میں جملہ فَأَغْشَيْنَاهُمْ یعنی پس اوپر سے ڈھانک
دیا اُن کو الخ ÷
آیا ہے اور موافق بیضاوی کے بعض نے اُس کو یُوں پڑھا ہے فَأَعْشَيْنَاهُمْ یعنی پس اندھا کر دیا
ہم نے اُن کو الخ ظاہر ہے کہ جملہ اور اُسکے معنے بدل گئے کہاں ڈھانکنا اور کہاں اندھا کرنا اور اِس کا باعث
یہہ ہے کہ غ کو ع سے بدلا اور یہہ تحریف جملہ اور معنے کی ہے ÷

دفعہ ۱۲۴ - سورہ یٰس آیت ۲۹ کے شروع میں یہہ جملہ ہے یَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ
یعنی کیا افسوس ہے بندوں پر الخ اور موافق بیضاوی کے بعض نے اُسکو یُوں پڑھا ہے یا حسرۃ العباد
یعنی کیا افسوس بندوں کو الخ اِس قرأۃ یعنی لفظ علی خارج کیا گیا اور حَسْرَةً کو حَسْرَةَ سے بدلا ایسا
معلوم ہوتا ہے کہ علماء محمدی نے قرآن کی عبارت اور معنے کو موافق اپنی اپنی رائے کے الفاظ کو کم و
بیش اُس میں سے کیا ہے پس قرآن مروجہ اصل قرآن نہیں ہے ÷

دفعہ ۱۲۵ - سورہ یٰس آیت ۳۸ کے شروع کا جملہ اوّل یہہ ہے وَالشَّمْسُ تَجْرِي
لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا یعنی اور آفتاب چلا جاتا ہے طرف اپنی جائے قرار کے ÷
مُراد یہہ ہے کہ آفتاب حرکت کرتا کرتا آخر ایک خاص مقام کو پہنچتا ہے جہاں وہ ٹھہر جاتا ہے
چنانچہ بیضاوی بھی یہی لکھتا ہے لحد معیّن ینتھی الیہ دورہا یعنے طرف حدِ معیّن کے
جہانکہ وہ تمام کرتا ہے اپنے دَور کو الخ یہہ بات کہ آفتاب دِن بھر سفر کر کے رات کو کسی مقام پر قیام

کرتا ہی کسی طرح درست نہیں لیکن اِس کی تاویل ہوسکتی ہی کہ یہہ قول مُوافق فہم عام کے ہی اور نہ مطابق حقایق علم ہیئت کے لیکن بعض علماء محمدی نے اِس تاویل پر صبر نہ کیا اور اِسی واسطے ایک لفظ قرآن میں زیادہ کیا تاکہ جُملہ کے معنے اُلٹ جاویں چُنانچہ بیضاوی لکھتا ہی و قرئ لَا مُسْتَقَرَّ لَهَا اى لا سکون فانها متحركة دائما یعنے بعض نے پڑھا ہی یعنی نہیں سکون واسطے اُس کے پس تحقیق وہ متحرک ہمیشہ ہی الخ ظاہر ہی کہ لفظ لَا زیادہ کیا گیا مُسْتَقَرٍّ کو لَا مُسْتَقَرَّ سے بدلا پس معنے بالکل معکوس ہوگئے اور کسی تاویل کی حاجت نہیں رہی اور یہہ صریح تحریف جان بوجھ کر کی گئی اور اِسی واسطے کہا جاسکتا ہی کہ جو مسئلہ قرآن میں مذکور ہی اُس مسئلہ کا خلاف بھی درصحیح ہوسکتا ہی پس اِس قُرآن کا کیا اعتبار رہا ٭

دفعہ ۱۲۶ - سورہ یٰس آیت ۵۱ میں ایک جملہ مِنَ الْاَجْدَاثِ یعنی قبروں سے الخ آیا ہی اور مُوافق بیضاوی کے بعض نے بجائے ثا کے فا پڑھا ہی یعنی بجائے اجداث کے اجداف پڑھا ہی اور یہہ ایک اَور ہی لفظ ہی گو معنے واحد ہوں پس یہہ تحریف لفظی ہی اور شاید واسطے زیادہ کرنے فصاحت قرآن کے یہہ تحریف کی ہو ٭

دفعہ ۱۲۷ - سورہ صافات آیت ۵۴ کے شروع میں یہہ جملہ ہی قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَ لَتُرْدِيْنِ یعنی بولا قسم اللہ کی تو تو کوشش کرتا تھا واسطے ہلاکت میری کے الخ موافق بیضاوی بعض نے پڑھا ہی لَتُغْوِيْنِ یعنی واسطے بہکانے میرے کے الخ پس معنے جملہ کے یہہ ہوگئے بولا قسم اللہ کی تو تو کوشش کرتا تھا واسطے بہکانے میرے کے الخ ظاہر ہی کہ لفظ لَتُرْدِيْنِ اور لَتُغْوِيْنِ دو مختلف لفظ ہیں اور اُنکے معنے بھی مختلف ہیں پس یہہ تحریف لفظی اور معنی کی ہی ٭

دفعہ ۱۲۸ - سورہ صافات آیت ۶۶ کا شروع جملہ یہہ ہی ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ

الی الجحیم یعنی پھر اُن کو لیجانا آگ کے ڈھیر میں الخ اس آیۃ کے دو معنے ہوسکتے ہیں ایک معنی یہہ ہیں پہلے گنہگاروں کو جلتا پانی پلایا جائیگا اور پھر اُن کو جہنم میں لیجایا جائیگا اور دوسرے معنی موافق بیضاوی کے یہہ ہیں آن یودون للبنیہ کما تورد الابل الی الماء ثم مردن الی الجحیم یعنی لیجائے جائینگے طرف اُس کی (یعنے جلتے پانی کی) جیسے لیجائے جاتے ہیں اونٹ طرف پانی کے پھر لیجائے جائینگے طرف آگ کے ڈھیر کے الخ اس جائے کچھ تغیر عبارت قرآن میں ہونا چاہیئے تاکہ یہہ دوسرے معنے بخوبی ظاہر ہوں چنانچہ بیضاوی لکھتا ہے ویویدہ انہ قرء ثم ان منقلبھم یعنی تائید کرتا ہے اس کی (یعنی دوسرے معنی کی) تحقیق وہ جو پڑھا گیا ہے پھر اُن کو اُٹھا لیجانا الخ ظاہر ہے کہ الفاظ مرجعھم اور منقلبھم دو مختلف لفظ ہیں اور اُن کے معنی میں بھی فرق ہے پس قرآن کے معنی اپنی رائے کے موافق کرنے کے لیے علمائے اہل اسلام نے الفاظ قرآن کو کم و بیش اور منقلب کیا ہے اور ایسی تحریفوں کے باعث سے قرآن مروجہ قابل اعتبار نہیں ٭

دفعہ ۱۲۹ - سورہ صافات آیت ۱۲۳ میں شروع کا جملہ موافق ترجمہ مولوی عبدالقادر یہہ ہے اور تحقیق الیاس ہے رسولوں میں الخ اسپر بیضاوی لکھتا ہے وقیل ادریس لانہ قری ادریس وادراس مکانہ اور کہا گیا ادریس اور تحقیق پڑھا گیا ادریس اور ادراس اسکی جائے انتہی یہاں سے معلوم ہوا کہ علمائے اہل اسلام نے نبیوں کے ناموں میں بھی تحریف کی یعنی بجائے ایک رسول کے دوسرے رسول کا نام درج قرآن کر دیا مثلاً کہاں الیاس اور کہاں ادریس اور یہہ غلط ہے کہ الیاس اور ادریس ایک رسول کے دو نام ہیں اور یہہ سخت تحریف ہے

دفعہ ۱۳۰ - سورہ ص آیت ۵ میں نسبت بت پرستوں مکہ کے یہہ جملہ ہے آن امشوا

فَاصبِرُوا علیٰ آلِہَتِکُم یعنی چلو اور ٹھہرے رہو اپنے ٹھاکروں پر الخ اِس پر بیضاوی لکھتا ہے وقرئ بغیر اَن یَمشُونَ اِن اَصبِرُوا یعنی بعض نے بغیر اَن کے پڑھا ہے اور بعض نے وے چلتے ہیں کہ تم قایم رہو الخ اِس جائے معلوم ہوا کہ ایک قراۃ کے مُوافق ایک لفظ اَن خارج ہوا اور یہہ تحریف لفظی ہے اور دوسری قراۃ کے مُوافق واو عطف قبل اصبروا کے خارج کیا گیا اور اُس کی جائے اَن جو قبل امشوا کے تھا مقام بدل کے قایم کیا گیا اور امشوا کو یمشون سے بدلا اور اِس طرح معنے میں بھی فرق آگیا اور یہہ تحریف جملہ کی ہے ٭

دفعہ ۱۳۱ ۔ سورہ زمر آیت ۴ میں قول بت پرستوں مکہ کا اِس طرح منقول ہے مَا نَعبُدُہُم اِلّا لِیُقَرِّبُونَا اِلَی اللّٰہِ زُلفیٰ یعنے نہیں ہم عبادت کرتے ہیں اُن (دیوتوں کی) الّا اِس لئے کہ وہ (دیوتے) ہمکو بہت قریب لیجاویں اللہ کے الخ یعنی جیسے عقلا صاحبان ہنود میں سے کہا کرتے ہیں کہ ہمارے مختلف دیوتے یا ٹھاکر مثل اہلکاروں خدا بادشاہ کے ہیں اسواسطے ہم اُن کو پوجتے ہیں تاکہ ہماری رسائی خدا تک ہووے اسی طرح بت پرست مکہ کے بھی کہا کرتے تھے یعنے اپنے ٹھاکروں اور بتوں کو وسیلہ مابین اپنے اور خدا کے جانتے تھے اور اِس جملہ کی نسبت بیضاوی دو قرأتیں بیان کرتا ہے اول یہہ کہ وقرئ قَالُوا مَا نَعبُدُہُم یعنی اِس میں ایک لفظ قَالُوا جس کے معنے اُنہوں نے کہا میں زیادہ کیا اور دوسری قراۃ بعض کی یہہ ہے مَا نَعبُدُکُم اِلّا لِتُقَرِّبُونَا یعنی نہیں ہم عبادت کرتے میں تمہاری (اے دیوتوں) الّا اِس لئے کہ تم ہمکو بہت قریب لیجاؤ گے اللہ کے الخ پس اِس قراۃ میں دو ضمیریں غائب ضمیروں مخاطب میں مبدل ہو گئیں یعنے بجائے ہم کے کم اور بجائے لیقربونا کے لتقربونا قایم کیا گیا ۔ اور اِس طرح جملہ کے معنے بالکل بدل گئے یعنی پہلے جملہ میں تو بت پرست دلیل بتوں کے

پوچھنے کی بخطاب محمدیوں کے بیان کرتے تھے اور اِس جا میں یہہ دلیل خود بخطاب بتوں کے بیان کی گئی اور ظاہر ہے کہ اِس میں حقارت بتوں کی ہوئی غرضکہ یہہ تحریف لفظی اور جملہ کی ہے *

دفعہ ۱۳۲ - سورہ زمر آیت ۵۷ میں یہہ جملہ ہے فِي جَنْبِ اللهِ یعنے اللہ کی طرف میں الخ اور موافق بیضاوی بعض نے پڑھا ہے فِي ذِكْرِ اللهِ یعنی اللہ کے ذکر اور یاد میں الخ لفظ جنب کو لفظ ذکر سے تبدیل کیا اور یہہ لفظی اور معنے کی تحریف ہے *

دفعہ ۱۳۳ - سورہ سجدہ آیت ۹ میں یہہ جملہ ہے وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا یعنی اور مقرر کیں اُس میں خوراکیں اُس کی سے الخ موافق بیضاوی کے بعض نے اِس جملہ کو یوں پڑھا ہے وَقَسَمَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا یعنی تقسیم کیں اُس میں خوراکیں اُس کی سے الخ غرضکہ لفظ قدر کو لفظ قسم سے بدلا اور یہہ تحریف لفظی اور معنے کی ہے *

دفعہ ۱۳۴ - سورہ جاثیہ آیت ۲۷ میں ایک لفظ جَاثِيَةً آیا ہے اور اُس کے معنے زانوں پر بیٹھے ہیں اور بیضاوی کہتا ہے کہ بعض نے اُسکو جَاذِيَةً پڑھا ہے اور اُس کے معنے بیٹھے ہوئے انگلیوں کی اطراف پر ہیں یہہ دو مختلف لفظ ہیں پس یہہ تحریف لفظی اور معنے کی ہے *

دفعہ ۱۳۵ - سورہ احقاف آیت ۲۴ میں الفاظ بَلْ هُوَ آئے ہیں اور موافق بیضاوی کے بعض نے یوں پڑھا ہے قُلْ بَلْ پس لفظ قُلْ زیادہ کیا گیا اور یہہ تحریف لفظی ہے *

دفعہ ۱۳۶ - سورہ حجرات آیت ۶ میں جملہ موافق ترجمہ عبدالقادر یہہ ہے ای ایمان والوں اگر لاوے تم پاس ایک گنہگار خبر لیکر تو تحقیق کرو الخ اصل لفظ واسطے تو تحقیق کرو کے فَتَبَيَّنُوا اور بیضاوی اِسکے معنے پس پہچانو لکھتا ہے پھر بیضاوی لکھتا ہے وقرء حمزة

والکسائی فَتَثَبَّتُوا ای فتوقفوا الی ان یتبین لکم الحال یعنی پڑھا ہی حمزہ اور کسائی نے پس توقف کرو جب تک کہ ظاہر ہو جاوے تم کو حال الخ یہہ دو لفظ مختلف ہیں پس یہہ تحریف لفظی اور معنی کی ہی۔

دفعہ ۱۳۷۔ سورہ حجرات آیت ۱۲ میں ایک جملہ یہہ ہی کہ لَا تَجَسَّسُوا یعنی نہ ڈھونڈھو الخ اس پر بیضاوی لکھتا ہی وقری بالحاء من الحس یعنے اور بعض نے پڑھا ہی ساتھ حا کے حس سے الخ اور یہہ دو مختلف ہیں اور اسی لئے یہہ تحریف لفظی اور معنی کی ہی ✣

دفعہ ۱۳۸۔ سورہ حجرات آیت ۱۷ میں یہہ جملہ ہی اَن ھَدٰاکُمْ یعنے کہ ہدایت کی تم کو اور بیضاوی ابر اکی دو قراتیں لکھتا ہی وقری اِن ھداکم بالکسر واذ ھداکم الخ یعنی اور بعض نے پڑھا ہی اگر ہدایت کی تمہاری اور بعض نے جب ہدایت کی تمہاری ظاہر ہی کہ الفاظ کہ اور اگر اور جب تین مختلف لفظ ہیں پس یہہ تحریفیں لفظی اور معنی کی ہیں ✣

دفعہ ۱۳۹۔ سورہ ذاریات آیت ۵۸ میں شروع کا جملہ یہہ ہی اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الرَّزَّاقُ الخ یعنی تحقیق اللہ وہ رزاق ہی الخ اور بیضاوی لکھتا ہی قری انی انا الرزاق الخ پس بجائے ضمیر غائب کے ضمیر متکلم قایم ہوئی اور بجائے تین الفاظ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ کے دو لفظ اِنّی اَنَا درج کئے گئے پس یہہ تحریف جملہ کی ہی ✣

دفعہ ۱۴۰۔ سورہ طور آیت ۳۲ کے آخر جملہ میں لفظ اَم آیا ہی اور بیضاوی لکھتا ہے کہ بجائے اس کے بعض نے لفظ بَلْ پڑھا ہی پس یہہ تحریف لفظی اور معنی کی ہے ✣

دفعہ ۱۴۱۔ سورہ قمر آیت ۱ میں معہ تفسیر بیضاوی کے یہہ ہی اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ روی ان الکفار سألوا رسول اللہ صلعم آیۃ فانشق القمر وقیل معناسینشق یوم القیامۃ ویؤیدہ الاول انہ قری وقد انشق القمر

ای اقتربت الساعة وقد حصل من آیات اقترابہا انشقاق القمر انتہی یعنی (آیتہ) پس آلگی وہ گھڑی اور پھٹ گیا چاند (تفسیر) روایت ہی کہ کفار نے سوال کیا رسول اللہ صلعم سے معجزہ کا پس پھٹ گیا چاند اور بعض کہتے ہیں کہ معنے اُس کے (یعنی اِس آیت کے) (یہہ ہیں) قریب پھٹیگا دن قیامت کے اور تائید ہوتی ہی اول (معنے) کی اِس سے کہ تحقیق بعض نے پڑھا ہی اور تحقیق پھٹ گیا ہی چاند یعنی قریب آئی ہی وہ گھڑی اور تحقیق حاصل ہوئی ہی ایک نشانی اُسکی قربت کی اور وہ پھٹ جانا چاند کا ہی انتہی +

اِس قرأۃ شاذ میں ایک لفظ قد زیادہ کیا گیا ہی اور باعث اِس کا یہہ معلوم ہوتا ہی کہ مفسر مختلف تھیں بعض علمائے اسلام کا یہہ قول تھا کہ یہہ نشانی پھٹ جانے چاند کی قریب قیامت کے واقع ہوگی اور بعض یہہ کہتے ہیں کہ یہہ نشانی واقع ہو چکی جیسے کہ بیضاوی اوپر بیان کرتا ہے پس تا کہ یہہ معجزہ محمد صاحب کا بخوبی ثابت ہو جاوے ضرور ہوا کہ کچھہ تغیر قرآن میں کیا جاوے پس کسی بزرگ نے قد کا لفظ زیادہ کر دیا اور یہہ سخت تحریف ہی کتاب میزان الحق میں ثابت کر دیا گیا ہی کہ محمد صاحب نے کوئی معجزہ نہیں کیا بلکہ معجزہ کرنے سے عذر کیا ہی باقی رہا فصاحت قرآن کا معجزہ یہہ بھی درست نہیں البتہ ایک خاص معنے سے قرآن ایک معجزہ واسطے بت پرستوں مکہ وغیرہ کے تھا جیسے کہ کتاب اعجاز قرآن میں مفصل بیان ہوا ہی +

دفعہ ۱۴۲ - سورہ واقعہ آیت ۲۸ میں اُن میووں وغیرہ کا ذکر ہی جو کہ محمدیوں کو موافق اُن کے اعتقاد کے جنت میں کھانے کو ملینگے اُس میں ایک لفظ طلح ہی اور یہہ ایک میوہ کا نام ہے اور بیضاوی اسکو شجر موز کہتا ہی اور مولوی عبد القادر صاحب اُسکو کیلا کہتے ہیں غرض یہہ کوئی درخت یا میوہ عمدہ ہی - پھر بیضاوی لکھتا ہی - وقرئ بالعین یعنی بعض نے پڑھا ہی عین سے

یعنی طلح کی بجائے طلع پڑھا ہی اور اِس کے معنے کھجور کے درخت کا پھل مراد ہی پس یہہ تحریف لفظی اور معنی کی ہی شاید کسی عالم اہل اِسلام کو کھجور نہایت مرغوب ہوا اور اُس نے یہہ تحریف بے اختیار کی ہو ✣

دفعہ ۱۴۳ - سورہ واقعہ آیت ۸۱ میں یہہ ہی وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ یعنی تم کرتے ہو تمہارا رزق یہہ کہ تم جھٹلاتے ہو انتہیٰ اِس آیت کے معنی واضح اور ظاہر نہیں اور یہہ اختلاف فصاحت اور بلاغت ہی پس اِس آیت میں کچھہ تغیر کرنا چاہیے چنانچہ بیضاوی یہہ تفسیر کرتا ہی شکرکم رزقکم یعنی شکرانہ تمہارے رزق کا یعنی واسطے رزق کے جو اللہ تمکو دیتا ہی تم یہی ادا کرتے ہو کہ تم قرآن کو جھٹلاتے ہو - بعد اِس کے بیضاوی یہہ لکھتا ہی وقرئ شکرکم یعنی بعض نے (بجائے رزقکم کے) شکرکم پڑھا ہی یعنی تمہارا شکرانہ الخ پس یہہ تحریف لفظی اور معنی کی ہی ✣

دفعہ ۱۴۴ - سورہ حدید آیت ۲۴ میں ایک جملہ یہہ ہی فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ یعنے پس تحقیق اللہ وہ غنی ہی موافق بیضاوی کے بعض نے لفظ ھو کو ترک کرکے فقط یوں پڑھا ہی فان اللہ الغنی یعنی پس تحقیق اللہ غنی ہی الخ یہہ تحریف لفظی ہی ✣

دفعہ ۱۴۵ - سورہ حاقہ آیت ۹ میں یہہ جملہ ہی وَجَاءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهُ یعنے اور آیا فرعون اور جو اُس کے قبل میں تھے الخ اِس پر بیضاوی یہہ لکھتا ہی وقرئ البصریان والکسائی ومن قبلہ ای ومن عندہ من اتباعہ ویدل علیہ انہ قرئ ومن معہ یعنی اور پڑھا بصریان اور کسائی نے اور جو اُسکے پاس تھے اُس کے تابعداروں میں سے اور دلالت کرتا ہی اِس پر یہہ کہ تحقیق بعض نے پڑھا ہی اور جو اُسکے ساتھہ تھے الخ یہاں دو تحریفیں ہیں یعنی ایک تو

یہہ کہ قَبلُہٗ کو قُبلَہٗ سے بدلا کہ اُس سے معنے بھی بدل گئے اور دوسری یہہ کہ قَبلَہٗ کو لفظ معکہ سے بدلا پس یہہ تحریفیں لفظی اور معنی کی ہیں ٭

دفعہ ۱۴۶ - سورہ اعلےٰ کی آیت آمیں یہہ ہی سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى یعنے ترجمہ عبدالقادر) پاکی بول اپنے رب کے نام کی جو سب سے اوپر ہے انتہی اور موافق بیضاوی کے بعض نے اسکو یوں پڑھا ہی سُبحَانَ رَبِّیَ الْاَعلیٰ یعنی پاک ہی رب میرا جو سب سے اوپر ہی انتہی اس قراۃ میں لفظ سَبِّحِ کو سُبحَانَ سے بدلا اور اسم خارج کیا گیا اور ربک کو ربی سے بدلا پس معنے جملہ کے بدل گئے پس یہہ تحریف جملہ کی ہی ٭

دفعہ ۱۴۷ - سورہ عادیات آیت ۹ میں یہہ ہی اَفَلَا یَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِی الْقُبُوْرِ یعنی کیا نہیں جانتا وہ وقت جب کہ اٹھائے جائینگے وہ جو قبروں میں ہیں الخ لفظ بُعثِرَ کا ترجمہ یعنے اٹھائے جائینگے کیا ہی اس واسطے کہ بیضاوی اسکا ترجمہ لفظ عربی بُعث سے لیکن مولوی عبدالقادر صاحب بجائے اٹھائے جائینگے کے کریدے جائینگے ترجمہ کرتے ہیں پس معلوم ہوتا ہی کہ شاید مولوی صاحب نے ترجمہ موافق کسی قراۃ شاذ کے کیا ہی چنانچہ بیضاوی بُعثِرَ کی دو قراتیں بیان کرتا ہی وقری بُحثِرَ و بُحِثَ انتہی لفظ بُحِثَ کے معنے لغت منتخب شاہ جہانی کاویدن زمین معلوم ہوئے پس معلوم ہوا کہ قراتیں شاذ ہندوستان کے قرآنوں میں مستعمل ہیں غرضکہ دو تحریفیں لفظی اور معنی کی ہوئیں - واضح ہو کہ ہم نے بہت سی قراتیں یا تحریفیں کہ تفسیر بیضاوی کا میں مذکور ہیں چھوڑ دیں کہ انکا لکھنا موجب طوالت ہی - جو ہم نے لکھا ہی وہ فقط ایک نمونہ تحریفات قرآن کا ہی ٭

فصل سیوم

اس بیان میں کہ قرآن اس قدر محرف ہی کہ اس پر کچھہ اعتبار نہیں ہوسکتا ہی

دفعہ ۱۴۸ - علمائے سنت و جماعت کہتے ہیں کہ شیعوں نے قرآن میں بہت تحریفیں کی ہیں مثلاً شاہ عبد العزیز صاحب اپنی کتاب تحفہ اثنا عشریہ کے صفحہ ۱۴۷ میں اس طرح لکھتے ہیں قولہ و تحریف لفظی و معنوی کتاب اللہ نمودن و در وے بعضے الفاظ افزودن بعینہا صفت یہود ست و یہودی گویند کہ جہاد جائز نیست تا وقتیکہ مسیح دجال نہ برآید و شیعہ اثنا عشریہ گویند کہ جہاد جائز نیست تا وقتیکہ حضرت امام مہدی خروج نہ فرمائد ترجمہ اور تحریف لفظی اور معنوی کتاب اللہ د قرآن میں کرنا اور اس میں بعضے الفاظ زیادہ کرنا بعینہ صفت یہود کی ہی اور یہودی کہتے ہیں کہ جہاد جائز نہیں ہی تا وقتیکہ مسیح دجال نہ آوے اور شیعہ اثنا عشریہ کہتے ہیں کہ جہاد جائز نہیں ہی تا وقتیکہ حضرت امام مہدی خروج نہ فرماویں انتہیٰ ❖

دفعہ ۱۴۹ - شیعہ کہتے ہیں کہ سنیوں نے قرآن کو نہایت ہی محرف کیا ہی چنانچہ کتاب تحفہ مذکورہ بالا صفحہ ۲۰۰ میں یہہ لکھا ہی قولہ باید دانست کہ اقسام دلیل نزد ایشان چہار است کتاب و خبر و اجماع و عقل کتاب کہ قرآن مجید است بزعم ایشان قابل استدلال نیست زیرا کہ اعتبار بر قرآنیت او حاصل نمیشود الا تا وقتیکہ ماخوذ باشد بواسطہ امام معصوم و قرآنی کہ ماخوذ از ائمہ ہست در دست ایشان موجود نیست و این قرآن را ائمہ بزعم ایشان معتبر ندانستہ اند

قابل استدلال و تمسک نشمرده چنانچه از کلینی وغیرہ کتب معتبر ایشان منقول خواہد شد این مطلب بہ چند وجہ ثابت است توجہ جانا چاہئے کہ اُن (یعنے شیعوں) کے نزدیک چار قسم کی دلیلیں ہیں کتاب اور خبر اور اجماع اور عقل اُن کے زعم میں کتاب کہ قرآن مجید ہی قابل استدلال (یعنی قابل سند) نہیں ہی کیونکہ اُس کے (اصل قرآن) ہونے پر اعتبار حاصل نہیں ہوتا ہی الّا اُسوقت جبکہ وہ منقول ہو بواسطہ امام بیگناہ کے اور قرآن جو اماموں سے منقول ہی وہ قرآن اُن کے (یعنے شیعوں کے پاس موجود نہیں ہی اور اِس قرآن (مروجہ) کو شیعوں کے زعم میں اماموں نے معتبر نہیں جانا اور قابل استدلال اور تمسک کے نہیں شمار کیا چنانچہ (کتاب) کلینی وغیرہ سے کہ اُن کی کتب معتبر ہیں) نقل کیا جاویگا اور یہہ مطلب چند وجہ سے ثابت ہی انتہی +

دفعہ ۱۵۰ - موافق قول مذکورہ بالا شاہ عبد العزیز صاحب کے شیعوں کے نزدیک اصل قرآن ساری دنیا میں سے گم ہو گیا اور قرآن مروجہ قابل اعتبار نہیں ہی لیکن واضح ہو کہ یہہ قول اہل سنت وجماعت کا شیعوں کو الزام دینے کے لئے ہی کیونکہ اہل شیعہ قرآن کے محرّف ہونے کے قائل ہیں لیکن یہہ الزام سنیوں پر بھی عائد ہوتا ہی کیونکہ وہ بھی قائل محرّف ہونے قرآن کے ہیں جیسے کہ دفعہ ۱۴۸ گذشتہ میں بیان ہوا سوائے ازیں فصلوں اوّل اور دویم گذشتہ میں موافق تفسیر حسینی اور بیضاوی کے کہ اُن کے مصنف اہل سنت وجماعت سے تھے یہہ امر بخوبی ظاہر ہو چکا ہی کہ قرآن میں تحریفیں الفاظ اور جملوں وغیرہ کی اسقدر وقوع میں آئی ہیں کہ کہا جا سکتا ہی کہ سنیوں کے نزدیک بھی قرآن مروجہ زمانہ حال قابل اعتبار و سند کے نہیں ہی باقی رہی یہہ بات کہ شیعے قرآن کو زیادہ محرّف بتاتے ہیں اور سنی کم محرّف اُسکو ظاہر کرتے ہیں یہہ عذر سنیوں کا مضبوط نہیں کیونکہ علماء شیعوں مثل مولوی سید حامد حسین وغیرہ نے اپنی کتابوں میں ثابت

کر دیا ہے کہ جس قدر شیعے قرآن کو محرّف کہتے ہیں قریب اُسی قدر علمائے سنی بھی اُسکا محرّف ہونا تسلیم کرتے ہیں غرضکہ موافق اقرار فریقین یعنے سنیوں اور شیعوں کے بہت محرّف ہونا قرآن مروّجہ کا ثابت ہوا ہے یہانتک کہ وہ قابلِ اعتبار نہ رہا ٭

دفعہ ١٥١- پھر تحفہ میں تفصیل خرابی قرآن کی اوّل وجہ موافق علمائے شیعوں کے اس طرح مذکور ہے قولہ اوّل آنکہ جماعتِ کثیر از امامیہ از ائمہ خود روایت کردہ اند کہ قرآن منزل را تحریف از مواضع آں و اسقاط آیات بلکہ سورہ نیز وقوع آمدہ و ترتیب ہم متغیر شدہ و حالا آنچہ موجود است مصحفِ عثمان است کہ ہفت نسخہ آں نوشتہ باکناف عالم شہرت داد و کسی را کہ قرآن منزل باصل ترتیب و وضع میخواند ضرب و شلاق نمود تا کہ طوعاً و کرہاً ہمہ آفاق بریں مصحف قایلِ تمسک و استدلال نباشند و نظم و الفاظ او و عام و خاص او محل اعتماد نباشد جائز ست کہ ایں احکام کہ دریں قرآن موجود اند ہمہ اینہا منسوخ باشند بآیاتی و سورے کہ اسقاط کردہ اند یا مخصوص باشند بآیات و سور مسقط ترجمہ اوّل یہہ کہ ایک بڑے گروہ امامیہ مذہب والوں (یعنے شیعوں) نے اپنے اماموں سے روائیت کی ہے کہ قرآن منزل (یعنے اصلی قرآن) میں تبدیل کلموں کا اُن کے مقاموں سے اور اسقاط (یا گرا دینا یا نکال ڈالنا) آیتوں بلکہ سورتوں کا بھی وقوع میں آیا ہے اور ترتیب بھی وقوع میں ہوئی ہے اور فی الحال جو کچھ (قرآن سے) موجود ہے وہ صحیفہ قرآن کا ہے (نہ اصل قرآن) کہ اُس کے سات نسخے لکھکر دُنیا کے کناروں تک شہرت دیدی اور جس کسی نے قرآن منزل اصل ترتیب اور وضع سے پڑھا اُس کو ضرب اور کوڑوں سے پٹوایا یہانتک کہ زبردستی کی تابعداری اور دُکھ اُٹھانے سے سب دُنیا نے اِس صحیفہ (عثمان) پر اجماع (یعنے اتفاق) کیا پس یہہ صحیفہ (قرآن مروجہ) قابلِ استدلال اور تمسک نہیں رہا اور ترتیب اور الفاظ اُسکے اور (احکام) عام اور خاص محل اعتماد کے

نزدیک ہے کیونکہ جائز ہے کہ یہہ احکام جو اِس قرآن (مروجہ) میں موجود ہیں اُن میں سے سب کے سب
یا اکثر منسوخ اُن آیتوں اور سورتوں سے ہو گئے ہوں جو ساقط کئے ہیں یا بسبب اسقاط کی گئی آیتوں
اور سورتوں کے (احکام عام) مخصوص ہو گئے ہوں انتہٰی یہاں سے ظاہر ہے کہ علمائے شیعوں کے
نزدیک قرآن کے الفاظ کی ترتیب بدل گئی اور آیتیں اور سورتیں اُس میں سے اسقاط یعنے خارج کی
گئیں ہیں اور قرآن مروجہ پر دنیا میں زبردستی اور تعدی خلیفہ عثمان سے اتفاق جاری ہو گیا ہے
یہہ اصل قرآن نہیں یہہ تو صحیفہ عثمان کا ہے اس کا کچھ اعتبار نہیں ؂

دفعہ ۱۵۲ - پھر دوسری وجہ محرف اور ناقابل اعتبار ہونے قرآن مروجہ کی تحفہ اثنا عشریہ
میں اس طور پر لکھی ہے قولہ وجہ دوم آنکہ ناقلان این قرآن بلاتشبیہہ مثل ناقلان توریت و انجیل
اند کہ بعضے از ایشان اہل نفاق بودند مثل عظما صحابہ وکبرا ایشان وبعض از ایشان مداہن و دنیا
طلب و دین فروش مثل عوام صحابہ کہ بطمع مال و مناصب اتباع رئیسان خود کردند و از دین مرتد شدند
مگر چہار کس یا شش کس و سنت پیغمبر را جواب دادند و با خاندان او دشمنی و عداوت پیش گرفتند و کتاب
او را تحریف و خطاب او را تغیر کردند مثلا بجائے من المراق الی المرافق ساختند الخ ترجمہ دوسری
وجہہ یہہ ہے کہ ناقلان اِس قرآن کے بلاتشبیہہ مثل ناقلان توریت و انجیل کے ہیں کہ بعضے اُن میں سے
(یعنی ناقلان قرآن سے) مکار تھے مثل صحابہ عظما اور بڑے لوگ اُن میں سے اور بعضے اُن میں سے
فریبی اور طالب دنیا اور دین فروش مثل عوام صحابہ کے کہ اُنہوں نے بطمع مال اور لوٹ اپنے
سرداروں کی متابعت (دین محمدی کے اختیار کرنے میں) کی اور دین (محمدی) سے پھر گئے سوا
چار یا چھ شخصوں کے - اور سنت پیغمبر کو اُنہوں نے جواب دیا (یعنے ترک کیا) اور اُس کے خاندان
سے دشمنی اور عداوت اختیار کی اور اُس کی کتاب (قرآن) تحریف اور اُس کے خطاب کو تغیر

کیا۔ مثلاً کھونیوں سے کھونیوں تک بنادیا الخ واضح ہو کہ ناقلان قرآن دو طرح کے تھے ایک تو وہ جو آیات قرآن کو محمد صاحب کی زبان سے سُن کر کاغذ پر لکھتے تھے دُوسرے وہ جو قرآن کو محمد صاحب سے سُنکر یاد رکھتے تھے اور اوروں کو سُناتے تھے۔ پس بعد وفات محمد صاحب کے ان ناقلوں کے وسیلہ سے قرآن جمع ہوا۔ پس علمار شیعہ کہتے ہیں کہ اِن ناقلان قرآن کا کچھ اعتبار نہیں کیونکہ وہ لوگ مکار اور کاذب اور طالب دنیا اور طامع مال اور لوٹ کے تھے پس جو قرآن ایسے لوگوں سے منقول ہے اُس قرآن کا کیا اعتبار۔ قرآن اور حدیث اور تواریخ محمدی سے صاف ظاہر ہے کہ محمد صاحب کے تابعین اور سپاہ عرب جب مخالفوں پر غالب ہوتے تو انکا اسباب اور مال اور زن و بچے وغیرہ لوٹتے تھے پس یہہ قول شیعوں کا نسبت بے اعتباری ناقلان قرآن کے درست ہو سکتا ہے اور ایک مثال جو ہمیں یاد ہے ایسی ہے کہ اُسکے علمار سُنی بھی تصدیق کرتے ہیں یعنی قرآن کی سورہ انعام آیت ۹۳ کی تفسیر بیضاوی اور معالم وغیرہ میں مذکور ہے کہ عبداللہ بن سعد بن سرح ایک کاتب قرآن کا تھا کہ جو محمد صاحب قرآن کے اجزا اپنی زبان سے بولتے تھے اُن کو سُنکر وہ کاغذ پر لکھتا تھا لیکن اُس کو قرآن کے وحی کا اعتقاد جاتا رہا اور اُسنے قرآن کو خراب اور محرف کیا اور دین محمدی سے مُرتد ہو گیا۔ اِس شخص کا حال مفصل رسالہ اعجاز قرآن میں مذکور ہے۔ کیا تعجب ہے کہ عبداللہ بن سعد بن سرح کے اور بھی ایسے نالائق ناقلان قرآن ہوں جیسے علمار شیعہ بیان کرتے ہیں ✣

لیکن یہہ محض غلط ہے کہ توریت اور انجیل کے ناقلان بھی ایسے ہی نالائق تھے جیسے کہ قرآن کے یہہ تقلیدی عقیدہ تو ایسا ہے کہ جاہل سے جاہل محمدی کہدیگا کہ توریت اور انجیل محرف ہے لیکن غور فرمائیے کہ سب جانتے ہیں کہ ناقلان انجیل کے حواری لوگ یعنی رسول حضرت مسیح کے تھے وہ

بالکل یہ مظلوم اور تارک الدنیا تھے اور نہ وہ کسی طرح کی حکومت رکھتے تھے نہ فوج وغیرہ بلکہ حاکم اور بادشاہ لوگ کافر تھے اُن کو روپیہ پیسے اور مال و منال سے کیا کام وہ تو خدا کے کلام کا وعظ و نصیحت کرتے تھے اُن میں اکثر شہید ہوتے اور یہی حال عیسائیوں کا تین سو سال تک۔ تا آنکہ اُس کے بعد قیصر روم قسطنطین عیسائی ہو گیا البتہ جب سے عیسائی لوگوں کو دنیوی قدرت ہوئی۔ یہاں سے صاف ظاہر ہے کہ ناقلان انجیل ہرگز مثل ناقلان قرآن کے نہیں تھے بلکہ ایسے تھے کہ اُن پر ہر شخص کو اعتبار کرنا چاہیئے البتہ ایک یہودا اسکریوطی شاگردوں حضرت مسیح میں سے لالچی تھا کہ اُس نے تھوڑے سے روپیہ کی خاطر حضرت عیسیٰ کو اُن کے دشمنوں کے ہاتھ پکڑوا دیا لیکن بعد اس کے وہ بھی اپنے دل میں اسقدر ذلیل اور ناپاک معلوم دیا کہ اُسکو جینا پسند نہ رہا اور اُس نے اپنے آپ کو پھانسی دیکر مار ڈالا۔ باقی رہی توریت اُس کے صحیح ہونے کی صدہا سال کے بعد اُس کے لکھے جانے کے حضرت عیسےٰ نے گواہی دی ہے ؛

دفعہ ۱۵۳۔ بعد مذکورہ بالا تحفہ کے صفحہ ۲۷۰ میں شاہ عبد العزیز صاحب بطور الزام کے شیعوں پر اِس طرح تحریر کرتے ہیں قولہ اما کتاب اللہ پس نزد شیعہ از درجہ اعتبار ساقط شدہ و مثل توریت و انجیل قابل تمسک نماندہ زیراکہ تحریف بسیار در وراہ یافتہ و احکام بسیار از و منسوخ شدہ و آیات و سورہ بسیار کہ ناسخ احکام و مخصص عمومات بودند بدزدی رفتہ و آنچہ باقی است بعضے الفاظ او مبدل و بعضے زائد و بعضے ناقص روی الکلینی عن ھشام ابن سالم عن ابی عبد اللہ ان القرآن الذی جاء بہ جبرائیل الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سبعۃ عشر الف الخ ترجمہ اما کتاب اللہ (یعنے قرآن) شیعوں کے نزدیک درجہ اعتبار سے ساقط ہوئے اور مثل توریت و انجیل کے قابل تمسک نہیں رہی باسواسطے کہ بہت تحریف نے اُس میں راہ

پائی اور اُس میں بہت احکام منسوخ ہو گئے اور بہت سی آیتیں اور سورتیں کہ ناسخ احکام اور خاص کرنے والی احکام عام کی تھیں چوری گئیں اور جو کچھ اُس (اصل قرآن) سے باقی ہی (اُس میں) بعض الفاظ مبدل ہیں اور بعض زائد اور بعض ناقص کلینی نے (یہہ ایک عالم شیعہ معتبر ہی اور اُس نے ایک کتاب مشہور لکھی ہی) روایت کی ہشام ابن سالم سے (اور اُسنے) ابی عبد اللہ سے کہ وہ قرآن جس کے ساتھہ جبرائیل آیا پاس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سترہ ہزار آیتوں کے مشتمل تھا الخ واضح ہو کہ تفسیر بیضاوی میں ہر سورہ کے شروع میں تعداد آیتوں اِس سورہ کے لکھی ہوئی ہی پس سب سورتوں کی آیتوں کو جمع کرنے سے معلوم ہوا کہ کل قرآن مروجہ میں تعداد آیتوں کی چھہ ہزار دو سو چھتیس ہیں بس اور موافق کلینی کے اصل قرآن میں تعداد آیتوں کی سترہ ہزار تھی پس معلوم ہوا کہ نسبت اصل قرآن کے قرآن مروجہ قریب ایک تہائی باقی رہ گیا ہی اور اُس باقی کا بھی وہ حال ہی جو شاہ عبد العزیز صاحب نے موافق قول علمائے شیعوں کے اوپر بیان کیا پس قرآن مروجہ ہرگز درجہ اعتبار کا نہیں رکھہ سکتا ہی وہ بالکلیہ محرف ہی اور خلاف اِس کے اصلیت توریت اور انجیل ظاہر اور عیاں ہی جیسے کہ دفعہ (۱۹۲) میں بیان ہو چکا ہی ❖

اور علمائے سُنی جو بیان کرتے ہیں کہ فقط علماء شیعہ ہی قرآن کو اِس قدر محرف بیان کرتے ہیں نہ علمائے سُنی یہہ بات صحیح نہیں کیونکہ سُنی بھی اقرار کرتے ہیں کہ آیتیں اور سورتیں قرآن میں سے ساقط ہو گئی ہیں جیسے آگے ایک اور فصل میں لکھینگے اور باقی قرآن مروجہ کا بھی وہی خراب حال ہی جیسے شیعہ بیان کرتے ہیں چنانچہ دو عالم سُنی یعنے صاحب تفسیر حسینی اور بیضاوی ثابت کرتے ہیں کہ باقی قرآن مروجہ میں بہت سے لفظ مبدل اور زائد اور ناقص ہیں جیسے کہ فصل اول اور دوم میں گذرا ❖

دفعہ ۱۵۴ - موافق کلینی کے دفعہ گذشتہ میں بیان ہوا ہے کہ اصل قرآن میں سے قریب دو تہائی کے گم ہوگیا ہے اور ایک تہائی باقی قرآن مروجہ میں بھی تحریفیں ہیں اب ہم تحفہ کے صفحہ ۲۷۴ سے چند مثالیں نقل کرتے ہیں کہ جو آیتیں بسیار قرآن سے ساقط ہوئی ہیں وہ کونسی اور کیسی ہیں قولہ وروی محمد بن نصر عنہ انہ قال کان فی لم یکن اسم سبعین رجلا من قریش باسماءہم واسماء اباہم ترجمہ اور روایت کی محمد بن نصر نے اُس سے (یعنے ابی عبداللہ سے) کہ تحقیق اُسنے کہا کہ سورہ لم یکن (یعنے قرآن کی سورہ نود و ہشتم) میں ستر آدمیوں قریش کے نام تھے معہ اُن کے ناموں اور اُنکے باپوں کے ناموں کے ÷ یعنی اصل قرآن میں اس قدر نام قریش کے درج تھے اور وہ سب کے سب ساقط ہوگئے - یہہ ایک مثال خرابی اصل قرآن کی ہے پھر لکھا ہے قولہ وروی عن سالم بن سلیمۃ قال قراء رجل علی ابی عبداللہ وانا اسمعہ وحروفا من القرآن لیس یا لقرءۃ الناس فقال ابوعبداللہ مہ اکفف عن ھذہ القرآت واقراء کما یقرءہ الناس حتی یقوم القائم فاذا قام القایم قراء کتاب اللہ علی حدہ ترجمہ اور روایت ہے سالم بن سلیمہ سے کہ اُس نے کہا کہ ایک شخص نے سامنے ابی عبداللہ کے ایسے الفاظ قرآن سے پڑھے اور ہم نے اُن کو سنا کہ وہ عوام کے پڑھنے میں نہیں آتے پس ابوعبداللہ نے کہا (اُس شخص سے) باز رہ اور پرہیز کر اِن قرأتوں سے (جو جمہور کی قرآن میں نہیں ہیں) اور پڑھ جیسے پڑھتے ہیں اُسکو عوام لوگ جبتک کھڑا ہووے قایم پس جب کھڑا ہوا قایم اُسنے پڑھا کتاب اللہ کو اُسکی حد تک (یعنی سب پڑھا جو اصلی قرآن میں تھا) پھر لکھا ہے قولہ وروی الکلینی وغیرہ عن الحکم بن عیینۃ انہ قال قراء علی ابن الحسن وما ارسلنا من قبلک من الرسول

ولا نبي ولا محدث وقال كان علي ابن ابي طالب محدثا ترجمہ اور روایت کی کلینی وغیرہ
نے حکم بن عتیبہ سے کہ اسنے تحقیق کہا کہ پڑھا علی ابن حسین نے (آیت پنجاہ و دوم سورہ حج کو اس طرح)
قبل تیرے (اے محمد) نہیں بھیجا کوئی رسول اور نہ کوئی نبی اور نہ کوئی محدث کہا علی ابن ابی طالب
محدث تھا انتہی ۔ مراد یہہ ہی کہ لفظ محدث کہ واسطے حضرت علی کے تھا اس آیت سے ساقط ہوا
اور واضح ہو کہ محدث اس شخص کو کہتے ہیں جو نبی سے کم رتبہ کا ہو لیکن پھر بھی اسکو الہام ہوتا ہو ۔
قولہ وروی عن محمد بن الجهم الهلالي وغيره عن ابي عبد الله ان امة
هي اربى من امة ليس كلام الله بل حرف عن موضعه والمنزل ائمة هي
ازكى من ائمتكم ترجمہ اور روایت ہی محمد بن الجہم الہلالی وغیرہ سے (اور ان کو) ابی عبد اللہ
سے (کہ آیت نود و چہارم سورہ نحل کی جو قرآن مروجہ میں یہہ ہی) کہ ایک گروہ زیادہ ہی دوسرے
گروہ سے نہیں ہی کلام اللہ بلکہ بدلا ہوا ہی اپنے موضعہ سے اور جو نازل ہوا (اصل قرآن میں) وہ یہہ
ہی امام لوگ زیادہ پاک ہیں تمہارے اقربا سے انتہی ۔ ظاہر ہی کہ یہہ سخت تحریف ہی قولہ ونیز نزد
ایشاں ثابت ومقرر ومشہور است کہ بعضے سورہ تمامہا ساقط شدہ مثل سورہ الولایۃ وبعضے سورہ باکثرہا
مثل سورہ الاحزاب فانہا کانت مثل سورۃ الانعام پس ازیں سورہ آنچہ در فضائل اہل بیت واحکام امامت
ایشاں بود ساقط کردند ترجمہ اور یہی (ان کے یعنے شیعوں کے) نزدیک ثابت اور مقرر اور مشہور
ہی کہ بعضے ساری کی ساری سورتیں ساقط ہوگئیں مثل سورہ الولایۃ اور بعضی میں سے بہت سا
حصہ مثل سورہ احزاب کہ وہ (اصل قرآن میں) مثل سورہ انعام کے تھی پس ان سورتوں سے
جو کچھہ درباب فضائل اہل بیت اور جو احکام درباب ان کی امامت کے تھے ساقط ہوئے انتہی
واضح ہو کہ سورہ احزاب کی قرآن مروجہ میں تہتر آئتیں ہیں اور سورہ انعام کی قرآن مروجہ

میں ایک سو پینسٹھ آئتیں ہیں اور چونکہ سورہ احزاب اصل قرآن گم شدہ میں مساوی سورہ انعام کے تھی تو معلوم ہوا کہ اس سورہ احزاب میں سے بانویں آئتیں ساقط ہوگئیں یعنے سورہ احزاب نصف سے زیادہ گم ہوگئی اور سورہ ولائیت کا تو پتہ بھی نہیں رہا و قوله ولفظ ويلك قبل انہ لا تحزن ان الله معنا نیز ساقط کردند ترجمہ اور جملہ وائے ویلا ہو تجھ پر قبل تو غم نہ کھا اللہ ہمارے ساتھ ہے کے بھی ساقط کر دیا انتہیٰ یعنے سورہ براۃ کی آیت چہلم میں دو جملے متصل اس طرح تھے وائے ویلا تجھ پر تو غم نہ کھا اللہ ہمارے ساتھ ہے پس ان میں سے اوّل جملہ ساقط کیا گیا و قوله ولفظ عن ولايته علي بعد ازیں آیت وقفوهم انهم مسئولون ترجمہ اور جملہ ولائیت علی کی سے بعد اس آئیت اور کھڑا رکھو ان کو ان سے پوچھنا ہے کے انتہیٰ یعنی سورہ صافات آئیت بست و چہارم ان دو جملوں سے مشتمل تھی اور کھڑا رکھو ان کو ان سے پوچھنا ہے ولائیت علی کی سے پس دوسرا جملہ ساقط کیا گیا و قوله ويملكه بنو امية بعد ازیں آیت خير من الف شهر ترجمہ اور سلطنت کرتی ہے بنی امیہ میں بعد اس آئیت کے بہتر ہے ہزار مہینے سے انتہیٰ یعنے سورہ قدر کی آئیت سیوم ان دو جملوں سے مشتمل تھی شب قدر بہتر ہے ہزار مہینے سے سلطنت کرتی ہے بنی امیہ میں پس دوسرا جملہ ساقط کیا گیا و قوله والعلي ابن ابي طالب بعد ازیں لفظ وكفى الله المومنين القتال ترجمہ اور ساتھ ابن ابی طالب کے بعد اس جملہ کے اور کافی تھا اللہ مسلمانوں کو لڑائی میں انتہیٰ یعنی احزاب کی آئیت بست و پنجم میں ایک جملہ ان دو جملوں سے مشتمل تھا اور کافی تھا اللہ مسلمانوں کو لڑائی میں ساتھ علی ابن ابی طالب کے پس دوسرا جملہ ساقط کیا گیا و قوله وآل محمد ازیں لفظ سيعلم الذين ظلموا آل محمد ترجمہ اور دالفاظ کہ سورہ شعرا آئیت ۲۲۰ میں ہیں) آل محمد اس لفظ (یعنے ظلموا) سے اور قریب جانیگا ان کو جنہوں نے ظلم کیا آل محمد پر انتہیٰ یعنے اس جملہ میں سے الفاظ

آل محمد ساقط ہوئے وقوله ولفظ علي بعد از واکل قوم ھاد ترجمہ اور لفظ علی بعد اس جملہ کے) اور ہر گروہ کے لئے ہادی ہے یعنی اس جملہ سے لفظ علی ساقط کیا گیا وقوله ذکر کل ذلك ابن شہر آشوب المازندرانی فی کتاب المثالب له وعلی ہذا القیاس کلمات بسیار و آیات بیشمار شمردہ اند ترجمہ اور ذکر کیا کل یہہ ابن شہر آشوب المازندرانی کتاب المثالب له میں اور علی ہذا القیاس کلمات بہت سے اور آئتیں بیشمار شمار کی ہیں انتہی یعنی علماء شیعوں نے بیشمار کلمات اور آئتیں قرآن کی محرف اور ساقط اور مبدل بتائی ہیں ۔

فصل چہارم

اس بیان میں کہ جیسے علماء شیعے تحریف قرآن کی ثابت کرتے ہیں اسی طرح علماء سنی بھی تحریف قرآن کی ثابت کرتے ہیں

دفعہ ۱۵۵ - واضح ہو کہ ایک سنی عالم نے کہ انکا مولوی حیدر علی صاحب نام ہے ایک کتاب کہ اُس کا نام منتہی الکلام ہے لکھی تھی اس کتاب منتہی الکلام کے جواب میں ایک عالم شیعہ کہ انکا نام مولوی سید حامد حسین صاحب ہے ایک کتاب لکھی ہے اور اُس کتاب کا نام استقصاء الافحام واستیفاء الانتقام فی نقض منتہی الکلام ہے یہہ کتاب مولوی سید حامد حسین صاحب کی بفرمائش مولوی سید رجب علی خانصاحب بہادر مطبع مجمع البحرین بمقام لدھیانہ ۱۲۷۶ھ مطابق ۱۸۶۰ء میں طبع ہوئی ہے جو مضمون اس میں صفحہ ۹ سے صفحہ ۲۷ تک درج ہے اُس مضمون میں سے ہم چند مقامات آگے نقل کرینگے ۔ یہہ بھی واضح ہو کہ ابو جعفر

کلینی ایک عالم شیعہ تھا کہ اُس کی کتاب کا نام کافی ہے اور یہہ کتاب اہل شیعہ میں بہت معتبر شمار
کی جاتی ہے اور اسی کتاب کلینی سے شاہ عبد العزیز صاحب نے اپنی کتاب تحفہ اثنا عشریہ میں درباب
تحریف قرآن کے نقل کیا ہے جیسے کہ فصل سیوم گذشتہ میں بیان ہُوا اور علماء سنی مثل صاحب منتہی الکلام
کے شیعوں کو الزام دیتے ہیں کہ علماء شیعہ کتاب کافی کلینی کو قرآن سے بھی زیادہ صحیح مانتے ہیں۔ اِس
اعتراض کا جواب شیعہ مولوی حامد حسین صاحب اپنی کتاب میں یہہ دیتے ہیں کہ اگر اِس باعث سے
کہ کتاب کافی کلینی میں روائتیں درباب تحریف قرآن کے درج ہیں اِس کتاب کا زیادہ صحیح ہونا
قرآن سے نزدیک شیعوں کے لازم آتا ہے تو لازم آئیگا کہ سُنیوں کے نزدیک کتابیں حدیث بخاری و
مسلم زیادہ صحیح قرآن سے ہیں کیونکہ اِن کتابوں بخاری و مسلم میں بھی بہت سی روائتیں تحریف
قرآن کی موجودہ ہیں چنانچہ مولوی سید حامد حسین صاحب یہہ لکھتے ہیں ؛

دفعہ ۱۵۷۔ قولہ چہ امثال این روایات تحریف و تغیر قرآن و حذف و اسقاط از آن
و تبدیل کلمہ بکلمہ و حرفی بحرفی در آں بطریق اہل سُنت ہم مروی گردیدہ است ترجمہ کیونکہ مثالیں
اِن روایتوں تحریف اور تغیر قرآن اور حذف اور اسقاط (آیتوں اور سورتوں کا) اُس میں سے (یعنے
قرآن میں سے) اور تبدیل ایک کلمہ کا دوسرے کلمے سے اور ایک حرف کا دوسرے حرف سے
اُن میں (یعنے بخاری و مسلم میں) بھی روائیت کی گئی ہیں (جیسے کہ وہ کتاب شیعوں کافی میں
روائیت کی گئی ہیں) انتہیٰ پھر مولوی سید حامد حسین صاحب یہہ لکھتے ہیں کہ اگر ساری
روائتیں سُنیوں کی درباب تحریف قرآن کے نقل کی جاویں تو دفاتر طویلہ بھی اُن کے لئے کافی نہ
ہونگے اور بعد اِس کے یہہ کہتے ہیں قولہ لیکن برائے اطمینان ناظر غیر ماہر و رفع لحاج فاضل معاصر
بعض روایات ناصر بر وقوع نقصان و حذف و اسقاط و تحریف و تبدیل در قرآن در نیجا نقل نمودہ میشود

ترجمہ لیکن واسطے اطمینان ناظرین واقف کے اور دفع جھگڑے فاضل ہم عہد یعنی صاحب منتہی الکلام کے بعض روایتیں ثابت کرنے والیں وقوع نقصان اور حذف اور اسقاط اور تحریف و تبدیل قرآن میں اس جا نقل کی جاتی ہیں انتہی۔ ایک روایت سنیوں کی درباب تحریف قرآن شیعہ مولوی سید حامد حسین صاحب آگے بیان کرتے ہیں قولہ فمنہا ما فی الدر المنثور للسیوطی اخرج ابو عبید وابن الضریس وابن الانباری فی المصاحف عن ابن عمر قال لا یقولن احدکم قد اخذت القرآن کلہ ما یدریہ ما کلہ قد ذہب منہ قرآن کثیر ولکن یقل قد اخذت ما ظہر منہ تحریر است کہ جناب ابن عمر قائل وقوع نقصان در قرآن باشند ومردم را از راہ شفقت ونصیحت از ادعائے باطل اخذ تمام قرآن منع فرمایند وتصریح فرمایند کہ بسیارے از قرآن دست خویش نقصان گردید وکسی زبان ایشان نگیرد ودست رد بر سینہ ایشان نگذارد واگر بیچارہ شیعے بمقتضائے احادیث کثیرہ اہل بیت طاہرین مصرح بوقوع نقصان در قرآن حرف تحریف ونقصان بزبان آرد ہدف سہام طعن وملام ومایہ اشتہار وتشنیع گرددان ہذا الشیء عجائب فاعتبروا یا اولی الالباب ترجمہ پس ان میں (یعنی سنیوں کی روایتوں سے جو درباب تحریف قرآن کے ہیں) جو اسیوطی کی (کتاب) درمنثور میں ہیں (یہ روایت ہے) بیان کیا ابو عبید اور ابن الضریس اور ابن الانباری نے (اپنے) صحیفوں میں ابن عمر سے کہ اس نے کہا (اے مسلمانوں ہرگز نہ کہے کوئی واحد تم میں کا کہ میں نے پالیا ہے سارا قرآن جو کچھ اس میں جانا گیا وہ سارا نہیں ہے تحقیق جاتا رہا اس میں سے بہت سا قرآن لیکن کہے کہ پالیا ہے میں نے جو کچھ برآمد ہوا اس میں سے (روایت تمام ہوئی) ٭

تحریر ہے کہ جناب ابن عمر وقوع نقصان کے قرآن میں قائل ہوویں اور آدمیوں کو از راہ شفقت

اور نصیحت کے جھوٹے دعوے تمام قرآن کے پالینے کو منع کریں اور تصریح فرماویں کہ بہت سا قرآن موجودہ میں سے نقصان ہوگیا ہے اور کوئی دشمنوں میں سے، اُن کی زبان نہ پکڑے اور دست رد آن کے سینہ پر نہ گذارے اور اگر کوئی بیچارہ شیعہ بمقتضائے بہت سی پاک اہل بیت کی حدیثوں کے کہ تصریح کرنے والیں وقوع نقصان کی قرآن میں ہیں حرف تحریف اور نقصان کا زبان پر لاوے تو نشانہ تیروں طعن وملامت کا اور بنیاد حقارت اور تشنیع کے ہوتا ہے تحقیق یہہ بات ہی عجیب پس ای صاحبان عقل اعتبار کرو۔ انتہی ✣

واضح ہو کہ مذکورہ بالا میں سیوطی کی کتاب درمنثور سے کہ ایک سنیوں کی کتاب ہے ایک روایت ابن عمر سے منقول ہے اور خلاصہ اس روایت کا یہہ ہے کہ ابن عمر اپنے زمانہ کے مسلمانوں سے بتاکید فرماتے ہیں کہ جو قرآن تمہارے پاس ہے وہ سارا قرآن نہیں ہے بلکہ بہت سا اُس میں سے جاتا رہا ہے جب یہہ تصدیق درباب تحریف اور نقصان قرآن کے بزرگوں اور عالموں اہل سنت وجماعت نے کی تو ظاہر ہے کہ اعتراض شیعوں پر کچھ نہ رہا یعنے جب علمائے سنی بروایت ابن عمر خود اقرار کرتے ہیں کہ بہت سا قرآن میں سے جاتا رہا ہے پھر بقول مولوی سید حامد حسین صاحب کے بیچارے ابو جعفر کلینی نے کہ ایک عالم شیعوں کا تھا کیا گناہ کیا کہ اُسنے موافق اہل بیت کے بیان کیا کہ دو تہائی قرآن میں سے جاتا رہا جیسے (دفعہ ۱۵۳) گذشتہ میں مذکور ہوا ✣

دفعہ ۱۵۷۔ یہہ جو قول ابن عمر کا اوپر بیان ہوا کہ قرآن میں سے بہت سا جاتا رہا ہے اُس قول کی ایک تاویل علماء سنی پیش کرتے ہیں چنانچہ مولوی سید حامد حسین صاحب اس تاویل کی طرف اشارہ کر کے اُسکو رد کرتے ہیں جیسے آگے لکھا ہے ✣

قوله واما تاویل افاده ابن عمر بانیکہ غرض جنابش از فقرہ قد ذهب منه قرآن کثیر

این است کہ آنچہ منسوخ التلاوۃ بودہ ازاں رفتہ است ضحکہ بیش نیست زیرا کہ ہر قدر کہ منسوخ
التلاوۃ شد از حقیقت قرآن و ماہیت آں خارج گردید آنرا قرآن دانستن معنائے ندارد بلکہ کتابت
آن ہم در قرآن جائز نیست و بنا بریں ادعائے اخذ تمام قرآن صحیح باشد و منع ازاں ممنوع و قطعاً
غیر جائز پس گو ایں تاویل دافع ثبت نقصان قرآن باشد لیکن نقصان عقل و خفت رائے جناب
ابن عمر کہ بجہت ذہاب منسوخ التلاوۃ از ادعائے اخذ تمام منع فرمودند ثابت مینماید و ابواب طعن
و ملام را بر روئے خابش می کشاید انتہی ترجمہ اور لیکن تاویل نصیحت ابن عمر کی اس سے کہ غرض آنجناب
کی اس فقرہ سے تحقیق جاتا رہا ہے اُس سے قرآن بہت سا یہہ ہے کہ جسقدر پڑھنا منسوخ یعنے منع
ہوا اُس قدر اُس میں سے (یعنے قرآن میں سے) جاتا رہا ہے۔ (یہہ تاویل) ٹھٹھے بازی سے زیادہ
نہیں ہے کیونکہ جسقدر منسوخ التلاوۃ ہوا اُس قدر حقیقت قرآن اور اُسکی ماہیت سے خارج ہو گیا
اُسکو قرآن جاننا معنے نہیں رکھتا ہے بلکہ اسکا لکھنا قرآن میں جائز نہیں ہے اور اس باعث سے دعوی
سارے قرآن پا لینے کا صحیح ہوا اور منع کرنا اُس دعوی کا ممنوع اور قطعاً غیر جائز پس گو یہہ تاویل
دافع ثبوت نقصان قرآن کی ہو لیکن نقصان عقل و خفت رائے جناب ابن عمر کو بجہت جاتے رہنے
منسوخ التلاوۃ کے دعوی سارے قرآن کے پا لینے سے منع فرماتے ہیں ثابت کرتی ہے اور دروازے
طعن اور ملامت کو آنجناب کے چہرہ پر کھولتی ہے انتہی واضح ہو کہ اہل اسلام کا ایک عجیب مسئلہ ہے
اور وہ یہہ ہے کہ قرآن کے بہت سے ایسے مقام منسوخ ہو گئے ہیں کہ انکا قرآن میں لکھنا اور درج کرنا اور
اُن کو قرآن میں پڑھنا بالکلیہ منع ہے گو وہ مقام علماء کو یاد ہوں اور کتابوں تفسیر وغیرہ میں درج بھی
ہوں غرضکہ یہہ مقامات ایسے منسوخ ہیں کہ وہ اجزاء قرآن ہرگز شمار نہیں کئے جاتے ہیں اور
قرآن وہی ہے جو بغیر ان مقامات کے ہو ہم اس مسئلہ اہم اسلام کو غلط جانتے ہیں جیسے کہ ہم

فصل آئندہ میں مفصل بیان کرینگے اور چونکہ شیعے بھی اہل اسلام میں شامل ہیں اسی واسطے وہ بھی اس
مسئلہ کو تسلیم کرتے ہیں لیکن کہتے ہیں کہ اس مسئلہ کے وسیلے سے تاویل مذکورہ بالا جو سُنی لوگ ابن
عمر کے قول مذکورہ بالا کی کرتے ہیں وہ تاویل غلط ہے کیونکہ الزام سخت نادانی اور جہل کا ابن عمر پر
عائد ہوتا ہے اگر وہ اسکو ایک حصہ قرآن کا تصور کریں جو ایسا منسوخ ہو گیا ہے کہ اسکو لکھنا اور درج
کرنا قرآن میں ممنوع ہو گیا ہے اور اسیواسطے اسکو ایک حصہ قرآن کا اور بغیر اسکے قرآن مروجہ کو ناقص
خیال کرنا بالکلیہ ناجائز ہے۔ خلاصہ یہہ کہ یا تو ابن عمر کو سخت نادان اور جاہل ماننا چاہیئے یا یہہ تسلیم
کرنا چاہیئے کہ یہہ جو ابن عمر نے فرمایا کہ قرآن مروجہ سارا قرآن نہیں ہے اس میں سے بہت سا جاتا
رہا ہے تو ان کی یہہ مراد تھی کہ بہت سا جو قرآن میں سے جاتا رہا ہے وہ نہیں ہے جسکی تلاوۃ منسوخ
یا منع ہے اور جو قرآن یا جزو قرآن نہیں رہا بلکہ وہ جسکی تلاوۃ ہمیشہ جائز اور فرض ہے اور جو ماہیت
قرآن میں داخل ہے اور اسیواسطے قرآن مروجہ سارا قرآن نہیں بلکہ ایک جزو اسکا یہہ ہے خلاصہ
تقریر مولوی سید حامد حسین صاحب کا جیسے اوپر گذرا ÷

دفعہ ۱۵۶ - بعد منقولہ بالا کے مولوی سید حامد حسین صاحب یہہ کہتے ہیں -

قولہٗ واز انجملہ روایات متضمن نقصان سورۃ الاحزاب است کہ در زمان کرامت نشان سرور
انس وجان برابر سورہ بقر بود وحالا زیادہ از ہفتاد وسہ آیت در آں نیست سیوطی در اتقان
میفرمایند قال ابو عبید حدثنا اسمعیل بن جعفر عن المبارک بن فضالہ عن
عاصم بن ابی النجود عن ذر بن حبیش قال قال ابی بن کعب کاین تعد سورۃ
الاحزاب قلت اثنین وسبعین ایۃ وثلاثا وسبعین ایۃ قال ان کانت
لتعدل سورۃ البقرۃ وان کنا لنقرء فیھا ایۃ الرجم قلت وما الرجم قال اذا

زینا الشیخ والشیخۃ فارجموھما البتۃ نکالا من اللہ واللہ عزیز الحکیم

ترجمہ۔ اور ازاں جملہ (یعنے اُس میں سے جو بہت قرآن میں سے جاتا رہا کہ اُسکا ذکر دفعہ ۶۵ میں گذرا) روایتیں درباب نقصان سورہ احزاب کے ہیں کہ زمانہ کرامت نشان سردار انسان اور جان (یعنے زمانہ محمد صاحب) میں برابر سورہ بقر کے تھی کہ اب اُس میں تہتر آیتوں سے زیادہ نہیں ہیں۔ سیوطی (تفسیر) اتقان میں فرماتا ہے اُس نے کہا یعنے ابوعبیدہ نے خبر دی ہمکو اسمٰعیل بن جعفر نے مبارک بن فضالہ سے (اور اُسنے) عاصم بن ابی النجود سے (اور اُسنے) زر بن جیش سے اُس نے کہا کہ ابن کعب نے کتنی ہے تعداد (آیتوں) سورہ احزاب کی ہیں نے کہا بہتر آیت یا تہتر آیت کہا (ابی بن کعب نے) کہ وہ (یعنے سورہ احزاب) تھی برابر سورہ بقر کے اور ہم پڑھتے تھے اُس میں آیت رجم میں نے کہا کیا آیت رجم کہا (ابی ابن کعب نے) کہ جب زنا کریں مرد اور عورت پس سنگسار کیے جاویں وہ دونوں البتہ بطور سزا کے اللہ کی طرف سے اور اللہ قادر حکیم ہے انتہیٰ واضح ہو کہ سورہ بقر میں دو سو چھیاسی آیتیں ہیں اور چونکہ موافق پیشواؤں اور عالموں اہل سنت وجماعت کے سورہ احزاب محمد صاحب کے زمانہ میں برابر سورہ بقر کے تھی اور اب اُس میں تہتر آیتوں سے زیادہ نہیں ہیں تو معلوم ہوا کہ موافق سنیوں کے سورہ احزاب میں سے دو سو تیرہ آیتیں جاتی رہیں یعنے سورہ احزاب قریب ایک چوتھائی کے باقی رہگئی ہے اور اُس میں سے تین چوتھائی جاتا رہا ناظرین غور فرماویں کہ ابی بن کعب نے یہہ ہرگز نہیں کہا کہ تین چوتھائی سورہ احزاب میں سے منسوخ التلاوۃ ہوگیا ہے اور وہ ماہیت قرآن سے خارج ہوگیا پس تحقیق ہوا کہ موافق سنیوں کے سورہ احزاب میں سے تین چوتھائی جاتا رہا پس یہہ ایک اور دلیل ہے کہ موافق سنیوں کے بھی بہت سا قرآن میں سے منسوخ التلاوۃ نہیں ہوا بلکہ ماہیت

قرآن سے جاتا رہا اور ساقط ہوا چاہیے کہ ابن عمر نے فرمایا دیکھو دفعہ یکصد و پنجاہ و ششم[۱۵۶] +

دفعہ ۱۵۹ - بعد منقولہ بالا کے مولوی حامد حسین صاحب نے اوراق ۳ستیں سفینیں

کی درباب ساقط ہو جانے بہت سی آیتوں سورہ احزاب کے اس طرح لکھی ہیں +

قوله وراغب اصفهانی در محاضرات می آرد قالت عایشة کانت الاحزاب تقرء

فی زمن رسول الله مائتی آیة فلما کتب عثمان المصاحف ما یقدر الا علی

ما اثبت وکان فیها آیة الرجم ونیز سیوطی در اتقان از ابو عبید می آرد حدثنا ابن

ابی مریم عن ابن لهیعة عن ابی الاسود عن عروة بن الزبیر عن عائشة قالت

کانت سورة الاحزاب تقرء فی زمان النبی ص مائتی آیة فلما کتب عثمان المصاحف

لم یقدر منها الا علی ما هو الآن ونیز سیوطی در درمنثور می فرماید اخرج من القریش

عن عکرمة رضی الله عنه قال کانت سورة الاحزاب مثل سورة البقرة او اطول و

کانت فیها آیة الرجم واخرج البخاری فی تاریخه عن حذیفة قال قرأة سورة الاحزاب

علی النبی فنسیت منها سبعین آیة ما وجدتها واخرج ابو عبید فی الفضائل

وابن الانباری وابن مردویة عن عایشة قالت کانت سورة الاحزاب یقرأ

فی زمان النبی ص مائتی آیة فلما کتب عثمان المصاحف لم یقدر منها

الا علی ما هو الآن انتهیٰ ترجمہ اور راغب اصفہانی (کتاب) محاضرات میں بیان کرتا ہے

(یہہ) اور کہا عائشہ نے کہ تھی (سورہ) احزاب (کہ) وہ پڑھتی تھی (اُس میں) زمانہ رسول اللہ (یعنے

زمانہ محمد صاحب) میں دو سو آیت پس جب لکھا عثمان نے صحیفہ (قرآن) اُس نے نہیں قدر کی

الا اُس کی جو ثبت کیا گیا اور تھی اُس میں آیت رجم اور یہہ سیوطی (تفسیر) اتقان میں ابو عبیدہ سے

بیان کرتا ہی (یہہ خبر دی ہمکو ابن ابی مریم نے ابن لہیعتہ سے (اور اُس نے) ابی الاسود سے (اور اُسنے) عروۃ بن الزبیر سے (اور اُسنے) عایشہ سے کہ اُس نے کہا تھی سورہ احزاب کہ پڑھتی تھی (اُس میں) زمانہ نبی میں دو سو آیت پس لکھا عثمان نے صحیفۂ (قرآن) اُسنے نہیں قدر کی اُس میں سے اِلا اُس کی جو وہ اب ہی اور ہی سیوطی (کتاب) دُرِ منثور میں فرماتا ہی (یہہ بیان کیا ابن الضریس نے عکرمہ سے کہ اُسنے کہا سورہ احزاب مثل سورہ بقر کے تھی یا زیادہ طویل اور اُس میں آیت رجم تھی اور بیان کیا بخاری نے اپنی تاریخ میں حذیفہ سے کہ اُسنے کہا مَیں نے پڑھی سورہ احزاب سامنے نبی (یعنے محمد صاحب) کے پس مَیں بھول گیا اُس میں ستر آیت نہیں پایا میں نے اُن کو اور بیان کیا ابو عبید نے فضایل میں اور ابن الانباری اور ابن مردویہ نے عایشہ سے کہ اُسنے کہا کہ تھی سورہ احزاب کہ پڑھتی تھی (اُس میں) زمانہ نبی میں دو سو آیت پس لکھا عثمان نے صحیفہ (قرآن) اُسنے نہیں قدر کی اُس میں سے اِلا اُس کے جواب سے انتہی +

اِن روائتوں کی نسبت سید حامد حسین یہہ لکھتے ہیں قولہ این روایات نص صریح است بر این کہ در سورہ احزاب دو صد آیت بود وہر گاہ حضرت عثمان جمع مصاحف نمودند ازان ہمین قدر کہ در قرآن موجود است نوشتند وباقی را ساقط فرمودند وتعجب کہ شاہ عبد العزیز بتقلید کابلی قول نقصان سورہ احزاب واینکہ اکثرے ازان ساقط شدہ از مختصات اہل حق انگاشتہ از دلایل این معنے کہ کتاب اللہ العیاذ باللہ نزد ایشان از درجۂ اعتبار ساقط شدہ ومثل توریت وانجیل قابل تمسک نماند پندا شتہ اند چنانچہ می فرمایند ونیز نزد ایشان ثابت ومقرر ومشہور است کہ بعض سورہ بتمامہا ساقط شدہ مثل سورہ الولایت وبعضے باکثرہا مثل سورۃ الاحزاب فانہا کانت مثل سورۃ الانعام الخ واسفاہ کہ شاہ صاحب باین امامت دریاست وفرجیت وشہرت

برایں احادیث مشہور شایع کہ در کتب بسیارے از کتب اہل سنت منقول است مطلع نشدند کہ می دریافتند کہ سقوط اکثر سورہ احزاب از متفردات اہل حق نیست اہل سنت ہم روایت آں کردہ اند تا از طعن و تشنیع برآں دست میکشیدند (ترجمہ) یہہ روائتیں ثبوت صریح اس بات کی ہیں کہ سورہ احزاب میں برنامہ جناب رسالت مآب (یعنے برنامہ محمد صاحب) دو سو آئتیں تھیں اور جب حضرت عثمان نے مصاحف (قرآن) کو جمع کیا اس میں اسی قدر کہ قرآن میں موجود ہے لکھا اور باقی کو ساقط فرمایا اور عجب ہے کہ شاہ عبدالعزیز نے (ایک) کابلی کی تقلید سے قول نقصان سورہ احزاب کو اور اس کو اکثر اس میں سے ساقط ہوا خصوصیات سے اہل حق (یعنے شیعوں) کے شمار کرکے اس طرح کی دلائل کہ کتاب اللہ (یعنے قرآن) پناہ ساتھ اللہ کے ان کے (یعنے شیعوں کے) نزدیک درجۂ اعتبار سے ساقط ہوئی اور مثل توریت اور انجیل کے قابل تمسک نہیں رہی تصور کی ہیں چنانچہ فرماتے ہیں (یہہ) اور ان کے (یعنے شیعوں کے) نزدیک ثابت اور مقرر اور مشہور ہے کہ بعضی سورتیں ساری کی ساری ساقط ہوئیں مثل سورہ ولایت، اور بعضی سورتوں میں سے بہت سارا ساقط ہوا، مثل سورہ احزاب کہ وہ تھی مثل سورہ انعام کے الخ اور افسوس ہے کہ شاہ صاحب ساتھ اس امامت اور سرداری اور بزرگی کے ان حدیثوں مشہور اور شایع سے کہ بہت سی کتابوں اہل سنت میں منقول ہیں مطلع نہ ہوئے کہ دریافت کرلیتے کہ نکالا ڈالنا بہت سا سورہ احزاب میں سے خاص باتوں اہل حق (یعنے شیعوں) سے نہیں ہے اہل سنت نے بھی اسکی روایت کی ہے تاکہ طعن اور تشنیع سے ان پر (شیعوں پر) ہاتھ کھینچے انتہیٰ

مذکورہ بالا سے ظاہر ہے کہ مولوی سید حامد حسین نے روائتوں سنیوں کی کتابوں میں سے نقل کرکے اس امر کو تحقیق و ثابت کردیا کہ علماء سنی بھی قایل ہیں کہ سورہ احزاب میں سے بہت سا ساقط ہوا یعنی اسکی دو سو آیتوں میں سے فقط تہتر آئتیں باقی رہ گئیں پس یہہ قول مولوی شاہ عبدالعزیز

صاحب کا غلط ثابت ہوا کہ فقط شیعے ہی یہہ نقصان درباب سورہ احزاب کے بیان کرتے ہیں
اور الزام ناواقفیت کا شاہ صاحب پر قایم ہوا کہ علم اپنے اہل سنت کی کتابوں کا بھی نہ رکھتے تھے
اور اسیواسطے شیعوں پر طعن و تشنیع کرتے تھے - یہہ امر لایق توجہہ کل ناظرین اس رسالہ کے ہو کہ حضرت
عائشہ بیوی محبوب محمد صاحب اور اور اہل سنت نے اسقاط بہت سی آیتوں سورہ احزاب کا حضرت
عثمان کی طرف منسوب کیا اور یہہ نہیں کہا کہ وہ آیتیں منسوخ التلاوہ ہو گئیں تھیں ÷

شاہ عبد العزیز صاحب کا جو باقی الزام شیعوں پر یعنی یہہ کہ شیعوں کے نزدیک یعنی ساری
کی ساری سورتیں ساقط ہوئیں ہیں اور قرآن درجہ اعتبار سے ساقط ہوا اور قابل تمسک نہ رہا اس
باقی الزام کا جواب مولوی سید حامد حسین صاحب اس طرح دیتے ہیں کہ علماء اہل سنت بھی بعض ساری
کی ساری سورتوں کے ساقط ہونے کے قایل ہیں جیسے دفعہ آیندہ میں مذکور ہے ÷

دفعہ ۱۶۰ - **قولہ** و از انجملہ است احادیثکہ متضمن نقصان سورہ ایست کہ برابر سورہ
توبہ یعنی سورہ نہم جسکو سورہ براۃ بھی کہتے ہیں) بود و از انجملہ آن سورہ ابی بن کعب آیت لو کان
لابن آدم وادیان من المال لابتغی وادیا ثالثا در مصحف خود داخل ساختہ بود و ہمچنین متضمنست
نقصان سورہ کہ مشابہ احدی المسبحات بود کہ از جملہ آن آیت یا ایہا الذین امنوا الخ ابو موسی

اشعری را محفوظ بود حاکم در مستدرک علی ما نقل عنہ از ابو حرب بن ابی الاسود روایت کردہ اند
انہ قال بعث ابو موسی الاشعری الی قراء البصرۃ فدخل علیہ ثلاثمائۃ رجل قد
قرء القرآن فقال انتم خیار اھل البصرۃ وقراءھم فاتلوہ ولا یطولن علیکم
الامد فتقسو قلوبکم کما قست قلوب من کان قبلکم وانا کنا نقرء سورۃ کنا
نشبھھا فی الطول والشدۃ ببراءۃ فانسیتھا غیر انی حفظت منھا لو کان لابن آدم

وادیان من المال لابتغی وادیا ثالثا ولا یملاء جوف ابن آدم الا التراب وکنا نقرء سورة کنا نشبہما باحدی المسبحات فانسیتہا شہادة فی اعناقکم ترجمہ اور ازانجملہ ہیں حدیثیں درباب نقصان ایک سورہ کے کہ برابر تھی سورہ توبہ کے (یعنی برابر سورہ کے جسکو سورہ براۃ بھی کہتے ہیں) اور اُس صورت میں سے ابی بن کعب نے آیت اگر ہوویں ابن آدم (یعنے آدمی) کے لئے دو گھاٹیاں مال کی وہ ضرور طلب کریگا تیسری گھاٹی اپنے مصحف میں داخل کی تھی اور ایسی ہی (حدیثیں ہیں) درباب نقصان ایک صورت کے کہ مشابہ تھی ایک کے مسبحات میں سے (مسبحات وہ صورتیں کہلاتی ہیں جنکے شروع میں لفظ سبحان یا التسبیح یعنے تعریف خدا کا آتا ہے جیسے سورہ بنی اسرائیل) اور اُس میں سے آیت ای تم جو ایمان لائے الخ ابو موسیٰ اشعری کے پاس محفوظ تھی حاکم نے (کتاب) مستدرک علی ما نقل منہ میں ابو حرب بن ابی الاسود سے روایت کی ہے کہ اُس نے کہا کہ قائم ہوا ابو موسیٰ اشعری قرارۃ بصرہ کی طرف پس آئے اُسکے پاس تین سو آدمی بصرہ کے بہ تحقیق اسنے پڑھا قرآن کو اور کہا تم کو پسند کر دے) اہل بصرہ قرارۃ انکی (یعنے اہل بصرہ کی) پس میں پڑھتا ہوں اور نہیں طویل کیجاتی ہے تم پر عمر (یا زندگی) پس قیاس کرینگے تمہارے دل جیسے میں نے قیاس کئے دل اُن کے جو تمہارے پہلے تھے - ہم پڑھتے تھے ایک سورہ کہ اس کو ہم طول اور مقدار میں (سورہ) براۃ سے مشابہ کرتے تھے پس میں اُس صورت کو بھول گیا سوائے اُسکے جو مجھ کو حفظ ہے اُس میں سے (یعنے یہہ آیت) اگر ہوویں ابن آدم (یعنے آدمی) کے لئے دو گھاٹیاں مال کی تو وہ ضرور طلب کریگا تیسری گھاٹی اور نہیں بھرے گی (کوئی شے) ابن آدم کے پیٹ کو اِلّا خاک - اور ہم پڑھتے تھے ایک سورت کہ اُسکو ہم مشابہ کرتے تھے ایک (سورت) سے (سورتوں مسبحات سے) (سورتیں مسبحات وہ ہیں جن کے شروع میں لفظ التسبیح

یا سُبحان اللہ ہی جیسے سورہ بنی اسرائیل، پس میں بھول گیا اُس سورت کے سوائے اس کے کہ اُس میں سے مجھے حفظ ہی اور وہ یہہ آیت ہی اے تم جو ایمان لائے تم نہ کہو وہ جو تم نہیں کرتے پس لکھی جاویگی۔ شہادت تمہاری گردنوں میں انتہیٰ ؛

مذکورہ بالا سے ظاہر ہی کہ علمائے اہل سنت قایل ہیں کہ دو سورتیں ساری کی ساری قرآن میں سے جاتی رہیں کہ ایک اُن میں سے برابر سورہ توبہ یا سورہ برأۃ کے تھی کہ اُس میں ایک سو تیس ۱۳۰ آیتیں ہیں اور ایک برابر ایک ایسے سورہ کے تھی جن کے شروع میں لفظ سبحان یا تسبیح اللہ آیا ہی جیسے سورہ بنی اسرائیل کہ جس میں ایک سو گیارہ آیتیں ہیں اور یہہ ظاہر ہی کہ علماء سنی یہہ نہیں کہتے کہ یہہ دو سورتیں منسوخ التلاوۃ ہیں یعنے وہ جزو قرآن نہیں ہیں بلکہ اُن کو وہ بھول گئے الا ایک آیت جو انکو یاد ہی غرضکہ سنی بھی اس امر کے قایل ہیں کہ بہت سا قرآن میں سے ساقط ہو گیا ہی جیسے شیعہ دعویٰ کرتے ہیں ؛

دفعہ ۱۶۱ ۔ بعد روایتوں مذکورہ بالا کے مولوی سید حامد حسین صاحب سنیوں کی کتاب درمنثور سے اور روایتیں مسلم اور ابن مردویہ اور بیہقی کی نقل کرتے ہیں کہ اُنسے بھی جاتا رہنا دو سورتوں مذکورہ بالا قرآن سے ثابت ہی اور بعد اسکے ایسی روایتیں اہل سنت کی نقل کی ہیں کہ خود سورہ برأۃ میں سے بہت سا جاتا رہا ہی اور اسکے ساتھ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم بھی غایب ہو گیا چنانچہ قرآن مروجہ کی سورہ برأۃ کے شروع میں بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم نہیں ہی اسکی تفصیل یہہ ہی

قوله واز انجملہ احادیث صریحہ در نقصان سورہ برأۃ ست مالک ارشاد فرمودہ بسم اللہ بدیگر آیات اولیش ازاں ساقط گردید چنانچہ در اتقان مذکور است و فی المستدرک عن ابن عباس قال سألت علی بن ابی طالب لم (لما) لم یکتب فی برأۃ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم قال انہا

امان وبرأة منزلت بالسیف وعن مالك إن أوّلها لما سقط مع البسملة فقد ثبت انها كانت تعدل بقرة لطولها ترجمہ اور از انجملہ حدیثین صریح ہیں دربابِ نقصان سورہ براۃ کے مالک نے ارشاد فرمایا کہ بسم اللہ معہ اوراوّل کی آیتوں کے ساتھ ساقط ہوگیا۔ چنانچہ (تفسیر) اتقان میں مذکور ہے مستدرك میں ابن عباس سے روایت ہے کہ اُسنے کہا کہ میں نے علی ابن ابیطالب سے سوال کیا کہ کیوں نہیں لکھا گیا بسم اللہ الرحمن الرحیم براۃ میں کہا (علی نے) کیونکہ وہ (بسم اللہ) امان (کے لئے) ہے اور براۃ نازل ہوئی درباب تلوار (یعنے جنگ) کے اور مالک سے (یہہ ہے) کہ جب اُس کا (یعنی سورہ برارت کا) اوّل حصہ ساقط ہوا اُس کے ساتھ ساقط ہوا بسم اللہ (اگر) وہ ثبت ہوتا بہ تحقیق برابر ہوتا۔ سورہ بقر کے طول میں انتہیٰ

مذکورہ بالا سے ظاہر ہے کہ حضرت علی کا جواب حضرت ابن عباس کو ملحاظ مضمون سورہ براۃ کے ہے اور مالک نے اصل حقیقت بسم اللہ کے ترک ہونے کی بیان کی یعنے معہ اوّل کی آیتوں کے بسم اللہ بھی سورہ براۃ میں سے ساقط ہوگیا اور اصل میں سورہ براۃ برابر سورہ بقر کے تھی کہ اُس میں دو سو چھیاسی آیتیں ہیں اور سورہ برارت میں اب لفظا ایک سو تیس آیتیں رہ گئی ہیں یعنے وہ نصف سے بھی کم رہگیا ہے اور جو روایتیں آگے بیان ہوتی ہیں اُنسے معلوم ہوتا ہے کہ موافق علماء و بزرگان اہل سنت کے سورہ برأت چوتھائی سے بھی کم رہگئی ہے چنانچہ لکھا ہے قوله وحذيفه بتصریح تمام باز گفت کہ شما از سورہ برات ربع ہم نمے خوانید چنانچہ درہمان کتاب مذکور است۔ وفي المستدرك عن حذيفه قال ما تقرؤن ربعها يعني براة و در منثور مذکور است ابن ابي شيبه والطبراني في الاوسط وابو الشيخ والحاكم وابن مردويه عن حذيفه قال التي تسمون سورة التوبة هي سورة العذاب

واللہ ما تترکت احداً الا نالت منہ وما تقرؤن منہما فما کنا نقرء الا ربعہا

ترجمہ اور حذیفہ نے بہ تصریح تمام پھر کہا کہ تم سورہ براۃ کا چوتھائی بھی نہیں پڑھتے ہو (یعنی قرآن مروجہ میں سورہ براۃ کا چوتھائی بھی نہیں یعنے زیادہ تین چوتھائی اُس میں سے ساقط ہوگیا ہی) چنانچہ اُسی کتاب میں مذکور ہی (یہہ) اور (کتاب) مستدرک میں حذیفہ سے روایت ہی کہ اُس نے کہا کہ نہیں تم پڑھتے ہو چوتھائی اُسکا یعنے براۃ کا اور کتاب درمنثور میں مذکور ہی (یہہ) ابن ابی شیخ اور طبرانی (کتاب) اوسط میں اور ابوالشیخ اور حاکم اور ابن مردویہ حذیفہ سے روایت ہو کرتے ہیں کہ اُس نے کہا کہ وہ جسکو سورۃ التوبہ نام دکرتے ہیں وہ سورت عذاب کی ہی اور قسم ہی خدا کی نہیں وہ چھوڑتی ہی ایک کو الا وہ نالان ہی اُس کی (یعنے جس صحابی وغیرہ کا اُس صورت میں ذکر ہی اُسی کی وہ صورت نالان ہی) اور نہیں تم پڑھتے ہو اُس میں سے جس میں سے میں پڑھتا تھا الا چوتھائی (یعنے حذیفہ کہتا ہی کہ میں تو ساری سورہ براۃ پڑھا کرتا تھا لیکن تم فقط اُس کا چوتھائی اب پڑھتے ہو۔ کیونکہ باقی تین چوتھائی اُس میں سے ساقط ہوگیا ہی) انتہی ÷

دفعہ ۱۶۲- بعد مذکورہ بالا کے مولوی سید حامد حسین صاحب اہل سنت کی کئی ایسی روائتیں نقل کرتے ہیں کہ سورہ براۃ میں طعن اکثر صحابہ وغیرہ پر ثبت تھی کہ دشمن اہل بیت کے تھے لیکن یہہ سب ساقط ہوگیا اور بعد ازاں روائتیں اہل سنت کی درباب ساقط ہوجانے دو سورتوں خلع اور حفد کے نقل کی ہیں چنانچہ اس طرح لکھا ہی قولہ از انجملہ است روایات کثیرہ متضمن نقصان سورہ خلع وسورہ حفد سیوطی در اتقان می آرد وفی مصحف ابن مسعود مائۃ واثنتا (اثنا) عشرۃ سورۃ لانہ لم یکتب المعوذتین وفی مصحف ابی (مائۃ و) ستۃ عشرۃ لانہ کتب فی اخرہ سورتی الحفد والخلع اخرج ابو عبید عن

ابی سیرین قال کتب ابی بن کعب فی مصحفہ فاتحۃ الکتاب والمعوذتین واللھم انا نستعینک واللھم ایاک نعبد وترکھن ابن مسعود وکتب عثمان فاتحۃ الکتاب والمعوذتین ترجمہ اور از انجملہ ہیں بہت سی روایتیں درباب نقصان سورہ خلع اور حفد کے سیوطی اتقان میں بیان کرتا ہے (یہہ) اور مصحف ابن مسعود میں (یعنے ابن مسعود کے نسخہ قرآن میں ایک سو بارہ سورتیں ہیں (بجائے ایک سوچودہ سورتوں کے کہ قرآن مروجہ میں موجود ہیں) کیونکہ اسنے نہیں لکھیں دو پناہ مانگنے کی سورتیں (یعنے ایک سورہ اور ایک سوچودہ چھوٹی سورتیں کہ قرآن مروجہ کے آخر میں موجود ہیں) اور مصحف قرآن ابی میں ایک سو سولہ کس واسطے کہ اس نے لکھیں اس کے (یعنے اپنے نسخہ قرآن کے) آخر میں دو سورتیں حفد اور خلع (سوائے ایک سوچودہ سورتوں کے کہ قرآن مروجہ میں درج ہیں) اخراج کیا ابو عبید نے ابن سیرین سے کہ اسنے کہا کہ لکھا ابن کعب نے اپنے مصحف (قرآن) میں سورہ فاتحہ الکتاب اور دو سورتوں پناہ مانگنے والیوں کو اور (سوائے ان کے اور دو سورتوں کو یعنے سورتوں حفد اور خلع کو جن کے شروع میں یہہ الفاظ ہیں) اے خدا ہم تیری مدد مانگتے ہیں اور اے خدا ہم تجھہ کو عبادت کرتے ہیں اور ترک کیا ان کو (یعنے چار سورتوں کو یعنے دو سورتیں پناہ مانگنے والی اور دو سورتیں حفد اور خلع) ابن مسعود نے (کیونکہ اسنے فقط ایک سو بارہ سورتیں اپنے نسخہ قرآن میں لکھیں اور نہ ایک سو سولہ) اور لکھیں عثمان نے (اپنے نسخہ قرآن میں کہ نسخہ قرآن مروجہ ہے) ان میں سے (یعنے پانچ سورتوں میں سے یعنی فاتحہ الکتاب دو سورتوں پناہ مانگنے والی اور دو سورتوں خلع اور حفد سے جنکو ابی ابن کعب نے اپنے نسخہ قرآن میں لکھا تھا فقط یہہ تین سورتیں) فاتحہ الکتاب اور دو پناہ مانگنے کی سورتیں انتہیٰ مولوی سید حامد حسین صاحب

نے بہت سی اور روایتیں اہل سنت کی در باب نقصان دو سورتوں خلع اور حفد کے نقل کی
ہیں سب کا اس مختصر رسالہ میں نقل کرنا موجب طوالت ہوگا اس واسطے ہم چند ہی آگے نقل کرتے
ہیں قوله واخرج الطبرانی فی دعا من طریق عباد بن یعقوب من الاسدی عن
یحیی بن یعلی الاسلمی عن ابی لهیعة عن ابی هبیرة عن عبد الله بن زرین
الغافقی قال لی عبد الملك بن مروان لقد علمت ما حملك علی حب ابی
تراب الا انك اعرابی جاف فقلت والله لقد جمعت القرآن من قبل ان
یجتمع ابوك ولقد علمنی علی ابن ابی طالب سورتین علمهما ایاه رسول الله
ما علمتهما انت ولا ابوك اللهم انا نستعینك ونستغفرك ونثنی علیك
ولا نكفرك ونخلع ونترك من یفجرك اللهم ایاك نعبد ولك نصلی ونسجد و
الیك نسعی ونحفد نرجو رحمتك ونخشی عذابك ان عذابك بالكفار
ملحق ترجمہ اور بیان کیا طبرانی نے دعا میں طریق سے عباد بن الاسدی کے بروایت یحیی
بن یعلی الاسلمی (اور اسنے) بروایت ابن لہیعہ کے (اور اس نے) بروایت ابی ہبیرہ کے (اور اسنے
بروایت عبد اللہ بن زرین الغافقی کے کہ اسنے کہا کہ کہا مجھ سے عبد الملک ابن مروان نے کہ تحقیق
میں نے جانا نہیں کہ تیری محبت ابی تراب پر ہے مگر تحقیق تو جنگلی عرب ہے آوارہ گردان۔ پس میں نے
کہا خدا کی قسم تحقیق جمع کیا میں نے قرآن قبل اس کے کہ جمع کیا تیرے باپ نے اور تعلیم کیا مجھکو اس
(قرآن میں سے) علی ابن ابیطالب نے دو سورتیں (خلع اور حفد) تعلیم کیں وہ دو سورتیں
اسکو (یعنے علی کو) رسول اللہ (یعنے محمد صاحب) نہیں جانتا تھا تو ان دو سورتوں کو
اور نہ تیرا باپ (ان میں سے سورہ خلع یہہ ہے) یا خدا ہم تیری مدد چاہتے ہیں اور تیری معافی

چاہتے ہیں ہم اور ہم جھکتے ہیں تیرے سامنے اور نہیں کفر کرتے تیری طرف اور ہم ہٹاتے ہیں اور ترک کرتے ہیں اُس کو جو گمراہ کرتا ہی یا گناہ کرتا ہی تجھ سے (اور سورہ حفد یہہ ہی) یا خدا تجھی کو ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھ کو ہم نماز کرتے ہیں (یا برکت دیتے ہیں) اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری طرف ہم سعی کرتے ہیں اور جلدی (چلتے ہیں) کرتے ہیں ساتھ آسانی تیری رحمت کے اور ہم ڈرتے تیرے عذاب سخت سے کہ تیرا عذاب کافروں سے ملحق ہی۔ انتہیٰ +

پھر لکھا ہی قوله قال ابن ضريس ثنا (حدثنا) انا محمد بن جميل المروزي عن عبد الله بن المبارك انا (حدثنا) الاجلح عن عبد الله بن عبد الرحمن عن ابيه قال في مصحف ابن عباس قرأة ابي موسى بسم الله الرحمن الرحيم ال‍ـ

ترجمہ کہا ابن ضریس نے کہ خبر دی ہمکو احمد بن جمیل المروزی نے عبد اللہ بن المبارک سے (کہ اُسنے کہا) خبر دی ہمکو الاجلح نے عبد اللہ بن عبد الرحمن سے (اور اُسنے) اپنے باپ سے کہ اُسنے کہا مصحف (قرآن) ابن عباس میں (کہ اُسکو ابی موسیٰ پڑھتا تھا) یہہ لکھا ہی بسم اللہ الرحمن الرحیم الخ (اور اِس بسم اللہ کے بعد وہی مضمون دو سورتیں خلع اور حفد کا لکھا ہی جو اُوپر کی روایتوں میں مذکور ہوا) بعد اِس کے یہہ لکھا ہی قوله و اخرج محمد بن نصر عن ابن اسحاق قال قراءة في مصحف ابي بن كعب بالكتاب الاول العتيق بسم الله الرحمن الرحيم قل هو الله احد سورہ ایک سو بارہ الخ بسم الله الرحمن الرحيم قل اعوذ برب الفلق... ایک سو تیرہ الخ بسم الله الرحمن الرحيم قل اعوذ برب الناس سورہ ۱۱۴ الخ بسم الله الرحمن الرحيم اللهم انا نستعينك ونستغفرك ونثني عليك الخير ولا نكفرك ونخلع ونترك من يفجرك بسم الله الرحمن الرحيم اللهم اياك نعبد ولك نصلي

ونسجد والیک نسعی ونحفد نرجو رحمتک ونخشیٰ عذابک الجد ان عذابک بالکفار ملحق الخ

وفیه ایضاً واخرج محمد بن نصر عن الشعبی قال قراءة او حدثنی من قرء فی بعض

مصاحف ابی بن کعب هاتین السورتین اللهم انا نستعینک والاخری بینهما بسم

الله الرحمٰن الرحیم قبلهما سورتان من المفصل وبعدهما سور من المفصل ترجمه

اور بیان کیا محمد نصر نے ابن اسحاق سے کہ اُسنے (یعنی ابن اسحاق نے) کہا کہ میں نے پڑھا مصحف

(قرآن) ابی بن کعب میں بیچ کتاب اولی العتیق کے بسم الله الرحمٰن الرحیم (سورہ ایک سو بارہ)

کہہ تو وہ اللہ واحد ہی اُسکے آخر تک بسم الله الرحمٰن الرحیم (سورہ ایک سو تیرہ) کہہ تو میں پناہ مانگتا

ہوں رب صباح کی اُسکے آخر تک بسم الله الرحمٰن الرحیم کہہ تو میں پناہ مانگتا ہوں ربّ آدمیوں

کی اُس کے آخر تک بسم الله الرحمٰن الرحیم یا خدا ہم مدد مانگتے ہیں تیری اور مُعافی چاہتے ہیں

تیری اور منظور کرتے ہیں طرف تیری خیر کو اور نہیں کفر کرتے ہم تجھسے اور ہٹاتے ہیں اور ترک

کرتے ہیں ہم اُسکو جو گمراہ کرتا ہی تجھسے بسم الله الرحمٰن الرحیم یا خدا ہم تجھکو عبادت کرتے

ہیں اور تجھکو ہم نماز کرتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور طرف تیری سعی کرتے ہیں اور جلدی کرتے

ہیں (اور) ہم اُمید رکھتے ہیں تیری رحمت کی اور ڈرتے ہیں ہم تیرے عذاب سے کہ عذاب تیرا

کفار سے ملحق ہی الخ اور اُس میں ایضاً اور بیان کیا محمد نصر نے شعبی سے کہ اُسنے کہا کہ میں نے پڑھا یا

پڑھا میرے سامنے اُس نے جس نے پڑھا بعض مصاحف (قرآن) ابی کعب میں ان دو

سورتوں کو یا خدا ہم مدد مانگتے ہیں تیری الخ مابین اِن دونوں سورتوں کے بسم الله الرحمٰن

الرحیم ہی پہلے اُن دو کے دو سورتیں مفصل سی ہیں اور بعد اُن دو کے سورتیں مفصل سی ہیں

انتہیٰ بعد مذکورہ بالا کے مولوی سید حامد حسین صاحب یہہ رقم فرماتے ہیں۔ قولہ

ازین اخبار کالشمس فی رابعة النہار ہویدا و آشکار است کہ دو سورہ کاملہ کی در مصحف ابن ابی کعب و ابن عباس ثبت بود ابو موسیٰ ہم بآں قرأۃ می نمود و جناب سرور کاروان اہل بصائر حاوی علوم اوائل و آخر حضرت امیر المومنین آں دو سورہ را بعبد اللہ غافقی تعلیم و تلقین فرمودہ بودند و او تصریح کردہ کہ ایں ہر دو سورہ از قرآن ست ازیں مصحف عثمان کہ حضرات اہل سنت آنرا قرآن کامل اعتقاد کنند و معتقد نقصان آنرا ناقص الایمان بلکہ خارج الاسلام پندارد بر داشتہ اند و ناقص و ناتمامش گذاشتہ

ترجمہ ان خبروں سے (یعنی روایتوں اہل سنت مذکورہ بالا سے) مانند آفتاب چوتھے دن کے ظاہر اور عیاں ہے کہ دو کامل سورتیں (یعنے سورتیں خلع اور حفد) جو مصحف (یا نسخہ قرآن) ابی بن کعب اور ابن عباس میں لکھی ہوئی تھیں اور ابو موسیٰ بھی اُن کو پڑھتا تھا اور جناب سردار گروہ آنکھوں والوں کے (یعنے شیعوں کے) مجمع اوّل اور آخر کے علوم کے (یعنے) حضرت امیر المومنین (یعنے حضرت علی) نے ان دو سورتوں کو عبد اللہ غافقی کو تعلیم اور تلقین فرمایا تھا اور اُسنے (یعنے عبد اللہ غافقی نے) تصریح کی کہ یہہ دونوں سورتیں (یعنے خلع اور حفد قرآن سے ہیں (اُن کو) اس مصحف عثمانی (یعنے قرآن مروجہ) سے کہ اُسکو حضرات اہل سنت قرآن کامل اعتقاد کرتے ہیں اور اس کے نقصان ماننے والوں کو (یعنے اُن کو جو مانتے ہیں کہ قرآن میں سے بہت سی سورتیں اور آیتیں نقصان ہوگئی ہیں یعنی شیعوں کو) ناقص الایمان بلکہ خارج الاسلام جانتے ہیں نکال ڈالا ہے اور اُسکو (یعنے قرآن کو) ناقص اور ناتمام چھوڑا ہے انتہی ؏

اگر دو سورتیں خلع اور حفد مذکورہ بالا منسوخ التلاوۃ ہوتیں تو ابی بن کعب اور ابن عباس اُن کو اپنے نسخوں قرآن میں کیوں لکھتے اور پڑھتے یعنی اُن دو سورتوں کو قرآن میں سے کیوں سمجھتے اور حضرت علی اُن کی تعلیم و تلقین عبد اللہ الغافقی کو کیوں کرتے غرضکہ مسئلہ منسوخ

التلاوۃ کا موافق اہل سُنت کے بھی نسبت اسکے کہ قرآن مروجہ سنا نہیں ہے بلکہ بہت سا اُس میں سے جاتا رہا ہے جیسے ابن عمر کہتے ہیں الخ حاصل ازیکہ ہے پس ثابت ہوا کہ دونوں موافق سُنیوں اور شیعوں کے قرآن میں سے بہت نقصان ہوگیا ہے اور اسی واسطے قرآن مروجہ درجہ اعتبار نہیں رکھتا ہے ❊

دفعہ ۱۶۳- پھر اپنی کتاب استقصاء الافحام واستیفاء الانتقام فی نقض منتہی الکلام کے صفحہ ۱۶ میں مولوی سید حامد حسین صاحب یہہ لکھتے ہیں قولہ اما نقصان آیات پس در آں ہم روایات بسیار از طریق ایں حضرات وارد گردیدہ از انجملہ است بعض روایات وانکہ نقصان آیت ان الذین آمنوا والذین ھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم الا ابشروا انتم المفلحون و آیۃ والذین اووھم ونصروھم وجادلوا عنھم القوم الذین غضب اللہ علیھم اولئک لا تعلم نفس ما اخفی من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعملون کہ در قرآن مجید یکہ دردست مردم است ایں ہر دو آیت مکتوب نیست ترجمہ لیکن نقصان آیتوں (قرآن) کا اُس میں بھی بہت روایتیں ان حضرات (سُنیوں) کے طریق سے وارد ہوئی ہیں اُن میں سے ہیں روایتیں ثابت کرنے والیں نقصان اس آیت کی نہیں وہ جو ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور جنہوں نے اپنے مال اور جان سے خدا کی راہ میں جہاد کیا مگر کہ خوش ہو تم آسودہ حال اور اس آیت کی اور جنہوں نے ہمدردی کی اُن کی (یعنے پانا اور رونگی) اور مدد کی اُن کی اور جنگ کی اُن کی طرف سے ایک قوم سے کہ غضب ہے خدا کا اُنپر (یعنے کفارہ سے) انکا نفس نہیں جانتا جو کچھ چھپی ہوئی ہے اُن کے لئے آنکھہ کو روشنی بخشنے والی جزا واسطے اسکے جو وہ کرتے تھے کہ قرآن مجید میں جو آدمیوں کے ہاتھہ میں ہے (یعنے قرآن مروجہ میں) لکھی ہوئی نہیں ہیں انتہی۔ بعد اسکے کتاب جلال الدین

سیوطی سے روایتیں مسلمہ بن مخلد الانصاری سے نقل کی ہیں کہ یہہ دو آیتیں قرآن کی ہیں لیکن قرآن
مروجہ سے ساقط ہوگئی ہیں +

بعد اسکے بہت سے سنیوںکی روایتیں درباب نقصان ایک اور آیت کے نقل کی ہیں اور ان
میں سے فقط ایک دو اس رسالہ میں درج کی جاتی ہیں قولہ از انجملہ احادیثی است متضمن نقصان
آیہ لو ان لابن آدم وادیا من ذهب لابتغی الیه ثانیا ولو اعطی ثانیا لابتغی الیه
ثالثا ولا یملأ جوف ابن آدم الا التراب ترجمہ از انجملہ حدیثیں ہیں درباب نقصان
اس آیت کے۔ اگر ابن آدم کے لئے ایک گھاٹی سونے کی (ہو) وہ ضرور طلب کرتا ہے اس دوسری
اور اگر عطا کیجاوے دوسری وہ ضرور طلب کرتا ہے تیسری اور نہیں بھرتا ہے شکم ابن آدم کو مگر مٹی

پھر آگے جاکر یہہ لکھا ہے قولہ ونیز در اتقان گفتہ اخرج الحاکم فی المستدرک عن
ابی بن کعب قال قال رسول الله ان الله امرنی ان اقرء علیك القرآن فقرء لم
یکن الذین کفروا من اهل الکتاب والمشرکین ومن بقیتها لو ان ابن
آدم سال وادیا من مال فاعطیه سال ثانیا وان سال ثانیا فاعطیه سال ثالثا
ولا یملأ جوف ابن آدم الا التراب ویتوب الله علی من تاب وان ذات الدین
عند الله الحنیفیة غیر الیهودیة ولا النصرانیة ومن یعمل خیرا فلن یکفره انتهی
ترجمہ اور بھی اتقان میں کہا ہے بیان حاکم نے مستدرک میں ابی بن کعب سے کہ اس نے کہا کہ
رسول اللہ نے کہ خدا نے حکم دیا ہے مجھ کو کہ پڑھوں تیرے سامنے قرآن پس آسنے پڑھا (یعنی
محمد صاحب نے پڑھا سورہ) لم یکن (یعنی سورہ نود وہشتم کی آیت اول سے) نہ تھے
وہ لوگ جو منکر ہوئے کتاب والے اور شرکت والے اور باقی ہیں سے (یعنی باقی سورہ لم یکن

ایک آیت ہے کہ قرآن مروجہ میں نہیں پائی جاتی ہے اور وہ یہہ ہے) اگر سوال کرنے ابن آدم ایک گھاٹی سونے (یعنے مال) کی اور وہ عطا کیجاوے اُسکو تو وہ سوال کریگا دوسری اور اگر سوال کرے دوسری پس وہ عطا کیجاوے اُسکو تو وہ سوال کریگا تیسری اور نہیں بھرتا ہے شکم ابن آدم کا مگر خاک سے اور رحم کرتا ہے اللہ اُس پر جس نے توبہ کی اور بہ تحقیق اصلیت دین کی نزدیک خدا کے حنفیت یعنی دین ابراہیم ہے سوائے یہودی اور نصرانی مذہب کے اور جو اچھا عمل کرے وہ ہر گز کفر نہیں کرتا ہے انتہی پھر آگے جا کر یہہ مرقوم ہے قوله و در ازالۃ الخفا مسطور است عن ابن عباس قال رجل أتى عمر يسأله فجعل عمر ينظر الى رأسه مرة والى رجليه اخرى هل يرى عليه من البوس ثم قال له عمر كم مالك قال اربعون من الابل قال ابن عباس قلت صدق الله ورسوله لو كان لابن آدم واديان من ذهب لابتغى الثالث ولا يملأ جوف ابن آدم الا التراب ويتوب الله على من تاب فقال عمر ما هذا فقلت هذا اقرأنيها ابي قال فمرنا اليه فجاء الى ابي فقال ما يقول هذا قال ابي هكذا اقرأنيها رسول الله قال فاثبتها في المصحف قال نعم ترجمہ ازالۃ الخفا میں لکھا ہے ابن عباس سے کہ اُسنے کہا کہ ایک آدمی عمر پاس آیا اُس سے (یعنی عمر سے) سوال کیا پس قیام کیا عمر نے نظر کی اُس کے سر کیطرف ایک بار اور اُسکے پاؤں کی طرف دوسری بار اور بہ تحقیق دیکھتا ہے مصیبت اُسپر عمر نے اُس سے کہا کس قدر ہے مال تیرا اُسنے کہا چالیس اونٹ کہا ابن عباس نے کہ میں نے کہا سچ کہا خدا اور اُسکے رسول (محمد صاحب) نے اگر ہو وین ابن آدم (یعنے آدمی) کے لئے دو گھاٹیاں سونے کی (یعنے مال کی) وہ ضرور طلب کریگا تیسری اور نہیں بھرتا ہے پیٹ ابن آدم کا مگر خاک سے اور رحم کرتا ہے اللہ اُسپر جو توبہ کرتا ہے پس عمر نے کہا

کہا ہے یہہ (قرآن میں) پس میں نے (یعنی ابن عباس نے) کہا پڑھا (قرآن میں سے) مجھکو ابی نے کہا عمر نے پس چلیں ہم پاس اسکے (یعنے ابی کے) پس وہ آیا ابی کے پاس اور کہا کیں واسطے کہتا ہے یہہ (آیت) کہا ابی نے اس طرح پڑھایا مجھکو رسول اللہ نے اسنے (یعنے عمر نے) کہا کیا وہ لکھی ہوئی ہے مصحف (قرآن) میں کہا اسنے (یعنی ابی نے) ہاں انتہی ٭

مذکورہ بالا سے ظاہر ہے کہ ابی بن کعب نے یہہ آیت اپنے نسخہ قرآن میں درج کی تھی اس سے صاف ثابت ہوا کہ یہہ منسوخ التلاوہ ہرگز نہ تھی اور جب خلیفہ دوم حضرت عمر نے دریافت کیا کہ کیا یہہ آیت نسخہ قرآن ابی بن کعب میں داخل ہے۔ انہوں نے نہیں کہا کہ یہہ آیت منسوخ التلاوۃ ہے پس تحقیق ہوا کہ یہہ آیت قرآن میں سے جاتی رہی اور یہہ تحریف عظیم ہے ٭

دفعہ ۱۴۴- واضح ہو کہ قرآن میں ایک آیت تھی کہ اسکو آیت رجم کہتے ہیں اور اسکا مضمون یہہ تھا کہ جو مرد اور عورت زنا کریں وہ دونوں سنگسار کئے جاویں پس درباب ساقط ہونے اس آیت کے مولوی سید حامد حسین صاحب بہت سی روایتیں سنیوں کی نقل کرتے ہیں لیکن اس رسالہ میں فقط ایک ان میں سے نقل کی جاتی ہے۔ **قولہ** و در فتح الباری در شرح قولہ قال عمر الخ مذکور است قال المھلب استشھد البخاری بقول عبد الرحمن بن عوف المذکور قبلہ بقول عمر ھذا انہ کانت عندہ شھادت فی آیۃ الرجم انھا من القرآن فلم یلحقھا بنص المصحف بشھادتہ وحدہ وافصح بالعلۃ فی ذلک بقولہ لولا ان یقال زاد عمر فی کتاب اللہ فاشار الی ان ذلک من قطع الذرائع لئلا یجد حکام السوء السبیل الی ان یدعو عن العلم لمن احبوا لہ لیثی ترجمہ اور (کتاب) فتح الباری میں درباب شرح اس قول کے کہ کہا عمر نے

مذکور ہے کہ کہنا امہات نے شہادت دی بخاری نے واسطے قول عبد الرحمن بن عوف کے جو مذکور
ہے نسبت قول اس عمر کے بہ تحقیق تھی نزدیک اس کے (یعنے عمر کے) شہادت درباب آیت الرجم کہ
وہ قرآن سے ہے پس اسنے (یعنے عمر نے) اکیلی اپنی شہادت سے اس آیت کو نص (متن مصحف
(قرآن) میں داخل نہیں کیا اور نہایت فصیح (تھا عمر) پس بیچ اس علت سے موافق اسکے
قول کے نہیں کیا داخل ہیں نے اس آیت کو قرآن میں) کہ کہا جاوے کہ زیادہ کی عمر نے کتاب اللہ
میں پس اشارہ ہووے کہ یہہ (آیت) قطع اولاد کے واسطے ہے شاید کہ پالیویں حاکم لوگ برا استہ
اس امر میں کہ دعویٰ کریں علم کا اس کے باب میں جسکو وہ دیویں حکم کسی بات میں انتہی ۞

اس کے بعد مولوی حامد حسین صاحب یہہ تحریر کرتے ہیں قولہ واین عبارت بنہایت
صراحت دلالت دارد برآنکہ حضرت عمر شہادت میدادند باینکہ آیت رجم از قرآن است ونیز این آیت
را لائق نوشتن در مصحف شریف میدانستند مگر بخیال قطع ذرائع منکرہ ودفع تمسکات باطلہ کہ مبادا حکام
جور برآن باین حیلہ اقدام کنند در قرآن شریف داخل نہ فرمودند حیف است کہ حضرت عمر را خوف
از جسارت حکام سوء بر ادعائے علم برآنچہ خواہند چنان مہم ولازم افتاد کہ قرآن مجید را باین حول
ناقص گذاشتند وبرحسب افادات اکابر اہل سنت دین خود و اسلام ایشان را برہم ساختند و قرآن
شریف را مثل انجیل وتقویم پارینہ گردانیدند الخ تک ترجمہ اور یہہ عبارت (روایت اہل سنت مذکورہ بالا
کی) نہایت صفائی سے اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ حضرت عمر اس امر میں شہادت دیتے تھے
کہ آیت رجم قرآن سے ہے اور یہہ بھی کہ اس آیت کو مصحف (قرآن) شریف میں لکھے جانیکے لائق
جانتے تھے مگر بخیال قطع اولاد منکرہ کے (یعنے اولاد جو زنا سے پیدا ہوا ور جس کو زنا کار مرد اور عورت
اپنی اولاد ہونے سے انکار کریں) اور دفعہ کرنے جھوٹے تمسکوں کے شاید کہ ظالم حاکم لوگ اس حیلہ

سے (یعنی حیلہ آیت رجم سے کہ اُسکے مُوافق زنا کی سزا سنگساری ہی) اُسپر سبقت لیجاویں (یعنے جھوٹے مُقدمہ کھڑے کرکے اِس آیت کے بہانہ سے لوگوں پر ظلم کریں غرضکہ اِس خیال سے حضرت عمر نے قرآن شریف میں داخل نہیں فرمایا اور حیف ہی کہ حضرت عمر کو خوف بُرے حاکموں کی بیباکی کا کہ وہ دعوی کریں واقفیت کا جس بات میں وہ چاہویں ایسا ضرور اور لازم معلوم ہوا کہ قرآن مجید کو اِس حال سے ناقص چھوڑ دیا اور موافق تعلیموں بزرگوں اہل سُنت کے اپنے دین اور اُن کے اسلام کو برہم کر ڈالا اور قرآن شریف کو مثل انجیل اور تقویم پارینہ کے کردیا الخ ۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ ناقلوں اور جمع کرنے والوں قرآن نے بعد وفات محمد صاحب کے جو کچھ اپنے نزدیک مُوافق مصلحت کے پسند کیا اُسکو قرآن میں داخل کیا اور جو اُن کی مصلحت کے مُوافق پسند نہ آیا اُسکو قرآن میں درج نہ کیا ایسے ناقلوں قرآن کا کیا اعتبار اسی طرح اُنہوں نے دو تہائی قرآن ساقط کردیا جیسے کہ شیعوں میں سے ابو جعفر کلینی (ملاحظہ کرو ۱۵۳- اِس رسالہ کی) اور سُنیوں میں سے اِبن عمر (ملاحظہ کرو دفعہ ۱۵۶- اِس رسالہ کی) کہتے ہیں اور جب اِس قدر موافق اپنی رائے کے اُنہوں نے قرآن میں سے نقصان کیا تو کیا معلوم کہ کِس قدر اُنہوں نے اپنی رائے کے مُوافق اپنی طرف سے ایجاد کرکے داخل قرآن کیا ہو اور الفاظ اور جملوں کا تغیر اور زیادہ ہونا تو ظاہر ہی اور ہم نے سابق میں کئی بار لکھا ہی کہ انجیل مُقدس میں یہہ خرابئیں ہرگز نہیں ہوئیں پھر مولوی سید حامد حسین صاحب بنسبت علما اہل سنت اور بلحاظ مسئلہ منسوخ التلاوۃ کے یہہ لکھتے ہیں قوله و درکتابت آیت قرآنی شناعات بسیار لازم آمد کہ بیان آں خارج از تقریر و تحریر ست وافادات صاحب صواقع و صاحب تحفہ و جناب مخاطب (یعنے حیدر علی صاحب صاحب کتاب منتہی الکلام) وامثالہم بعض آنرا بطور نمونہ بیان میکنند وازینجا ظاہر شد بطلان خرافت

تاویلیں کہ ایں آیت منسوخ التلاوہ بود چہ ایں اقوال دلالت دارد برآنکہ عمر بجہت آنکہ شہادت دیگر متحقق نبود بمحض علم و شہادت خود ایں آیت را داخل قرآن نہ نمود اگر شہادت دیگر متحقق نبود بمحض علم و شہادت خود ایں آیت را داخل قرآن نہ نمود اگر شہادت دیگر ہم می یافت آنرا در نفس مصحف داخل مے ساخت و پر ظاہرست کہ منسوخ التلاوہ را داخل نمودن در قرآن سمتے از جواز ندارد و ازینجا است علی ما یذکر ونہ حضرت عثمان در اخراج آیات منسوخ التلاوہ از قرآن اہتمام تمام بکار بردند تا آنکہ مصاحفی اگر مختلط یا منسوخ التلاوہ بودہ باتش دادند و خود مخاطب در ازالۃ الغین فرمودند ادخال آیات منسوخ التلاوہ در مصحف مجید نزد کسے از شیعہ و سنی درست نیست و حوالہ آں بکتب اصول نمودہ نیز از روایات دیگر واضح است کہ خلیفہ ثانی در زمان خلیفہ اول ہم آیت رجم را نزد زید بن ثابت کاتب قرآن آوردند و شہادت دادند کہ آں از جملہ قرآن ست تا آنرا داخل قرآن نماید لیکن آں بے یقین بر شہادت جنابش عمل نہ کردہ آنرا در قرآن داخل نہ نمود تک جملہ اور آیت قرآنی کے لکھنے کو ترک کرنے میں بہت گناہ لازم آئے کہ اُن کا بیان خارج از تقریر اور تحریر ہے اور تعلیمی صاحب صواقع اور صاحب تحفہ (یعنے شاہ عبد العزیز صاحب) اور جناب مخاطب (یعنے مولوی حیدر علی صاحب مصنف منتہی الکلام) اور مثل اُن کے بعض کو اُن میں سے بطور نمونہ کے لکھنا ہے اور اس جائے سے ظاہر ہوا جھوٹ کھانے کا جس کی وہ پیروی کرنے والے ہیں کہ یہہ آیت (یعنی آیت رجم) منسوخ التلاوہ تھی کیونکہ یہہ قول ثابت ہوتا ہے کہ اس جہت سے کہ دوسری شہادت متحقق نہ تھی عمر نے محض اپنے علم اور شہادت پر اس آیت کو قرآن میں داخل نہیں کیا اگر ایک اور شہادت بھی پاتا اُس کو متن مصحف (قرآن) میں داخل کرتا اور پر ظاہر ہے کہ منسوخ التلاوہ کو قرآن میں داخل کرنا کوئی وجہہ جایز ہونے کی نہیں رکھتا ہے اور اس جا کے

سے ہو کہ جو ذکر کیا جاتا ہے اور نہ حضرت عثمان قرآن سے خارج کرنے میں آئیتوں منسوخ التلاوۃ
کو اہتمام تمام کام میں لائے تا کہ وہ مصحف (قرآن کو) جو منسوخ التلاوۃ سے ملا ہوا ہوتا آگ میں
جلا دیتے اور خود مخاطب (یعنی مولوی حیدر علی صاحب) نے ازالۃ الغین میں فرمایا کہ داخل
کرنا آئیتوں منسوخ التلاوۃ کا مصحف (قرآن) مجید میں نزدیک کسی شیعہ اور سُنی کے درست
نہیں ہے اور اُس کا حوالہ کتابوں اصول سے دیا اور اور روائتوں سے بھی واضح ہو کہ خلیفہ اول
کے زمانہ میں بھی خلیفہ دوم آیت رجم پاس زید بن ثابت کاتب قرآن کے لائے اور شہادت بھی
کہ وہ آیت جملہ قرآن سے ہے تا کہ اسکو قرآن میں درج کرے لیکن اُس بے یقین نے (یعنے زید بن
ثابت نے) شہادت جناب (خلیفہ دوم) پر عمل نہ کر کے اُسکو داخل قرآن نہ کیا انتہیٰ مذکورہ
بالا سے تحقیق ہوا کہ روائتیں اہل سُنت کی بھی ثابت کرتی ہیں کہ قرآن میں سے بہت سی سورتیں
اور آئتیں ساقط ہو گئی ہیں اور وہ سورتیں اور آئتیں نہ موافق شیعوں کے اور نہ موافق سُنیوں کے
منسوخ التلاوۃ تھیں بلکہ بہت سا قرآن میں موافق رائے اور مصلحت ناقلان قرآن کے
ساقط ہو گیا۔ واضح ہو کہ ہم نے بہت سی روائتیں سُنیوں کی جو مولوی حامد حسین نے نقل کی ہیں
بخوف طوالت چھوڑ دی ہیں اور آگے بھی ہم تھوڑا سا لکھتے ہیں ؛

دفعہ ۱۶۵ ۔ بعد مذکورہ بالا کے مولوی سید حامد حسین اور آئیتوں کا نقصان
بیان کرتے ہیں مثلاً سُنیوں کی روائتوں کی نقل کرتے ہیں کہ آیت رضاع کبیر قرآن میں سے جاتی
رہی اور حضرت عائشہ سے نقل ہے کہ یہہ آیت مع آیت رجم کے ایک رقعہ یا کاغذ پر لکھی ہوئی
اُن کے پلنگ کے نیچے پڑی ہوئی تھی ایک داجن یعنے گوسپند یا بھیڑ آئی اور اُسے کھا گئی
یہہ روایت کتاب محاضرات امام راغب اصفہانی سے ہے اور یہہ بھی حضرت عائشہ فرماتی

ہیں کہ تا وفات محمد صاحب آیت رضاع قرآن میں موجود تھی اور پڑھی جاتی تھی لیکن وہ قرآن مروجہ
میں نہیں ہے یہاں سے معلوم ہوا کہ ایک آیت بھی منسوخ التلاوۃ نہ تھی۔ یہہ حال کتاب تبیان
الحقائق شرح کنز الدقائق سے ہے پھر کتاب اتقان سے ایک روایت منقول ہے کہ قرآن میں
ایک یہہ آیت تھی ان جاھدوا کما جاھدتم اول مرۃ یعنے کہ جہاد کیا انہوں نے جیسے
تم نے جہاد کیا اول بار لیکن قرآن مروجہ میں نہیں پائی جاتی ہے کئی اور سنیوں کی روایتیں اسی آیت کے
نقصان کے باب میں مولوی سید حامد حسین صاحب نے نقل کی ہیں اور ایک کتاب جمع
الجوامع و کنز العمال میں سے الفاظ ہیں جنکی نسبت مولوی صاحب موصوف یہہ لکھتے
ہیں قولہ فقرہ اسقطت فیما اسقط من القرآن نظر امعان باید نگریست کہ بصراحت
تمام دلالت بر وقوع حذف و اسقاط در قرآن شریف دارد الخ ترجمہ فقرہ ساقط ہوئی اس میں
جو ساقط ہوا قرآن سے صاف صاف وقوع حذف اور اسقاط کو قرآن شریف میں سے
ثابت کرتا ہے انتہی پھر سیوطی کی تفسیر در منثور سے ایک روایت درباب نقصان اس آیت کے
منقول ہے و لا ترغبوا عن آبائکم فانہ کفر بکم ان ترغبوا عن آبائکم یعنے اور نہیں
سختی سے بولو تم اپنے باپوں سے اور بہ تحقیق کفر ہے تم میں اگر سختی سے بولو تم اپنے باپوں سے انتہی
پھر روایت حاکم کی کتاب مستدرک سے اس باب میں نقل کی ہے سورہ فتح کی آیت بست و
ششم کی بیچ میں سے یہہ آیت جاتی رہی ولو حمیتم کما حموا لفسد المسجد الحرام
یعنے اور اگر تم گرمجوشی کرو جیسے کہ انہوں نے گرمجوشی کی خراب کرنے میں مسجد پاک یعنے کعبہ کو اور
واضح ہو کہ مولوی سید حامد حسین صاحب نے درباب اسقاط آیتوں قرآنی کے کئی کئی روایتیں
اہل سنت کی نقل کی ہیں ✣

دفعہ ۱۶۷ - بعد بیان نقصان آیتوں کے مولوی سید حامد حسین صاحب لفظوں یا جملوں قرآنی کے نقصان کا ذکر کرتے ہیں اور اول مثال کتاب اتقان سے اس طرح منقول کی قولہ قال ابی ابو عبید حدثنا حجاج عن ابی جریح اخبرنی ابن ابی عبیدہ عن حمیدۃ بنت ابی یونس قالت قرء علی ابی وھو ابن ثمانین سنۃ فی مصحف عائشۃ ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما وعلی الذین یصلون الصفوف الاول (یہہ جملہ جس پر لکیر ہے قرآن مروجہ سے محذوف ہے) قالت قبل ان یغیر عثمان المصاحف این روایت با وضع ولالت صریح میکنید کہ بعض الفاظ کہ نزد حضرت عائشہ داخل قرآن شریف بود جناب ابن عفان (یعنے حضرت عثمان) وقتیکہ تغیر مصاحف نمودند حذف فرمودند پس اگر دیگر الفاظ کہ سقوط وحذف آن در روایات اہل حق وارد گردیدہ است ساقط شدہ باشد کدام محل استعجاب واستغراب است الخ ترجمہ کہا ابی ابو عبید نے کہ بیان کیا ہم سے حجاج نے ابی جریح سے (کہ اُسنے کہا کہ) خبر دی مجھکو ابن عبیدہ نے حمیدۃ بنت ابی یونس سے کہ اُسنے (یعنے حمیدہ بیٹی یا دختر ابی یونس نے) کہ پڑھا علی ابی نے کہ وہ بیٹا اسّی سال کا تھا (یعنے اسّی برس کی عمر کا تھا) مصحف (قرآن) عائشہ میں (یہہ آیت یعنے آیت ۵۶ سورہ احزاب کی کہ اُس میں سے آخر جملہ جس پر لکیر ہے قرآن مروجہ سے محذوف ہے) اللہ اور اُس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں رسول پر ایمان والو رحمت بھیجو اُسپر اور سلام بھیجو سلام کہکر اور اُن پر جو رحمت بھیجتے ہیں اول صفوں یا قطاروں میں کہا (حمیدہ دختر ابی یونس نے) قبل اس کے کہ بدلا عثمان نے مصاحف (قرآن) کو یہہ روایت (مذکورہ بالا) ساتھہ وضع کے صریح ثابت کرتی ہے کہ بعض الفاظ کہ پاس حضرت عائشہ کے داخل

قرآن شریف میں تھے جناب ابن عفان (یعنے حضرت عثمان) نے حذف فرمایا جبکہ اُنہوں نے مصاحف (قرآن) کو بدلا پس اگر اور الفاظ بھی کہ انکا ساقط اور محذوف ہونا روایتوں شیعوں میں مذکور ہے ساقط ہوئے ہوں تو کیا مشکل تعجب اور حیرانی کی ہے یعنے کچھ محال نہیں کہ اسی طرح اور الفاظ بھی جیسے شیعے کہتے ہیں قرآن سے ساقط ہوئے ہوں) الخ تفسیر درِ منثور سے روایت در باب نقصان یا جملہ وھو اب لھم کے مذکور ہے کہ یہہ جملہ آیت ششم سورت احزاب میں تھا یعنے آیت مذکور پوری اس طرح دو جملوں سے مشتمل تھی اَلنبی اولی بالمومنین من انفسھم وازواجہ امھاتھم وھو اب لھم یعنے نبی سے لگاؤ ہے ایمان والوں کو زیادہ اپنی جان سے اور اس کی عورتیں انکی مائیں ہیں اور وہ ان کا باپ ہے پس دوسرا جملہ یعنے وھو اب لھم یا اور وہ ان کا باپ ہے ساقط ہوا۔ ❖

سوم صحیح مسلم وغیرہ سے روایتیں نسبت نقصان لفظ یا جملہ صلوۃ العصر کے منقول ہیں سورہ بقر کی آیت دو صد سی و نہم پوری اسطرح تھی حافظوا علی الصلوۃ والصلوۃ الوسطے وصلوۃ العصر وقوموا للہ قانتین یعنے خبردار رہو نمازوں سے اور بیچ والی نماز سے اور دوپہر کے بعد کی نماز سے اور رہو اللہ کے آگے ادب سے انتہی اس آیت میں سے جملہ صلوۃ العصر یعنے دوپہر کے بعد کی نماز ساقط ہوا ❖

دفعہ ۱۴۷ – نسبت تبدیل الفاظ قرآن کے مولوی سید حامد حسین صاحب نے یہہ لکھا ہے قولہ اما وقوع تبدیل الفاظ قرآن پس ازانجملہ لفظ فاسعوست کہ بجائے لفظ فامضوا اور کریمہ اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ الآیۃ ثبت شدہ چنانچہ در موطائی امام مالک مذکور است انہ سال ابن شہاب عن قول اللہ تبارک وتعالی

یَا اَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا اِذَا نُوۡدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنۡ یَّوۡمِ الۡجُمُعَۃِ فَاسۡعَوۡا اِلٰی ذِکۡرِ اللّٰہِ فقال ابن شہاب
کان عمر بن الخطاب یقرءھا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فامضوا الی ذکر اللہ ترجمہ یہہ ہے کہ
واقع ہونا تبدیل الفاظ کا قرآن میں پس از انجملہ لفظ فاسعوا (یعنے پس دوڑو یا جلدی کرو) ہے کہ بجائے
لفظ فامضوا (یعنے پس جاؤ) کے کریمہ میں (یعنے آیت نویں سورہ جمعہ میں یہہ ہے) جب اذان
ہو نماز کی جمعہ کے دن تو دوڑو اللہ کی یاد کو ثبت ہوا چنانچہ (کتاب) موطائی امام مالک میں
مذکور ہے (اس طرح) کہ اسنے (یعنی امام مالک نے) سوال کیا ابن شہاب سے درباب قول اللہ
تبارک تعالی کے (یعنے درباب اس آیت کے) ای ایمان والو جب اذان ہو نماز کی جمعہ کے دن تو
دوڑو اللہ کی یاد کو پس کہا (یعنے جواب دیا) ابن شہاب نے عمر بن الخطاب (یعنے خلیفہ ثانی)
پڑھا کرتا تھا اسکو (یعنے آیت مذکورہ بالا اس طرح) جب اذان ہو نماز کی جمعہ کے دن تو جاؤ
اللہ کی یاد کو انتہی پھر اور روایتیں کتاب درمنثور سے منقول ہیں اس مضمون کی کہ حضرت عمر اور ابن
مسعود لفظ فامضوا پڑھتے تھے اور لفظ فاسعوا کو منسوخ یا باطل خیال کرتے تھے اور خوبی یہہ ہے
کہ قرآن مروجہ میں لفظ فاسعوا موجود ہے پس اس مقدمہ میں مولوی سید حامد حسین صاحب یہہ
لکھتے ہیں قولہ این روایات موجب حیرت اہل خبرست کہ ازاں در کمال وضوح ثابت است
کہ این قرآن شریف مشتمل بر بعض الفاظ غیر صحیحہ است کہ جناب خلیفہ ثانی و ابن مسعود لفظ فاسعوا
را منسوخ و باطل میدانستند و باز ہماں لفظ منسوخ در نسخ قرآن مکتوب و منسوخ گردید و حضرات اہل سنت
کہ علم خلاف خلیفہ ثانی در خواندن این لفظ می افزایند جنابش را کہ طاعن در قرآن بود کافر دانند
و یاد دست از تحریف و تشنیع بر روایات اہل حق کہ ازاں تبدیل لفظی بالفظی واضح مے شود

بریدہ از سادہ ❊

ترجمہ یہہ دو باتیں موجب حیرت آزمایش کرکے پہچان والوں کی ہیں کہ اُنسے کمال ضعیفائی سے
ثابت ہی کہ یہہ قرآن شریف بعض غیر صحیحہ الفاظ سے مشتمل ہی کہ جناب خلیفہ ثانی (یعنی حضرت عمر)
اور ابن مسعود فاسعوا کو منسوخ اور باطل جانتے تھے اور پھر وہی لفظ منسوخ (یعنے باطل) نسخہ قرآن مروجہ
میں لکھا گیا اور حضرات اہل سنت نے کہ اِس فاسعوا کے پڑھنے میں علم خلاف خلیفہ دوم کے بلند کیا
(یعنے عمر فامضوا پڑہتے تھے اور نسخہ مروجہ میں سنّی لوگ فاسعوا پڑہتے ہیں) یا تو اُن کی جناب کو (یعنے
حضرت عمر کو) کہ الزام دینے والے قرآن کے تھے کافر جانا یا ہاتھ کو تعرض اور تشنیع سے نسبت دُہُول
شیعوں کے کہ اُنسے تبدیل ایک لفظ کی دوسرے لفظ سے (قرآن) میں واضح ہوتی ہی اُٹھا لیا تھا
خلاصہ اِس قول مولوی سید حامد حسین صاحب کا یہہ ہی کہ جب حضرت عمر نے لفظ فاسعوا
کو منسوخ اور باطل قرار دیا اور سنی لوگ اُسی لفظ کو قرآن میں پڑھتے ہیں تو یا تو ثابت ہُوا کہ سنی لوگ
حضرت عمر کو کافر جانتے ہیں کہ اُنہوں نے قرآن کا اصلی لفظ فاسعوا سمجھا یا وہ یہہ مانتے ہیں کہ قرآن
میں تبدیل الفاظ کی واقع ہوئی ہی جیسے شیعے کہتے ہیں اور اِس وجہہ سے سنی لوگ اور شیعے لوگ
برابر ہوئے اور شیعوں پر سنیوں کا کچھہ اعتراض نہ رہا جیسے مولوی شاہ عبد العزیز صاحب نے کیا تھا
(دیکھو دفعہ ۱۵۴) ✤

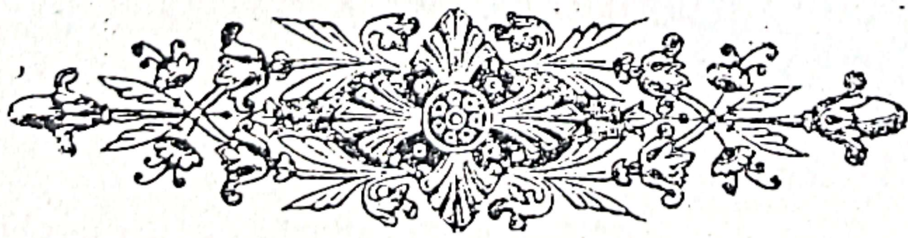
پھر مولوی سید حامد حسین صاحب درباب تبدیل ایک اور لفظ کے اِس طرح لکھتے ہیں
قوله از انجملہ است کہ بجائے انی انا الرزاق ذو القوۃ المتین ان اللہ هو الرزاق در مصحف
موجود ست چنانچہ در صحیح ترمذی مذکور است الخ ترجمہ ازانجملہ ہی کہ بجائے میں جو ہوں میں ہوں
روزی دینے والا زور اور مضبوط کے اللہ جو ہی وہی ہی روزی دینے والا (زور آور مضبوط) مصحف
(قرآن مروجہ سورہ ذاریات آیت ۵۸) میں موجود ہی چنانچہ صحیح ترمذی مذکور ہی الخ آگے جا کر صحیح

ترمذی وغیرہ سے روایتیں اس باب میں مذکور ہیں یہہ تبدیلی جملہ کی ہمنے دفعہ ۱۳۹ فصل دوم گذشتہ میں تفسیر بیضاوی سے بیان کی ہے اور ایسی تبدیلی الفاظ فصلوں اول اور دوم گذشتہ میں بہت بیان ہو چکی ہیں پس جو اور تبدیل الفاظ مولوی سید حامد حسین صاحب نے اپنی کتاب استقصا الافحام واستیفاء الانتقام فی نقض منتہی الکلام میں بیان کی ہیں اُن کو ہم بخوف طوالت اِس رسالہ مختصر میں نہیں درج کرتے ہیں *

دفعہ ۱۶۸ - فصل سوم دفعہ ۴۲ گذشتہ میں مولوی شاہ عبد العزیز صاحب کا قول بطور طعن کے شیعوں پر یہہ تھا کہ شیعوں کے نزدیک قرآن درجہ اعتبار سے ساقط ہوا اور قابل تمسک نہیں رہا اسواسطے کہ بہت سی تحریف نے اُس میں راہ پائی اور اُس میں بہت احکام منسوخ ہو گئے اور بہت سی آیتیں اور سورتیں کہ ناسخ احکام اور خاص کرنے والی احکام کی تھیں چوری گئیں اور جو کچھ قرآن میں سے باقی ہے اُس میں بعض الفاظ مبدل ہیں اور بعض زائد اور بعض ناقص فقط اور اب ناظرین پر واضح ہوا ہوگا کہ مولوی سید حامد حسین صاحب نے بخوبی ثابت کر دیا کہ جیسے قرآن لائق اعتبار اور تمسک شیعوں کے نزدیک نہ رہا ویسے ہی قرآن لائق اعتبار اور تمسک سنیوں کے نزدیک نہ رہا کیونکہ مثل شیعوں کے سنی بھی قائل ہیں کہ قرآن میں سے بہت سی آیتیں اور سورتیں جاتی رہیں اور جو قرآن سے باقی ہے اُس میں بعض الفاظ مبدل ہیں بعض زائد اور بعض ناقص - یہہ بھی واضح ہے کہ یہہ تو دو فصلوں یعنے فصل اول اور دوم گذشتہ سے بھی بخوبی عیاں ہے کہ موافق علمائے سنیوں بیضاوی وغیرہ کے اِس باقی قرآن میں بعض الفاظ مبدل میں اور بعض زائد اور بعض ناقص ہیں پس متحقق ہوا کہ موافق کل محمدیوں سنیوں اور شیعوں کے قرآن مروجہ اِس قدر محرف ہے کہ وہ درجہ اعتبار سے ساقط ہوا اور قابل تمسک نہیں رہا *

دفعہ 169 - جو اوپر بیان ہوا اُس سے ممکن معلوم ہوتا ہے کہ یہہ جو طعن مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب نے شیعوں پر کیا ہے کہ سوائے قرآن کے اور بھی وحی کی کتابیں مانتے ہیں وہ طعن بھی غلط ہو یعنے سوائے قرآن کے اور بھی مثل قرآن کے کتابیں موجود ہوں یا کھوئی گئی ہوں تفصیل اِس اجمال کی یہہ ہے کہ کتاب تحفہ اثنائے عشریہ عقیدہ سیزدھم میں شاہ عبدالعزیز صاحب بحوالہ کتب ایمہ (یعنے شیعوں کے) یہہ لکھتے ہیں۔ قولہ حضرت پیغمبر صلعم فرمود انّها الناس لم یبق من بعدی من النبوة الا المبشرات وازانجملہ آنکہ باری تعالی کتابے نازل فرمودہ بود مختوم بخواتم ذہب بسوئے پیغمبر زمان صلعم وآں جناب با میر رسانید وامیر بحضرت امام حسن ع م وھکذا الی المھدی و ہر سابق لاحق را وصیت می نمود کہ یک خاتم را ازاں کتاب فک نماید و بمضمون آں عمل نماید و علم ایمہ از ہماں کتاب است الخ ترجمہ حضرت پیغمبر صلعم (یعنی محمد صاحب) نے فرمایا اے آدمیو کچھہ باقی نہ رہا میرے بعد نبوت سے اِلا البشارتیں اور ازانجملہ یہہ کہ باری تعالی نے ایک کتاب نازل فرمائی تھی مُہر کیگئی مہروں سے آئی طرف پیغمبر زمان صلعم (یعنے محمد صاحب کے پاس آئی) اور آں جناب (یعنے محمد صاحب) نے امیر کو (یعنے حضرت علی کو) پہنچائی اور امیر نے امام حسن کو اور اِسی طرح (امام) مہدی تک اور سابق نے متصل کے (امام) کو وصیت کی کہ ایک مُہر اُس کتاب کی کھولے اور اُسکے مضمون پر عمل کرے اور علم ایمہ یعنے شیعوں کا اُسی کتاب سے ہے الخ معلوم نہیں کہ یہہ کتاب مختوم بخواتم جو کہ محمد صاحب پر سوائے قرآن کے نازل ہوئی تھی کہاں ہے سُنیوں اور شیعوں سے درخواست ہے کہ اِس کتاب کو موجود کریں تاکہ اصل حقیقت دین محمدی کی معلوم ہو فقط یہہ کہہ دینا کہ یہہ چھوٹی کتاب ہے کافی نہیں ہے شاید اِس کتاب مختوم بخواتم سے ظاہر ہو جائے کہ اصل

دین محمدی مطابق انجیل مقدس کے تھا اُسی عقیدہ سیزدہم کتاب اثنائے عشریہ میں شاہ عبدالعزیز صاحب یہہ اور لکھتے ہیں قولہ وطائفہ از امامیہ ادعائے مصحف فاطمہ نمائند کہ بحضرت زہرا بعد از رحلت پیغمبر صلعم وحی می شد و آن وحی را حضرت امیر جمیع نمودہ مصحف فاطمہ نام نہادہ الخ ترجمہ اور ایک گروہ شیعوں کا دعوی مصحف فاطمہ کا کرتے ہیں کہ بعد وفات پیغمبر صلعم (یعنے محمد صاحب) کے حضرت فاطمہ کو وحی ہوا تھا اور اُس وحی کو حضرت امیر (یعنے حضرت علی نے) جمع کرکے مصحف فاطمہ نام رکھا الخ یہہ وحی کی کتاب مشتہر ہونی چاہئے تاکہ اصل حال دین محمدی کا معلوم ہو پھر تحفہ میں یہہ لکھا ہے قولہ کید ہفتاد و ہشتم آنکہ بعضے دروغ زبان ایشاں کتابے تالیف کنند در مذہب خود دراں اصول و فروع بیان نمایند آں کتاب را نسبت کنند بحضرت صادق و بعضے رسائل خود را نسبت کنند باصحاب صادق تا جاہلان باور دارند و ایں مذہب را قبول نمائید الخ ترجمہ کید ہفتاد و ہشتم یہہ کہ اُن میں سے (یعنے شیعوں میں سے) بعضے دروغ زبان نے اپنے مذہب میں ایک کتاب تالیف کی اور اُس میں اصول اور فروع بیان کئے اور اُس کتاب کو حضرت صادق سے نسبت کی اور بعض اپنے رسائل کو صادق کے اصحاب سے نسبت کی تا جاہلان باور کریں اور اس مذہب کو قبول کریں ؎



فصل پنجم

اِس بیان میں کہ یہہ جو علماءِ محمدی سمجھتے ہیں کہ خود محمد صاحب نے خدا کے حکم سے بہت سی آیتیں اور سورتیں منسوخ التلاوہ کردیں یعنے اُن آیتوں اور سورتوں کی نسبت یہہ کہدیا کہ وہ قرآن سے خارج کیجاویں اور کبھی بطور جزو قرآن نہ پڑھی جاویں یہہ سمجھہ اُن کی صحیح نہیں ہے بلکہ اصل بات یہہ ہے کہ جو آیتیں محمد صاحب نے واسطے تالیف قلوب بت پرستان مکہ اور یہود مدینہ کے قرآن میں درج کردیں تھیں وہ منسوخ اور قرآن سے خارج کیگئیں

دفعہ ۱۷۰ - سورہ دوم یعنے سورہ بقر کی دو آیتیں ننانویں اور سو میں تفسیر حسینی کے یہہ ہیں قولہ مَا یَوَدُّ دوست ندارند اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا آنانکہ حق را پوشیدہ اند مِنْ اَھْلِ الْکِتَابِ از اہل کتاب یعنی یہود وَلَا الْمُشْرِکِیْنَ و نہ مشرکان اَنْ یُّنَزَّلَ عَلَیْکُمْ آن کہ فرو فرستادہ شود بر شما مِنْ خَیْرٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ ہیچ نیکوئی از پروردگار شما مراد وحی است و قرآن کہ جامع ہمہ خیرہا ست یعنی یہود نمے خواستند کہ نبوت با آل اسمعیل انتقال کند و مشرکان را داعیہ آن بود کہ پیغمبری بولید مغیرہ و با نعیم ثقفی رسد وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ و خدائے اختصاص میکند بِرَحْمَتِہٖ بہ نبوت

و وحی خود مِن یشاء ہر کہ را میخواہد واللہ و خدا اے ذو الفضل العظیم خداوند فضل بزرگ نست بر ہر کہ خواست او را نبوت دادہ و در صفت فضل بعظمت اشعار یست بر آنکہ فرد فضل او فضل است افزوں از عدد ؛ لطف او لطفی ست بیروں از شمار ؛ مَا نَنْسَخْ ہر چہ منسوخ میگردانیم مِنْ اٰیَۃٍ از ایت قرآن بر وفق مصالح خلق و مقتضائے زمان اَوْ نُنْسِهَا یا فراموش گردانیم آنرا و از دلہا محو بریم نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَا بیاریم بہتری از آں آیت منسوخہ چنانچہ مصابرت یک غازی را بادہ تن از کافراں منسوخ کرد و بادو تن مقرر ساخت اَوْ مِثْلِهَا یا بیارم مانند آنکہ نسخہ کردہ ایم در منفعت و مثوبت با وجود رعایت مصلحت چوں تحویل قبلہ از بیت المقدس بکعبہ اَلَمْ تَعْلَمْ آیا نمے دانی خطاب با منکران نسخ است جہوداں در نسخ مجادلہ میکردند و میگفتند کہ آں شیما نیست و بر خدائے روا نیست واز حکمت الٰہی و مصلحت بادشاہی در نسخ احکام غافل و ذاہل بودند حق تعالیٰ میفرماید کہ ای منکر مجادلہ آیا معلوم نداری یعنی میدانی اَنَّ اللّٰہَ آنکہ حق سبحانہ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ از ہمہ چیزہا خود اثبات و انشا قَدِیْرٌ توانا ست بر کمال انتہی ؁

ترجمہ مذکورہ بالا کا ؛ نہیں دوست رکھتے ہیں وہ جنہوں نے حق کو چھپایا ہے اہل کتاب میں سے یعنے یہود اور نہ بت پرست لوگ (مکہ) کے (یعنے مکہ اور مدینہ کے یہودی لوگ اور بت پرست لوگ جو محمد صاحب کی رسالت پر ایمان نہ رکھتے اِس بات کو پسند نہ رکھتے تھے) کہ نازل ہوئی تم پر (یعنے محمد صاحب اور اُن کی وساطت سے اُن کے ساتھی مسلمانوں پر) کوئی خیر یا اچھی بات تمہارے پروردگار کیطرف سے اور (اِس خیر کی بات سے) مراد ہے وحی اور قرآن اور احکام سب چیزوں کی یعنے یہودی نہیں چاہتے تھے کہ نبوت (اولاد اسحاق سے) اولاد اسمعیل کی طرف انتقال کرے (یعنے یہودی لوگ یہہ تو مانتے تھے اور آجتک مانتے ہیں کہ اُن کا نبی

آخرالزماں خاندان اسحاق اور یعقوب یعنی خاندان اسرائیل سے آخر زمانہ میں ظہور کریگا اور اُن کو کل قوموں پر کہ اُن کے نزدیک کفار تھیں یعنے بت پرست قوموں اور عیسائیوں پر فتح دلوائیگا اور اُن کو بیت المقدس کہ محمد صاحب کے زمانہ میں آدمی عیسائیوں کی عملداری میں تھا بحال کریگا اور وہ نہیں مانتے ہیں کہ کوئی نبی خاندان اسمعیل سے ہوگا اور چونکہ محمد صاحب خاندان اسمعیل سے تھے اور نہ خاندان اسرائیل سے پس یہودی لوگ محمد صاحب کی نبوت نہیں مانتے تھے اور نہیں چاہتے تھے کہ محمد صاحب کا دعوی نبی ہونیکا قایم ہو) اور بت پرست لوگوں (دلمیں) کا یہہ داعیہ تھا کہ پیغمبری ۔ لبید مغیرا اور نعیم سقفی کو پہنچے (یعنے محمد صاحب کو حق رسول خدا ابن کا نہیں تھا بلکہ بت پرست رؤسا مکہ مثل ولید مغیرہ وغیرہ کو جو بت پرستی مکہ کو قایم کرتے اور نہ کہ اُس کو رد کرتے جیسے محمد صاحب نے کیا) اور خدا مخصوص کرتا ہے اپنی نبوت اور وحی سے ہر کسی کو کہ چاہتا ہے اور خدا خداوند فضل بزرگ کا ہے ہر کسی پر کہ چاہا اُس کو نبوت دی اور صفت فضل کی عظمت میں شعر ہیں یہہ کہ قدر فضل اُس کا فضل ہے زیادہ شمار سے : لطف اُسکا لطف سے باہر شمار کے ٭ جو کچھہ ہم (یعنے خدا) منسوخ کرتے ہیں آیت قرآن سے واسطے فائدہ بھلائی خلق کے اور واسطے مقتضائے زمانہ کے یا ہم فراموش کراتے ہیں اُس (آیت قرآن) کو اور (مسلمانوں کے) دلوں میں سے لیجاتے ہیں (یعنے دور کرتے ہیں) تو ہم لاتے ہیں (ایک اور آیت) بہتر اُس آیت منسوخہ سے چنانچہ صبر کرنے ایک غازی کو دس آدمیوں کافر سے منسوخ کیا اور دو آدمیوں (کافر) سے مقرر کیا یا ہم لاتے ہیں (ایک اور آیت) مانند اُس (آیت) کے جسکو ہم نے منسوخ کیا بلحاظ نفع اور بدلے نیکی کے باوجود رعایت مصلحت کے جیسے تبدیلی قبلہ بیت المقدس سے کعبہ کو (یعنے جیسے منسوخ یا فراموش کرایا جانا آیت کا جس میں حکم بیت المقدس

کو قبلہ نماز مقرر کرنے کا تھا اور اُسکی مانند ایک اور آیت کا لانا جس میں حکم کعبہ کو قبلہ نماز مقرر کرنیکا ہی کیا تو نہیں جانتا ہی خطاب منکروں نسخ کیطرف ہی یہودی لوگ درباب نسخ کے جھگڑا کرتے تھے اور کہتے تھے یہہ (نسخ) پشیمانی ہی اور خدا کے لئے روا نہیں ہی کہ اپنے حکم کو منسوخ کرے) اور حکمت الٰہی اور مصلحت بادشاہی سے درباب نسخ احکام کے (یہودی لوگ) غافل اور درونگو تھے خدا تعالےٰ فرماتا ہی کہ ای منکر جھگڑنے والے آیا تو نہیں جانتا ہی یعنے تو جانتا ہی اِسکو کہ حق سبحانہ سب چیزوں پر (جیسے) محو کرنا اور تصنیف کرنا ساتھہ کمالیت کے قادر ہی انتہیٰ ٭

دفعہ ۱۷۱ - تفسیر حسینی مذکورہ بالا اکثر مطابق مضمون آیتوں کے ہی مثلاً یہہ جو آیت ہی کہ دل اُن لوگوں کا جو اہل کتاب میں سے یعنے یہودیوں سے منکر ہیں یہہ نہیں چاہتا کہ محمد صاحب اور اُن کی اُمت پر کوئی نیکی کی بات خدا کی طرفسے نازل ہوا الخ اِس آیت کے صاف یہی معنے ہیں کہ یہودی لوگ ہرگز نہیں چاہتے تھے کہ وحی اور نبوت کسی شخص پر خاندان اسمٰعیل مثلاً محمد صاحب پر نازل ہو کیونکہ سچے مسیح حضرت عیسیٰ ابن مریم سے کہ خاندان اسرائیل اور حضرت داؤدمیں سے تھے منکر ہو کر یہود زمانہ محمد صاحب میں اور آجتک ایک اور نبی آخرالزمان خاندان اسرائیل کے منتظر رہے ہیں البتہ اگر محمد صاحب شریعت موسوی کے بالکلیہ تابع ہو جاتے یعنے مذہب یہودی اختیار کرتے تو بیشک اُنسے یہودی لوگ مدینہ کے راضی اور خوش ہو جاتے لیکن جب اُنہوں نے دیکھا کہ آیت قرآنی جس میں بیت المقدس قبلہ نماز مقرر کیا گیا منسوخ اور محو ہوگئی اور اُسکی مانند ایک اور آیت جس میں کعبہ قبلہ نماز مقرر کیا گیا اُس کی جائے قائم ہوگئی اسوقت وہ محمد صاحب کے سخت مخالف ہوگئے اور اعتراضاً کہنے لگے حکم کے منسوخ کرنے میں تو پشیمانی ہی اور یہہ لائق خدا نہیں - اِسی طرح یہہ جو آیت میں لکھا ہی کہ دل مشرکوں یعنے بت

پرستوں مکہ کا بھی نہیں چاہتا کہ محمد صاحب اور اُنکی اُمت پر کوئی نیکی کی بات خدا کیطرف سے نازل ہو
اِس کے بھی صاف یہی معنے ہیں کہ بت پرست لوگ مکہ کے ہرگز نہیں چاہتے تھے کہ وحی اور نبوت
محمد صاحب پر نازل ہو کیونکہ محمد صاحب اُن کی بت پرستی کو رد کرتے تھے اور بُرا کہتے تھے وہ تو کسی
ایسے شخص مثل ولید مغیرہ کا نبی ہونا دل سے چاہتے تھے جو اُن کی بت پرستی کی تائید و طرفداری
کرے اِس جائے بمقتضائے مضمون آیت قرآنی کے صاحبِ تفسیر حسینی پر لازم تھا کہ جیسے اُنہوں نے
منسوخ اور محو ہونا ایسی آیت قرآنی کا جس میں موافق مذہب یہودیوں کے بیت المقدس قبلہ نماز
قائم ہوا تھا اور اُس آیت کی مانند ایک اور آیت کا جس میں کعبہ قبلہ نماز مقرر ہوا نازل ہونا بیان کیا
ہے اِسی طرح اُن کو منسوخ اور محو ہونا ایک ایسی آیت قرآنی کا بیان کرنا چاہئے تھا جس میں کہ کوئی
بات موافق بت پرستوں مکہ کے ہوتی اور پھر نازل ہونا ایک ایسی آیت کے بیان کرتے جو آیت
منسوخہ سے بہتر ہوتی کہ اُس سے بت پرست لوگ سخت ناراض اور معترض ہوتے لیکن صاحب
تفسیر حسینی نے یہہ نہیں کہا بلکہ ایک اور مثال لکھی ہے کہ بالکلیہ بے محل اور نامطابق مضمون آیت
قرآنی کی ہے ناظرین غور فرماویں حقیقت یہہ ہے کہ جیسے محمد صاحب نے واسطے تالیفِ قلوب یہودیوں
مدینہ کے ایک آیت بیت المقدس کے قبلہ نماز ہونے کے پڑھ دی تھی اور پھر جب دیکھا کہ یہودی
لوگ سرکش رہے اور ایمان نہیں لاتے تو اُس آیت کو منسوخ اور محو کیا اور اُس کی مانند ایک اور آیت
کعبہ کے قبلہ نماز ہونے کی قائم کی اُسی طرح محمد صاحب نے واسطے تالیفِ قلوب بت پرستوں
مکہ کے ایک آیت بتوں کعبہ کی تعریف اور بزرگی میں پڑھ دی پھر دیکھا کہ بت پرست اُن کی رسالت
پر کچھ ایمان نہیں لاتے تو اُس آیت بت پرستی کو بھی منسوخ اور محو کیا اور اُسکی جائے اُس سے
بہتر آیتیں قائم کیں اور اِس سے بت پرست لوگ ایسے مخالف ہوئے کہ محمد صاحب کو چند روز

بعد مکہ سے مدینہ کو ہجرت کرنی پڑی اس اجمال کی تفصیل آگے مذکور ہوگی +

بیان منسوخ اور محو ہونے ایک بت پرستی کی آیت قرآنی کا اور اس کی جائے اسکی ناسخ آیتوں کے قائم ہونیکا

دفعہ ۱۷۲ - قرآن کی سورہ بست و دوم یعنے سورہ حج میں چار آیتیں متصل اور
پیوستہ آیت پنجاہ و یکم سے لگا کر آیت پنجاہ و چہارم تک یہہ ہیں ۵۱ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ
رَسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ
ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۵۲ لِيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ
قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ۵۳ وَّلِيَعْلَمَ
الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ وَاِنَّ اللّٰهَ
لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۵۴ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ
مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ +

ترجمہ آیتوں مذکورہ بالا کا ۵۱ اور (ای محمد تو گھبرا مت یہہ کوئی نئی بات نہیں ہے کہ تیری تمنی میں شیطان نے کچھہ ملا دیا کیونکہ) نہیں ارسال کیا ہم نے قبل تیرے کوئی رسول اور نہ کوئی نبی اِلا جب اُس رسول یا نبی نے کچھہ تمنی کی ملا دیا کچھہ شیطان نے اُس کی تمنی میں پس منسوخ کرتا ہے اللہ اُسکو جو ملا دیا شیطان نے پھر قائم کرتا ہے اللہ (بجائے ملاوٹ شیطانی منسوخہ کے) اپنی آیتیں اور اللہ عالم ہے حکیم ۵۲ (اور اللہ نے یہہ ملاوٹ شیطانی ہونے دی) اِسواسطے کہ وہ مقرر کرتا ہے اُسکو جو شیطان نے ملا دیا ایک امتحان اُنکے لئے جن کے دلوں میں مرض

(شک اور نفاق کا) ہے اور جن کے دل سخت ہیں اور ظالم لوگ (یعنے بُت پرست لوگ مکہ کے) تو مخالفت
میں بعید (یعنے نہایت درجہ پر) ہیں ۵۳ اور (بھی اللہ نے ملاوٹ شیطانی ہونے دی)
اس واسطے کہ جان لیں وہ جن کو علم ملا ہے کہ وہ یعنے قرآن حق ہے تیرے رب کیطرف سے (یعنے جن کو
معلوم ہے کہ سوائے حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ کے کہ کل بنی آدم اور اسی واسطے کل رسول اور
نبی مس شیطانی سے آلودہ ہیں جیسے سورہ آل عمران آیت ۳۶ دیکھو اور تفسیر بیضاوی وغیرہ سے ظاہر ہے
اور شیطان کے اغوا میں آجاتے ہیں یہہ کوئی نئی بات نہیں کہ محمد صاحب بھی اغوائے شیطانی
میں آگئے اور اللہ محافظ ہے اپنے رسولوں اور نبیوں کا چنانچہ اُسنے اُس کو جو شیطان نے محمد صاحب
کی تمنّی میں ملا دیا تھا منسوخ اور محو کر دیا اور اپنی آیتیں توحید کی اُس کی جائے قایم کیں پس
ایسے علم والے لوگ جان لیں کہ قرآن حق ہے خدا کی طرف سے) پس ایمان لاتے ہیں اُس (قرآن)
پر اور اُس (قرآن) کے سامنے اُن کے دل نرم ہوتے ہیں (یعنی) وہ مثل سخت دل لوگوں مذکورہ
بالا کے نہیں ہیں کہ بہ سبب ملاوٹ شیطانی کے وہ قرآن کے حق ہونے سے منکر ہو جاویں بلکہ وہ
نرم دل ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ گو ملاوٹ شیطانی ہوئی لیکن خدا نے اسکو منسوخ اور محو کیا پس قرآن
تحقیق خدا کی طرف سے ہے) اور تحقیق اللہ ہادی ہے اُنکا جو ایمان لاتے ہیں طرف رستہ مستقیم کے
۵۴ اور ہمیشہ رہینگے وہ جو کافر ہیں (یعنے بُت پرست مکہ کے) شک میں درباب اسکے (یعنے
متعلق درباب ملاوٹ شیطانی کے کہ وہ تمنّی محمد صاحب میں واقع ہوئے اور پھر وہ منسوخ ہوئی پس نہ
محمد صاحب رسول خدا ہیں اور نہ قرآن کلام اللہ ہے) حتیٰ کہ اُن پر آپہنچے گھڑی (قیامت کی)
یا آپہنچے اُن پر عذاب دن قیامت کا یا دن سخت جنگ کا (ظاہر تو مراد دن قیامت سے ہے گو
اسقدر سچ ہے کہ جب جنگ بدر میں بُت پرستوں مکہ کو سخت شکست ہوئی اور بعد ازاں مکہ

فتح ہوا اسوقت اُن کے دماغ میں سے سارا شک و شبہہ نکل گیا اور اُن کو رسالت محمد صاحب پر ایمان لانا پڑا۔ انتہیٰ +

دفعہ ۱۲۳۔ اب دیکھنا چاہیے کہ ملاوٹ شیطانی کیا تھے اور تمنی محمد صاحب کی کیا تھی کہ اُس میں وہ ملاوٹ شیطانی واقع ہوئی اور پھر منسوخ ہوئی اور اس ملاوٹ شیطانی میں ایسی کیا بات تھی کہ اُسکے باعث سے شکی لوگ درباب صداقت قرآن اور رسالت محمد صاحب کے شک میں پڑ گئے اور بت پرست لوگ مکہ کے تو ایسے مخالف ہو گئے کہ اُنہوں نے رسالت محمد صاحب کو نہ مانا جبتک بزور شمشیر اُن کو نہ سمجھا گیا اور البتہ جو اہل علم تھے اور جانتے تھے کہ سوائے حضرت مریم اور ابن مریم حضرت عیسیٰ کے سب بنی آدم اور سب رسول اور نبی اغوائے شیطانی سے خالی نہیں ہیں اُن کو کچھہ حیرانی نہیں ہوئی اور وہ ایمان پر قایم رہے مُوافق تفسیر بیضاوی کے لفظ تمنی یا اُسنے تمنی کی کے یہہ معنے ہیں قوله، وفی نفسه مایهواه یعنے اُسنے زیادتی کی کہ اپنے دل میں اُس بات کی جسکی وہ ہوا و ہوس رکھتا تھا انتہیٰ۔ اِس کی تفسیر کہ شیطان نے کچھہ ملا دیا اُس رسول یا نبی کی تمنی میں مُوافق بیضاوی کے یہہ ہے قوله، و فی تشهیه ما یوجب اشتغاله بالدنیا کما قال علیه السلام و انه لیغان علی قلبی فاستغفر الله فی الیوم سبعین مرة ترجمہ (شیطان نے ملا دیا) اُس رسول یا نبی کی آرزو میں وہ جو موجب تھا اُس رسول یا نبی کے متوجہ ہونے کے لئے دنیا کی باتوں کیطرف جیسے کہا (محمد صاحب) علیہ السلام نے کہ وہ (دُنیوی نفسانی خواہش) غنغناتی ہی میرے دل میں پس میں معافی چاہتا ہوں خدا سے ستر بار ایک دن میں انتہیٰ یہاں سے معلوم ہوا کہ محمد صاحب کے دل میں نفسانیت اور ہوا و ہوس دنیوی کا بڑا ہی غلبہ تھا۔ پس دیکھا چاہیے کہ وہ کونسی تمنی نفسانی محمد صاحب کی تھی جس میں

شیطان نے کچھہ ملا دیا اور وہ کیا بات تھی جو اُس خبیث نے ملادی اِس باب میں ایک قصّہ مشہور ہی کہ اُس کو سب مفسّرِ قرآن بیان کرتے ہیں اور بیضاوی بھی مختصر بیان کرتا ہی لیکن کہتا ہی کہ محققوں کے نزدیک یہہ قصّہ مردود ہی اور اگر صحیح ہو تو دقت ہی کہ ایمان ثابت کا ایمان تنزل سے امتیاز ہو یعنے قاضی بیضاوی کو خوف تزلزل ایمان کا ہُوا پس اُس کے نزدیک وہی لوگ محق ہیں جو اِس قصّہ کو مردود جانتے ہیں اور ظاہر ہی کہ یہہ کوئی دلیل نہیں ہی اور سوائے ازیں بیضاوی نہیں بیان کرتا ہی کہ اِس قصّہ مردود کی کیا اصل یا بنیاد تھی اور نہ یہہ کہ وہ ہوا و ہوس نفسانی محمد صاحب کی کیا تھی کہ اُس میں شیطان نے کچھہ ملا دیا اور وہ ملاوٹ شیطانی کیا تھی اور خوبی یہہ ہی کہ وہ تین آیتوں متصلہ کی وہ ایسی تفسیر کرتا ہی کہ اُس سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ قاضی بیضاوی قصّہ مردودہ کو جبراً و قہراً صحیح مانتا ہی یہہ طریق محققوں کا ہرگز نہیں ہی پس ہم اِس قصّہ کو تفسیر معالم التنزیل سے نقل کرتے ہیں کہ یہیں وہ مفصّل موافق اجماع علماء اہل اسلام کے اِس طرح مذکور ہی۔

بیان قصّہ ملاوٹ شیطانی کا جو محمد صاحب کی تمنی میں واقع ہوئی اور پھر منسوخ ہوئی موافق تفسیر معالم التنزیل کے

نسبت ملاوٹ شیطانی مذکورہ بالا کے معالم میں یہہ لکھا ہی قولہ قال ابن عباس و محمد بن کعب القرظی و غیرھما من المفسرین لما رای رسول اللہ تولی قومہ عنہ و شق علیہ ما رأے من مباعدتہم عما جاءہم بہ من اللہ تمنی فی نفسہ ان یاتیہ من اللہ ما یقارب بینہ و بین قومہ لحرصہ علی ایمانہم فکان یوم فی

مجلس لقریش فانزل اللہ تعالیٰ سورۃ والنجم فقرأھا رسول اللہ وحتیٰ بلغ قولہ افرایتم اللات والعزیٰ ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ القی الشیطان علیٰ لسانہ بما کان یحدث بہ نفسہ ویتمناہ تلک الغرانیق العلیٰ وان شفاعتھن لترتجیٰ فلما سمعت قریش ذالک فرحوا بہ الخ *

ترجمہ مذکورہ بالا کا۔ کہا ابن عباس اور محمد بن کعب القرظی اور سوائے اُن کے اور مفسرین نے کہ جبکہ دیکھا رسول اللہ (محمد) نے کہ اُسکی قوم (یعنے محمد صاحب کی برادری قوم قریش کہ بت پرست مکہ کے تھے) اُس سے ہٹی جاتی ہے (یعنے مخالفت کرتی ہے اور محمد صاحب کے رسول خدا ہونے پر ایمان نہیں لاتی ہے) اور یہہ دیکھنے سے کہ وہ قوم بت پرست مکہ کے لوگ) جُدائی یا کنارہ کرتے ہیں اُس سے جس کے ساتھہ وہ (یعنے محمد) آیا اُن کے پاس خدا کی طرف اُسکو شاق گذرتا تھا (یعنے محمد کو یہہ شاق گذرتا تھا کہ اُن کی قوم کے لوگ بت پرست قرآن کو نہیں تسلیم کرتے ہیں پس) اُسنے (یعنے محمد صاحب نے) تمنّی کی اپنے دل میں کہ خدا کیطرف سے کوئی ایسی بات اُسکے پاس آوے (یعنے قرآن میں نازل ہو) جو قربت یا دوستی پیدا کرے مابین اُسکے اور اُسکی قوم کے لوگوں کے (یعنے محمد) حرص کرتا تھا اُن کے ایمان لانے کے (مخالف بت پرستوں قریش کی اِس باعث سے تھی کہ قرآن میں اُن کے دیوی دیوتا کی بُرائی درج تھی پس تاکہ قربت اور دوستی پیدا ہو ضرور تھا کہ کوئی آیت تعریف اور بزرگی اُن کے بتوں کی قرآن میں نازل ہو چنانچہ ایسا ہی ہُوا جیسے آگے آتا ہے) پس ایک دن وہ (محمد بت پرست رؤسا) قریش کی مجلس میں تھا پس نازل کی خدا نے سورہ والنجم (یعنے قرآن کی سورہ پنجاہ وسویم) پس رسول اللہ نے اُسے پڑھا اور جب کہ وہ پہنچا اِس قول

قرآنی تک "بھلا (ای بُت پرست لوگوں قریش) تم دیکھو تو اللات اور العزی اور تیسری آخری منات کو (یہہ نام تین دیویوں کے ہیں کہ اُن کی مورتیں بُت خانہ کعبہ میں اُسوقت موجود تھیں) تو ڈالدیا شیطان نے اُسکی (یعنے محمد صاحب کی زبان پر) وہ بات جسکا وہ خیال کرتا تھا اپنے دل میں اور جسکی وہ تمنی کرتا تھا (یعنے الفاظ آیندہ) یہہ (تین دیویوں مذکورہ بالا) نہائت نازک اور نوجوان عورتیں اعلے مرتبہ کی ہیں اور اُن کی شفاعت (یعنے سفارش خدا سے آدمیوں کو) اُمید کرنی چاہئیے پس جب (بُت پرستوں) قریش نے یہہ سُنا وہ خوش ہو گئے الخ"

دفعہ ۱۷۴۔ یہہ تفسیر معالم موافق آیت قرآنی کے ہی کہ اُس میں لکھا ہی جس رسول یا نبی سابق نے تمنی کی یعنے بقول بیضاوی زیادتی سے ہواؤ ہوس کی تو اُس کی تمنی میں شیطان نے کچھہ ملا دیا اور ظاہر ہی کہ اِس تمنی سے تمنی ناجایز اور خلاف مشیت ایزدی مُراد ہی مثلاً سورہ اعراف وغیرہ میں مذکور ہی کہ حضرت آدم اور حوا کو شیطان نے یہہ ترغیب دی تھی کہ اگر وہ میوہ ممنوع کو کھا لینگے تو وہ ہمیشہ زندہ رہینگے اور کبھی نہ مرینگے پس یہہ تمنی ہمیشہ زندہ رہنے کی اُن کے دل میں قایم ہوئی اور اسیواسطے اُنہوں نے موافق قول شیطان کے عمل کیا یعنے میوہ ممنوع کو کھا لیا پس ظاہر ہی کہ حضرت آدم اور حوا کا فقط عمل ہی شیطان کی ملاوٹ کا نہ تھا بلکہ تمنی بھی شیطانی تھی اگر وہ قول شیطان کو جھوٹ سمجھتے تو یہہ تمنی کیوں پیدا ہوتی اور یہی حال تمنی حضرت موسیٰ کا ہی کہ اُس کے موافق اُنہوں نے ایک شخص مصری کے گھونسا مارا اور وہ مر گیا اور حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ یہہ خطا مجھہ سے شیطان کے اغوا سے ہوئی جیسے سورہ قصص میں مذکور ہی اور یہی حال تمنی سب رسولوں اور نبیوں اور کل بنی آدم کا ہی کہ اُس تمنی کے موافق فعل شیطانی سرزد ہوتا ہی غرضکہ جس تمنی کا ذکر آیت قرآنی میں ہی اُس سے تمنی ناجائز مراد ہی کیونکہ یہہ تو صریح غلط ہی کہ ہر قسم کی تمنی

میں شیطان ملاوٹ کرتا ہے۔ یعنے اغوا کرکے فعل گناہ کا کراتا ہے کوئی بشر خواہ رسول خواہ نبی خواہ عوام میں
سے ایک لحظہ تمنّی سے خالی نہیں اور ہر تمنّی ایسی نہیں کہ اُس میں شیطان اپنی ملاوٹ کرسکے مثلاً سب
آدمی چاہتے ہیں کہ اُن کی آمدنی اِس قدر ہو کہ وہ اور اُن کے عیال و اطفال آرام سے رہیں یہہ بھی تمنّی
عام ہے لیکن سب لوگ اِس آمدنی کے پیدا کرنے میں بے دیانتی اور فریب اور دغابازی کو کام میں نہیں
لاتے ہیں بہتیرے بندے خدا ایسے کہ طرح طرح کی جائز کوشش اور محنت کرتے ہیں اور توکل خدا پر رکھتے
ہیں اور کامیاب ہوتے ہیں ہمیشہ زندہ رہنے کی تمنّی جایز تھی اگر واسطے اُسکے پورا ہونے کے حضرت
آدم اور حوا خدا سے دعا مانگتے اور یہہ تمنّی موافق ایمان کے جایز ہوتی لیکن لالچ کے مارے اُنکا ایمان
فوت ہوا اور اُنہوں نے خیال کیا کہ خدا ہمیشہ کی زندگی دے یا نہ دے لیکن اُسکے حاصل ہونے کی
یہہ کیا سہل ترکیب ہے کہ جب میوہ ممنوع موجودہ کے کھانے سے جھٹ پٹ حیات ابدی ملجاوے
یہہ تمنّی ناجایز اور بے ایمانی کی تھی پس اُس میں ملاوٹِ شیطانی کارگر ہوگئی اِسی طرح اُسکا ڈر نہ تھا
بلکہ محمد صاحب پر لازم تھا کہ تمنّی واسطے ایمان لانے اپنی برادری کے بت پرست لوگوں کی کرتے
اور خدا سے دعا مانگتے کہ اُن کے دلوں کو پھیرے یا کوئی معجزہ جو وہ طلب کرتے تھے اُن کو دِکھلاوے
تاکہ وہ بت پرستی کو ترک کرکے خداپرستی اختیار کریں لیکن یہہ تمنّی محمد صاحب کی ناجایز تھی کہ
قرآن میں کوئی ایسی بات نازل ہو کہ اُس سے بت پرست لوگ اُنکے راضی اور خوش ہو جاویں
اور اُن کو رسول خدا مانیں اور اُن بت پرستوں کی خوشی یہہ تھی کہ محمد صاحب کوئی اَور قرآن
لادیں یا اسی قرآن کو بدل ڈالیں کہ اُس میں بُرائی اُن کے بتوں کی نہ ہو بلکہ اُن کی بھلائی اور
بزرگی درج ہو اور وہ کہتے تھے کہ اے محمد ہم مانتے ہیں کہ ایک خدا خالق اور مالک ہے لیکن ہماری
دیویاں اللات اور العزیٰ اور مناۃ وسیلہ میں قربت کا خدا سے اس میں کونسی بزرگی خدا

کی گھٹ گئی غرضکہ بت پرست لوگ مکہ کے ایسی تقریریں کیا کرتے تھے جیسے بعض عقلا لوگ ہماری قوم ہنود کے کیا کرتے ہیں کہ بیشک ایک پرمیشر یا خدا خالق اور مالک ہے لیکن ہماری دیوی دیوتا مثل کارکن اور اہل کار خدا یا دشاہ کے ہیں بغیر ان کے رسائی خدا تک نہیں ان کی اول پوجا کرنی چاہئے خلاصہ یہہ کہ محمد صاحب کے دل میں تقریریں بت پرست لوگوں مکہ کی اثر کر گئیں کیونکہ بقول بیضاوی محمد صاحب کے دل میں نفسانی خواہشوں دنیوی کا بہت غلبہ تھا حتی کہ وہ ہر روز ستر بار خدا سے معافی مانگتے تھے پس ان کو یہہ لالچ پڑا تھا کہ کسی طرح ساری قوم میرے تابع ہو جاوے اور میں رسول خدا مانا جاؤں پس جو دل میں تھا وہ ظاہر ہو گیا یعنے محمد صاحب نے سورہ والنجم میں آیت مذکورہ بالا بتوں کعبہ کی شفاعت کے باب میں پڑھ دی تھی ملاوٹ شیطانی اور اسکی بنیاد تمنی ناجائز باطنی تھی محمد صاحب کی حالت کچھ مثل حالت حضرت ہارون کے تھی۔ توریت کی کتاب خروج باب سی و دوم میں مذکور ہے جب حضرت موسیٰ کوہ طور پر گئے ہوئے تھے بنی اسرائیل نے کہ عادی بت پرست مصر کے تھے یہہ درخواست کی کہ بجائے خدا کے ہمکو عجل یا بچھڑے کا بت بنا دو چنانچہ سونے کے زیوروں کو پگلا کے حضرت ہارون نے ایک بت بچھڑے کا بنا دیا اور اسکی پوجا کا حکم دیا جب حضرت موسیٰ پہاڑ سے واپس آئے تو وہ بہت غصہ ہوئے اور حضرت ہارون سے پوچھا کہ تو نے کیا کیا حضرت ہارون نے سارا الزام شرارت بنی اسرائیل پر ڈالا اور کہا کہ ان کی خاطر بچھڑے کا بت بنا دیا ذرا فرق سے یہی حال قرآن کی سورہ اعراف میں لکھا ہے حضرت ہارون کو بھی تمنی ناجائز تھی یعنے یہہ کہ سرکش بنی اسرائیل کو خوش کر دیں یعنے ان کے خوش کرنے کے لئے بت پرستی ہونے دیں تاکہ بے خطرہ جان کے رہیں پس شیطان کی ملاوٹ اس تمنا حضرت ہارون میں بلا شک ہوئی اور انکا سخت گناہ ہوا اسی طرح رؤسا بت پرست مکہ کو خوش کرنے کے لئے موافق

اُن کی آرزو کے محمد صاحب نے ایک آیت درباب تعریف اور بزرگی بتوں کعبہ کے قرآن کی سورۃ والنجم میں پڑھہ دی تاکہ سب مکہ والے اور سب عرب کی قومیں کہ کعبہ کی بُت پرستی کو مانتی تھیں قائل رسولِ خدا ہونے محمد صاحب کے ہو جاویں۔ الغرض یا ملاوٹ شیطانی بوساطت بُت پرستوں مکہ کے تمنّیٰ ناجائز محمد صاحب میں داخل ہوئی ٭

دفعہ ۱۷۵ - بعض علماء اہلِ اسلام میں سے اِس قصہ ملاوٹِ شیطانی سے نہایت ہی پریشان ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر یہہ قصہ صحیح ہے تو ایمانِ محمدی کا ٹھکانا نہیں پس وہ اِس قصہ کی تاویلیں کرتے ہیں اور جو تاویل کئی تفسیروں میں دیکھی گئی وہ یہہ ہے کہ تمنّیٰ کے معنے پڑھا بھی ہے پس جب محمد نے یہہ آیت سورہ والنجم کی پڑھی افرایتم اللات والعزیٰ ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ یعنے بھلا دیکھو تم اللات اور العزیٰ اور تیسری اخری (دیوی) مناۃ کو اُس وقت محمد صاحب ذرا ٹھہرے اور اِس توقف کے زمانہ میں شیطان نے آواز محمد صاحب میں یہہ پڑھہ دیا تلک الغرانیق العلیٰ وان شفاعتھن لترتجیٰ یعنے یہہ نہایت نازک اور نوجوان عورتیں اعلےٰ مرتبہ کی ہیں اور اُن کی شفاعت کی اُمید کرنی چاہیئے انتہیٰ پس سامعین بُت پرستوں نے خیال کیا کہ محمد صاحب نے یہہ تعریف اُن کے بتوں کی پڑھی ہے اور وہ خوش ہوگئے لیکن اصل میں محمد صاحب نے کچھہ بھی نہ پڑھا تھا یہہ تاویل کئی وجہوں سے بالکلیہ باطل ہے اور ہم فقط ایک وجہہ بیان کرتے ہیں یعنے اگر یہہ تاویل صحیح ہو تو لازم آئیگا کہ موافق آیت تعزیت یعنے ۵۱ آیت سورہ حج کے کل نبی اور رسول سابق کے ساتھہ یہہ حادثہ ہوا ہو کہ جب کسی نے اُن میں سے کلام خدا کا پڑھا اُثنا اُن کے پڑھنے میں شیطان بھی اُس رسول یا نبی کی آواز میں کچھہ کفر کی بات بول بیٹھا اور اُس نبی کی قوم سامعین نے خیال کیا کہ یہہ کفر کی بات اُس نبی یا رسول نے پڑھی اور سوا ئے

ازیں یہہ بھی لازم آتا ہی کہ جب محمد صاحب نے قرآن پڑھا ہر بار شیطان نے اُس پڑھنے میں کچھ ملا دیا غرضکہ ایسی خرافات تو بالکلیہ خلاف قرآن اور حدیث کے ہیں - حق وہی جو ہم نے پہلے بیان کیا کہ مُوافق قرآن و حدیث سوائے حضرت مریم و ابن مریم حضرت عیسیٰ کے سب بنی آدم خواہ رسول خواہ عوام خواہ نبی مس شیطانی سے آلودہ ہیں اور اِس باعث سے اُن کو تمنی یا آرزو ناجائز ہوتی ہی اور اِسی واسطے اُن سے گناہ قسم قسم کے ہوجاتے ہیں اور بھی ملاوٹ شیطانی اُن کی تمنی میں ہی ٭

دفعہ ۱۷۶ - بعض صاحب ایک اور تاویل کرتے ہیں اور وہ تاویل ہمارے قدیم اور نہائیت مہربان دوست جناب مولوی سید احمد خانصاحب بہادر کو نہائیت پسند خاطر معلوم ہوتی ہی چنانچہ اُن کی انگریزی کتاب خطبات الاحمدیہ علی العرب والسیرۃ المحمدیۃ کے اُس حصہ میں جو خطبہ علی الروایات المرویات فی الاسلام کہلاتا ہی بصفحہ ۴۶ و ۴۷ وغیرہ یہہ لکھا ہی قولہ (ترجمہ انگریزی سے) جب مُوافق عادت نبی (محمد) نے پڑھا ہی وہ سورہ قرآن کی جسکو سورہ والنجم کہتے ہیں اور اُسکے پڑھنے میں وہ پہنچا اس قول تک کیا تم دیکھتے ہو اللات اور العزیٰ اور تمہارے تیسرے بت مناۃ کو اُسوقت بعض نے کافروں میں سے بارادہ تعریف کرنے اپنے بتوں کے یہہ زیادہ کہدیا یہہ اعلےٰ مرتبہ کے بت ہیں اور اُن کی شفاعت تمہارے کام کی ہوگی - اور جب مُوافق دستور کے بعد ختم کرنے تمام سورہ کے نبی (محمد) نے اپنی نماز میں سجدہ کیا سامنے اپنے خدا کے اُسوقت کافروں نے بھی مقابلہ پر اپنے معبودوں یا بتوں کے سامنے سجدہ کیا - مسلمانوں اور کافروں دونوں میں اِس باب میں اختلاف رائے ہوا کہ وہ کون شخص تھا جس نے یہہ الفاظ (بتوں کی تعریف میں) بولے بعض نے یہہ خیال کیا کہ یہہ الفاظ کافروں نے بولے اَوروں کی رائے یہہ ہوئی کہ وہ نبی (محمد) تھا جسنے اُن کو پڑھا اور چونکہ بولنے والا اِن الفاظ

کا تحقیق نہ ہوا کہ کون تھا تو مسلمانوں نے باآوازِ بلند حقارت سے کہا کہ وہ شیطان تھا اور اسی طرح مختلف رائیں (درباب اس قصۂ القاء یا ملاوٹِ شیطانی کے) پیدا ہوئیں الخ ٭

مذکورہ بالا سے ظاہر ہے کہ جناب مولوی سید احمد خان صاحب بہادر بعد تمام تحقیق و تفتیش کے اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ بیشک جب محمد صاحب نے سورہ والنجم کو بت خانہ کعبہ میں سامنے مسلمانوں اور بت پرستوں کے پڑھا اور پڑھتے ہوئے اس قول تک پہنچے کہ کیا تم دیکھتے ہو لات اور العزیٰ اور تمہارے تیسرے بت مناۃ کو اسوقت سامعین حاضرین نے یہہ الفاظ بھی سُنے تھے کہ یہہ بت اعلےٰ مرتبہ کے ہیں اور اُن کی شفاعت تمہارے کام کی ہوگی لیکن جب مولوی صاحب اور بعض اور صاحب کہتے ہیں کہ محمد صاحب نے یہہ الفاظ ہرگز نہیں پڑھے بلکہ کسی نے بت پرستوں میں سے اور چونکہ پڑھنے والا تحقیق نہ ہوا تو بعض نے حاضرین میں سے خیال کیا کہ محمد صاحب نے پڑھے لیکن اُن کا یہہ خیال بقول مولوی صاحب غلط ہے۔ اب ہم کہتے ہیں کہ اگر مولوی صاحب قرآن کو تسلیم کرتے ہیں تو اُن کو تسلیم کرنا چاہیئے کہ خود محمد صاحب نے یہہ بت پرستی کی آیت پڑھی کیونکہ اگر یہہ سخت گناہ اُنسے سرزد نہ ہوا ہوتا تو اُن کو افسوس کیوں ہوتا اور اُن کی تعریف اور تشفی کے لئے سورہ حج میں آیت پنجاہ و یکم کیوں نازل ہوتی اس تقریر سے کہ اے محمد نہیں ارسال کیا ہم نے قبل تیرے کوئی رسول اور نہ کوئی نبی تو جب اُس رسول یا نبی نے کچھہ تمنی کی ملا دیا کچھہ شیطان نے اُس کی تمنی میں الخ کس بات میں حالت رسولوں اور نبیوں سابق کی حالت محمد صاحب سے مطابق تھی کہ یہہ آیت واسطے تشفی محمد صاحب کے نازل ہوئی جناب مولوی صاحب براہِ مہربانی بتادیں کہ کہاں لکھا ہے کہ جب حضرت آدم یا حضرت موسیٰ وغیرہ نے کلامِ خدا کو پڑھا اُس پڑھنے کے بیچ میں کسی کافر آدمی نے کچھہ کفر کی بات بولدی

پس ایمانداروں نے حقارت سے کہا کہ شیطان نے بولی اور موافق اس قول فرضی حقارت سے
آیت قرآنی میں بھی درج ہو گیا کہ یہہ کفر کی بات شیطان نے القا کر دی عرضکہ جناب مولوی صاحب
ذرا قرآن کی آیت کو بھی مطالعہ فرماویں تو امید ہے کہ وہ قبول فرماوینگے کہ موافق قرآن وحدیث
سوائے حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ ابن مریم کے سب آدمی مس شیطانی میں آلودہ ہیں اور اسی واسطے
سوائے ان کے سب رسول اور نبیوں سے کچھ نہ کچھ خطا اور گناہ سرزد ہوا اور باعث گناہ کا یہہ
ہوا کہ انہوں نے تمنی ناجائز کی اور اس تمنی ناجائز میں شیطان نے کچھ ملا دیا یعنے اغوا کیا اور
اسی طرح محمد صاحب نے یہہ تمنی ناجائز کی تھی کہ کوئی بات قرآن میں ایسی نازل ہو کہ بت
پرست لوگ مکہ کے اس سے خوش ہو جاویں اور ایمان لاویں اور وہ جانتے تھے کہ یہہ بت پرست
لوگ اپنے بتوں کو شفاعت کرنے والے خدا سے مانتے ہیں پس اغوائے شیطانی سے انہوں نے
ایک آیت ان بتوں کی تعریف میں پڑھ دی اور یہہ سخت گناہ کیا جیسے تفسیر معالم سے پہلے
بیان ہو چکا ہے محمد صاحب سے ایسا گناہ سرزد ہونا کچھ تعجب اور حیرانی کی بات نہیں ہے
کیونکہ قرآن اور تفاسیر سے ظاہر ہے کہ ان میں نفسانیت کا غلبہ تھا اس قدر کہ وہ ایک دن
میں ستر بار خدا سے معافی چاہتے تھے جیسے کہ تفسیر بیضاوی دفعہ ۴۳ میں ابھی بیان ہوا ہے +

دفعہ ۱۷۷ - دفعہ ۴۲ میں تفسیر معالم سے نقل ہوا کہ محمد صاحب نے واسطے تالیف
قلوب مکہ کے بت پرستوں کے ایک آیت سورہ والنجم میں ان کے بتوں کی تعریف میں پڑھ دی
اور اس سے وہ بت پرست لوگ خوش ہو گئے بعد اسکے تفسیر معالم میں یہہ لکھا ہے قولہ
ومضى رسول الله في قراءة فقرا السورة كلها وسجد في اخر السورة فسجد
المسلمون بسجدة وسجد جميع من في المسجد من المشركين فلم يبق

فی المسجد مؤمن ولا کافر الا سجد الا الولید بن المغیرة وابا حنیحہ سعید بن العاص فانهما اخذ حیفة من البطحاء رفعاها الی جبهتها وسجد علیہ لانهما کان شیخین کبیرین فلم لیتیطیعا السجود وتفرقت قریش وقد سرهم ما سمعوا من ذکر الهتهم یقولون قد ذکر محمد الهتنا باحسن الذکر وقالوا قد عرفنا ان اللّٰہ یحیی ویمیت ویخلق و یرزق و لکن الهتنا ھذہ تشفع لنا عندہ واذ جعلت لہما محمد نصیبا فنحن معہ الخ

ترجمہ (مذکورہ بالا کا) پس جاری رہا رسول اللہ پڑھنے (سورہ والنجم میں پس اُسنے ساری سورہ پڑھ لی اور سورۃ کے آخر ہونے پر سجدہ کیا پس سجدہ کیا مسلمانوں نے ایک سجدہ اور سب بُت پرستوں نے کہ مسجد (یعنے بُت خانہ کعبہ) میں تھے سجدہ کیا پس مسجد میں کوئی باقی نہ رہا نہ مسلمان نہ کافر مگر کہ اُس نے سجدہ کیا اِلّا (دو شخصوں) اَلْوَلِیدبن مُغِیْرَہ اور اباحنیحہ سعید بن العاص پس اُن دونوں نے مُٹھی بھر کر کنکریاں زمین پر سے لے لیں اور اُن کو اپنی پیشانی تک اُٹھالیا اور اُن پر سجدہ کیا کیونکہ وہ دونوں شخص بوڑھے تھے اور سجدہ کرنے کی طاقت نہ رکھتے تھے پس متفرق چلے گئے قریش لوگ اور تحقیق خوش کیا اُن کو اُس بات نے جو اُنہوں نے سُنی درباب اپنی دیویوں کے کہتے تھے کہ تحقیق ذکر کیا محمد نے ہماری دیویوں کا بطریق احسن اور کہا کہ ہم جانتے تھے کہ خدا جلاتا ہے اور مارتا ہے اور پیدا کرتا ہے اور رزق دیتا ہے لیکن یہہ ہماری دیویاں شفاعت کرتی ہیں ہمارے لئے اُس کے پاس پس جب محمد نے اُن کے (یعنے دیویوں کے) لئے ایک حصہ (عبادت کا) مقرر کیا تو ہم اُس کے ساتھہ ہیں (یعنے محمد صاحب کے دوست ہیں الخ)

تقریر مذکورہ بالا بت پرستوں مکہ سے ظاہر ہے کہ یہہ جو محمد صاحب نے موافق اُن کے منشا
ایک آیت قرآن کی تعریف میں اُن کے بتوں کے پڑھہ دی اُس سے خوش ہوکر وہ محمد صاحب کے
دوست تو ہوگئے لیکن اُنہوں نے یہہ تسلیم نہ کیا کہ محمد صاحب رسول خدا ہیں کہ اُن کی بالکلیہ
تابعداری کرنی چاہیئے اور یہہ خلاف تمنّی اور دلی شوق محمد صاحب کے تھا اور یہہ کیونکر ہوسکتا
تھا عجب کہ بت پرستوں نے پالیا کہ محمد صاحب نے ہماری کہی ہوئی درخواست کے موافق قرآن
میں پڑھہ دیا اور اِسکی مثال قرآن اور تفسیر میں مذکور ہے کہ ایک شخص عبداللہ بن سعد بن سرح کاتب
قرآن تھا اور اُس نے طبعاً ایک عبارت خدا کی تعریف میں بولدی اور محمد صاحب نے فرمایا کہ اِس
عبارت کو بھی قرآن میں درج کر اُس وقت ایمان عبداللہ بن سعد کا جاتا رہا کیونکہ اُس نے خیال
کیا کہ اگر محمد کو وحی ہوتی ہے تو مجھہ کو بھی وحی ہوتی ہے اور نہیں تو محمد صاحب کا دعویٰ رسول خدا
ہونیکا غلط ہے اور اُس نے قرآن میں تحریف کرنی شروع کی (جیسے دفعہ ۱۵۲ میں بیان ہوچکا ہے
پس محمد صاحب نے پالیا کہ جو مطلب اِس بت پرستی کی آیت کے پڑھنے میں تھا وہ حاصل نہ
ہوا یعنی بت پرست لوگ مکہ کے اُن کی رسالت اور نبوت پر ایمان نہ لائے پس وہ مایوس ہوئے
اور نادم ہوئے اور پچتائے کہ یہہ سخت گناہ بھی کیا اور پھر اپنے مطلب مقصود سے محروم رہے
اور ندامت محمدی کا آگے بیان ہوتا ہے ❊

دفعہ ۱۷۸ - جو کچھہ دفعہ گذشتہ میں تفسیر معالم سے نقل ہوا اُس کے آگے اُسی تفسیر
سے یہہ ہے قوله فلما امسى رسول الله اتاه جبرائيل فقال يا محمد ماذا صنعت
لقد تلوت على الناس ما لم آتك به عن الله عز وجل فحزن رسول الله
حزنا شديدا وخاف من الله خوفا كثيرا فانزل الله هذه الآية تعزية

وکان بہ رحیما ۔

ترجمہ مذکورہ بالا پس جب شام ہوئی رسول اللہ پر آیا اُس کے پاس جبرائیل اور
کہا کہ ای محمد تو نے یہہ کیا کیا تحقیق پڑھا تو نے سامنے آدمیوں کے وہ جس کے ساتھ میں نہیں
آیا تیرے پاس اللہ عز وجل کی طرف سے پس افسوس کیا رسول اللہ (محمد) نے افسوس شدید سے اور
خوف کیا اللہ سے خوف کثیر سے پس نازل کی اللہ نے یہہ آیت تسلی کی (یعنی ای محمد نہیں ارسال
کیا ہم نے قبل تیرے کوئی رسول اور نہ کوئی نبی اِلا جب کہ اُس نے تمنی کی ملا دیا شیطان نے کچھ
اُس کی تمنی میں الخ) اور ہوا اُس (آیت) کے وسیلے سے رحم کرنے والا الخ ۔

ہم پھر کہتے ہیں کہ اگر صحیح ہوتا کہ شیطان نے باواز محمد صاحب آیتوں کی تحریف میں
یا کسی بت پرست مکہ نے اُس کو چلا کے بک دیا جیسے بعض کہتے ہیں تو ممکن نہ تھا کہ اِس مضمون
کی آیت تسلی قرآن میں ہوتی غرضکہ یہہ تاویلات ناحق خلاف قرآن اور لائق اُسی کے ہیں جو
قرآن سے منکر ہو کیونکہ موافق قرآن وحدیث کے آدم کے زمانہ سے محمد صاحب کے زمانہ تک
جو رسول اور نبی گذرے اُن کا ہرگز یہہ خیال نہ تھا کہ جب اُنہوں نے خدا کا کلام پڑھا اور لوگوں
کو سنایا اُسوقت شیطان یا کسی کافر آدمی نے اُن کی آواز کی نقل کر کے کچھ کفر کی بات کہدی
اور سامعین نے نہ خیال کیا کہ اُس رسول یا نبی نے پڑھ دی خلاف اِس کے قرآن وحدیث
سے یہہ صاف ظاہر ہے کہ سوائے حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ ابن مریم کے سب آدمی خواہ
رسول اور نبی اور خواہ عوام مس شیطانی سے آلودہ ہیں اور اسی واسطے سوائے اِن دو شخصوں
مقدس موصوف کے سب رسولوں اور نبیوں سے کچھ نہ کچھ گناہ سرزد ہوا اور بنیاد ہر گناہ کی
کوئی تمنی یا ہوا و ہوس ہوتی ہے پس شیطان نے سب رسولوں اور نبیوں سابق کی تمنی میں اور

اِسی طرح محمد صاحب کی تمنی ہیں کچھ ملا دیا اور اسی طرح اُن سب سے اور محمد صاحب سے مختلف طرح کے گناہ کرائے مثلاً حضرت آدم کا گناہ یہہ تھا کہ اُنہوں نے بہ تمنی ہمیشہ جینے کے میوہ ممنوع کھالیا اور حضرت موسیٰ کا یہہ گناہ تھا کہ اُنہوں نے بہ تمنی حمائت ایکساپنی قوم کے شخص کے ایک مصری کے ایسا گھونسا مارا کہ وہ مرگیا اور حضرت ہارون نے بہ تمنی محفوظ رکھنے اپنی جان کے سرکش بنی اسرائیل کو بُت پرستی کرنے دی اور علی ہذا القیاس محمد صاحب نے بہ تمنی اس کے کہ اُنکی برادری کے لوگ بت پرست قریش اُن کی رسالت پر ایمان لاویں ایک آیت اُن کے بتوں کی تعریف میں پڑھہ دی۔ یہہ بھی واضح ہو کہ جبرئیل قرآنی کا حال رسالہ اعجاز قرآن میں مفصل مذکور ہے وہ فرشتہ جبرئیل نہ تھا بلکہ کوئی آدمی تھا +

دفعہ ۱۷۹۔ بعد اس کے جو دفعہ گذشتہ میں منقول ہے تفسیر معالم میں یہہ لکھا ہے

قوله وسمع بذالك من كان بارض الحبشة من اصحاب النبي وبلغهم سجود قريش وقيل اسلمت قريش واهل مكة فرجع اكثرهم الى عشائرهم وقالوا هم احب الينا حتى اذا دنوا من مكة بلغهم ان الذين كانوا يحدثونه من اسلام اهل مكة كان باطلا فلم يدخل احد الا بجوار او مستخفيه الخ

ترجمہ مذکورہ بالا کا۔ اور سُنا یہہ حال (مابین محمد صاحب اور بت پرستوں مکہ کے) نبی (محمد صاحب) کے اُن ساتھیوں نے جو ملک حبش میں (کہ بسبب زیادتی بت پرستوں مکہ کے وہاں ہجرت کر گئے تھے) اور اُن کو خبر پہنچی قریش کے سجدہ کرنے کی اور اَور کہا گیا کہ قریش اور اہل مکہ مسلمان ہو گئے پس اکثر اُن میں سے واپس آئے اپنے قرابتیوں کے پاس (جو مکہ میں تھے) اور کہا کہ وہ ہمکو نہائت پیارے ہیں حتی کہ جب نزدیک آئے مکہ کے اُن کو خبر پہنچی کہ جو

وہ درباب مسلمان ہوجانے اہل مکہ کے بیان کرتے تھے باطل تھا پس اُن میں سے ایک بھی داخل (مکہ میں) نہیں ہُوا الّا جوار میں یا اپنی زمین میں الخ یہاں سے معلوم ہُوا کہ بت پرست مکہ نے جو بسبب سُننے تعریف اپنے بتوں کی محمد صاحب کے ساتھ سجدہ کیا یعنے عبادت کی اِس باعث سے مسلمانوں میں یہہ مشہور ہوگیا تھا کہ بت پرست اہل مکہ مسلمان ہوگئے اور یہہ خبر حبش تک پہنچی اور وہاں جو بعض مسلمان مکہ سے بھاگے ہوئے رہتے تھے وہ اِس خبر کو سُن کر بہت خوش ہوئے اور خوشی خوشی واپس مکہ کو آئے لیکن یہاں آنکر اصل حقیقت معلوم ہوئی یعنی یہہ کہ بت پرست مکہ کے مسلمان نہیں ہوئے تھے بلکہ خود محمد صاحب بت پرست بن گئے تھے محمد صاحب آیت بت پرستی کی پڑھہ دینے سے نادم ہوئے اور اِس واسطے بت پرست مکہ کے پھر مخالف ہوگئے۔ تو حبش سے واپس آنے والے مسلمان مایوس ہوئے اور مکہ میں داخل نہ ہوئے جیسے معالم سے مذکور ہُوا اور آگے کو رہوتا ہے قولہ فلما نزلت ھذہ الایٰۃ قالت قریش ندم محمد علی ما ذکر من منزلۃ الھتنا عند اللّٰہ فغیر ذلک الحرفان اللذان القی الشیطان علی لسان رسول اللّٰہ قد وقع فی فم کل مشرک فازدادا شرا الی ما کان علیہ وشدۃ علیٰ من اسلم الخ؞

ترجمہ مذکورہ بالا ☩ پس جب نازل ہوئی یہہ آیت (تشفی کی یعنے کہ ای محمد نہیں ارسال کیا ہم نے قبل تیرے کوئی رسول اور نہ کوئی نبی الّا جب اُس نے تمنی کی کچھہ ملا دیا شیطان نے اُس کی تمنی میں الخ کہا قریش (بت پرست لوگوں) نے نادم ہُوا محمد اُس سے جو اُسنے ذکر کیا تھا درباب عزت کے مرتبہ ہماری دیویوں کے نزدیک خدا کے پس اُسنے (یعنے محمد) نے بدلا اُن حرفوں (بزرگی بتوں) کو اُن (حرفوں سے) کہ ملا دیا شیطان نے رسول کی زبان پر (یہہ بات

واقع ہوئی ہر بت پرست کے منہہ میں پس اُنہوں نے زیادہ کیا قرآن پر جو اِس پر تھے (یعنی اِس پر
کہ شیطان نے یہہ بت پرستی کی آیت محمد صاحب کی زبان پر جاری کردی تھی) اور شدت
اُن پر جو مسلمان ہوتے تھے۔ الخ +

دفعہ ۱۸۰ - بعد مذکورہ بالا کے تفسیر معالم میں معنے آیت تحریت کے یعنے اِس
آیت کے ای محمد نہیں ارسال کیا ہم نے قبل تیرے کوئی رسول اور نہ کوئی نبی اِلّا جبکہ اُس نے
تمنی کی کچھہ ملا دیا شیطان نے اُس کی تمنی میں الخ اِس طرح بیان کئے ہیں + قوله قال
الله تعالیٰ وما ارسلنا من قبلك من رسول وهو الذي يأتيه جبرئيل
بالوحي عيانا ولا نبي وهو الذي يكون نبوته الهاما او مناما وكل
رسول نبي وليس كل نبي رسولا الا اذا تمنى قال بعضهم اي احب
شيئا اشتهاه وحدث به في نفسه ما لم يؤمر به القى الشيطان في امنيته
اي مراده عن ابن عباس قال اذا احدث القى الشيطان في حديثه
وجد اليه سبيلا ما من نبي الا اذا تمنى ان يؤمن قومه ولم
يتمن ذلك نبي الا القى الشيطان عليه ما يرضى قومه +

ترجمہ مذکورہ بالا کہا اللہ تعالیٰ نے اور ای محمد نہیں ارسال کیا ہم نے قبل
تیرے کوئی رسول رسول وہ ہے جس کے پاس آتا ہے جبرئیل ساتھہ وحی ظاہر کے اور نہ کوئی نبی
نبی وہ ہے جسکو نبوت ہوتی ہے الہام سے یا خواب سے اور ہر رسول نبی ہے اور ہر نبی نہیں ہے
رسول اِلّا جب اُس نے تمنی کی کہا بعض نے یعنے (جب اُس نے) نہایت محبت کی کسی شے
سے اور اشتہا کی اور خیال کیا اُس کا اپنے دل میں جس کا اُسکو حکم نہیں ہے (اُس وقت) کچھہ

ملا دیا شیطان نے اُس کی تمنی یعنے اُس کی مرادمیں ❊

ابنِ عباس سے روایت ہو کہ اُس نے کہا کہ جب (رسول یا نبی نے) خیال کیا کچھ ملا یا شیطان نے اُس کے خیال میں اور پایا اُس کی طرف ایک راستہ (اِس طرح کہ) نہیں کوئی نبی اِلّا جب اُس نے تمنی کی کہ ایمان لاوے اُسکی قوم اور نہیں تمام ہوئی یہہ (تمنی نبی کی اِلّا ملا دیا شیطان نے اُس (تمنی) میں وہ بات جو راضی کرتی ہو اُس کی قوم کو الخ ❊

قول بعض علماء محمدی کا جو اُوپر بیان ہوا یہانتک بیشک صحیح ہو کہ آیت مذکورہ بالا میں لفظ تمنی کے یہہ معنی ہیں کہ رسول یا نبی نے کسی ایسی بات کی نہائت شوق سے اپنے دل میں ہوا و ہوس کی اور اُس کا بہت خیال اپنے دل میں کیا جس بات کا حکم خدا اُس رسول یا نبی کو نہ تھا پس اِس ناجائز اور شدت کی تمنی میں شیطان نے کچھ ملا دیا اور رسول یا نبی سے گناہ ہوا جیسے مفصل پہلے بیان ہو چکا ہو لیکن قول حضرت ابن عباس کا صحیح نہیں ہو سکتا ہو کہ ہر رسول اور نبی نے جب یہہ تمنی ناجائز واسطے ایمان اپنی قوم کے کی اور یہہ تمنی تمام نہ ہوتی تھی کہ شیطان نے اُس تمنی میں ایسی بات ملا دی جو اُس قوم کو خوش کرتی تھی کیونکہ یہہ بات قرآن وحدیث میں رسول اور نبی سابق کی نسبت نہیں دیکھی یا سنی اور حقیقت موافق قرآن اور حدیث کے یہہ ہو کہ سوائے حضرت مریم و ابن مریم حضرت مسیح کے سب بنی آدم اور سب رسول اور نبی سے باغوائے شیطان کچھ نہ کچھ گناہ سرزد ہوا اور چونکہ کوئی گناہ سرزد نہیں ہوتا ہو بلا کسی تمنی کے تو اغوائے شیطان سے بھی مراد ہوتی ہو کہ شیطان اُس تمنی میں کچھ ملا دیتا ہو پس سوائے حضرت مریم و حضرت عیسیٰ کے سب رسولوں اور نبیوں سے مختلف اقسام کے گناہ سرزد ہوئے اور محمد صاحب سے ایک گناہِ عظیم یہہ ہوا کہ واسطے تالیفِ قلوب

بت پرستوں تک کے انہوں نے ایک آیت بتوں کی تعریف میں قرآن میں پڑھ دی - معنے لفظ تمنی کے موافق بعض کے بیان ہو چکے آگے تفسیر معالم میں اسی لفظ کے معنے موافق رائے اکثر علمائے محمدی کے مذکور ہیں ۔

دفعہ ۱۸۱ - بعد مذکورہ بالا کے تفسیر معالم میں یہہ لکھا ہے قوله فينسخ الله ما يلقي الشيطان واكثر المفسرين قالوا معنى قوله تمنى اي تلا وقرأ كتاب الله تعالى القى الشيطان في امنيته اي في تلاوته قال الشاعر في عثمان حين قتل تمنى كتاب الله اول ليلة واخرها لاقى حمام المقادر الخ ۔

ترجمہ مذکورہ بالا - پس منسوخ کرتا ہے اللہ اس کو جو ملاتا ہے شیطان اور اکثر مفسروں نے کہا کہ معنی لفظ تمنی کے اس نے پڑھا ہیں (اور جب رسول یا نبی نے پڑھی) کتاب اللہ تعالی کچھ ملا دیا شیطان نے اس کی امنیت یعنے پڑھنے میں (اور ایک مثال اس کی کہ تمنے کے معنے پڑھا بھی ہیں یہہ ہے کہ) کہا شاعر نے درباب (خلیفہ) عثمان کے جب کہ وہ قتل ہوا تمنی یعنے پڑھا (عثمان نے) کتاب اللہ (قرآن) کو اول رات اور اس کے آخر نہیں موت میں افسوس کیا گیا (یعنے بیرحمی سے قتل کیا گیا) الخ ۔

بیشک تمنی کے معنی پڑھنے یعنی کلام الہی کو پڑھا بھی ہیں لیکن اگر اس آیت قرآنی میں یہہ معنے لئے جاویں تو اس آیت کا ترجمہ یہہ ہوگا خدا تعالے نے محمد صاحب سے کہا کہ نہیں ارسال کیا ہم نے قبل تیرے کوئی رسول اور نہ کوئی نبی الا جبکہ اسنے پڑھی کتاب اللہ ملا دیا کچھ شیطان نے اس کے پڑھنے میں الخ سب رسولوں اور نبیوں کا تو کیا ذکر یہہ بات تو کسی رسول یا نبی سابق پر صادق نہیں ہوتی ہے بلکہ محمد صاحب پر بھی سوائے ایک بار کے

کہ جس کا بیان ہُوا یہہ بات مُوافق قرآن وحدیث کے صادق نہیں آتی محمد صاحب پر ساری
سورتیں اور آیتیں قرآن کی عرصہ تیئیس سال تک باوقات مختلفہ نازل ہوتی رہیں پس اگر اِس آیت
میں معنے تمنّیٰ کے پڑھالئے جاویں تو لازم آویگا کہ جب محمد صاحب پر کوئی جزو قرآن کا نازل
ہُوا اُس وقت شیطان نے اُن کے پڑھنے میں کچھ ملا دیا یعنے چونکہ محمد صاحب نے صدہا بلکہ ہزارہا
بار قرآن کے اجزا کو سامنے مسلمانوں اور کافروں کے پڑھا تو معلوم ہُوا کہ شیطان نے صدہا
بلکہ ہزارہا دفعہ محمد صاحب کی قراۃ قرآن میں کچھ اپنی طرف سے ملا دیا ہوگا غرضکہ اِس آیت
میں لفظ تمنّیٰ کے معنے پڑھا ہرگز نہیں ہوسکتے بلکہ نہایت شوق سے ناجائز خواہش اور آرزو
کرنا اور اُسکو دل میں خیال کرنا ہوتے ہیں اور باطنی تمنّیٰ کے خیالات کا بعض لوگوں پر ایسا
اثر ہوتا ہے کہ وہ آپ ہی آپ بلا کسی مخاطب کے ہاتھ ہلایا کرتے ہیں اور بولا کرتے ہیں یہانتک
کہ راستے میں چلتے پھرتے بڑبڑایا کرتے ہیں پس محمد صاحب نے بھی اِس باطنی تمنّیٰ کے خیال
کو بطور ایک آیت قرآنی کے بول دیا خلاصہ یہہ کہ جب کبھی کسی تمنّیٰ ناجائز کا جس کے واسطے
کوئی حکم خدا نہیں ہے کسی شخص کے دل میں غلبہ ہوجاتا ہے یہانتک اُس کا خیال یا حدیث النفس
بندھتا ہے پس ضرور اِس خیال میں شیطانی یعنے گناہ کا خیال پیوستہ ہوجاتا ہے اور اِس گناہ
کے خیال کے موافق کوئی فعل بد سرزد ہوجاتا ہے اور اِس طرح سوائے حضرت مریم اور حضرت
عیسیٰ ابن مریم کے سب رسولوں اور نبیوں سے مختلف اقسام کے گناہ ہوئے اور محمد صاحب
سے ایک یہہ بھی گناہ ہُوا کہ قرآن میں ایک آیت تعریف میں تینوں کے پڑھ دی کیونکہ اُن کے
دل میں یہہ حدیث النفس یا خیال باطنی بیٹھ گیا تھا کہ کوئی ایسی بات قرآن میں نازل ہو
جس کے باعث سے اُن کی برادری کے بُت پرست لوگ خوش ہوجاویں اور اُن کے رسول

خُدا بیدنے پر ایمان لادیں اور چونکہ اس خاص گناہ محمد صاحب کے حال سے تمنّی کے معنے پڑھا بہت مطابق ہوتے ہیں اسواسطے اکثر مفسرون محمدی نے تمنّی کے معنے پڑھا ہی لئے اور آیت کے آخر میں جو یہہ الفاظ ہیں کہ پس منسوخ کرتا ہے اللہ اُسکو جو شیطان نے ملایا اور محکم کرتا ہے اپنی آیتوں کو الخ یہہ الفاظ بھی اسی خاص گناہ محمد صاحب کے لحاظ سے آئے کہ محمد صاحب نے ایک آیت کفر کی پڑھہ دی پس منسوخ کرنا ایک آیت کا اور اُس کی جائے خدا کی آیتیں قایم ہونا اسی حال محمد صاحب کے مُوافق اور مطابق ہے گو اور رسولوں اور نبیوں کے گناہوں کی نسبت بھی اسیطرح مطابقت ہوسکتی ہے کہ ہر گناہ کا خیال القاء شیطانی سے سرزد ہوا اور رسول یا نبی نے خدا کے فضل سے دِل سے توبہ کی پس یہہ خیال القاء شیطانی دِل سے خارج ہوا اور باطل ہوا یعنی اس خیال القاء شیطانی کو منسوخ کیا اور خدا کے فضل سے بجائے خیال القاء شیطانی کے رسول یا نبی کے دِل میں خدا کی باتیں اور ہدایتیں قایم ہوئیں یعنے خدا نے اپنی آیتوں کو محکم کیا۔ خلاصہ یہہ کہ اس آیت میں لفظ تمنّی کے معنے پڑھا ہرگز نہیں ہوسکتے اس واسطے کہ اوّل تو موافق قرآن وحدیث یہہ محض غلط ہے کہ سب رسول اور نبی سوائے حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ قبل زمانہ محمد صاحب کے ایسے تھے کہ جب اُنہوں نے کلام خدا پڑھا اُسی وقت شیطان نے اُن کی قراءۃ میں کچھہ ملا دیا۔ اور دوم یہہ بھی موافق قرآن وحدیث کے محض غلط ہے کہ جب محمد صاحب نے قرآن کو پڑھا شیطان نے ان کی قراءۃ میں کچھہ ملا دیا کیونکہ سوائے ایک دفعہ کے یہہ کہیں نہیں لکھا ہے کہ ہر بار جب محمد صاحب نے قرآن کو پڑھا تو یہی اتفاق ہوا کہ شیطان نے اُن کی قراءۃ میں کچھہ ملا دیا اگر ایسا حال تھا تو لازم آتا ہے کہ ہزارہا آیتیں القاء شیطانی قرآن میں موجود ہوں کیونکہ قصہ پڑھنے اور منسوخ اور خارج ہونا قرآن سے فقط ایک اسی آیت کا لکھا ہے یعنی آیت تلک الغرانیق العلی وان شفاعتھن

لیتی تھی نہ کسی صدہا اور آیتوں کا کہ اُن کے القا شیطانی ہونے کا قصد کسی کو نہ معلوم ہوا اور اسی
واسطے اُن کے باب میں کوئی قصے حدیثوں اور تفسیروں میں مذکور نہیں ہوئے پس وہ منسوخ اور خارج
از قرآن نہیں ہوئے اور اسی واسطے قرآن میں ضرور موجود ہونگے غرض کہ اصل اور حق بات وہی ہے
جو تفسیر معالم سے دفعہ ۱۸۰ میں بیان ہوئی یعنے تمنی کے معنے یہہ ہیں کہ جب رسول یا نبی نے ایسی
تمنی کی کہ اُس کے واسطے حکم خدا نہیں تھا یعنے وہ تمنی ناجائز تھی اور اُس کا خیال دل میں شدت
سے بندہ گیا تھا فقط اس صورت میں شیطان نے ایسی تمنی میں کچھہ ملا دیا۔ یعنی باغوا شیطان
سوا حضرت مریم و ابن مریم کے رسول اور کل نبی سے گناہ سرزد ہوا اور محمد صاحب سے ایک وہ گناہ
بھی سرزد ہوا جو اوپر بیان ہوا یعنی دفعہ ۱۷۳ میں موافق تفسیر معالم التنزیل کے اور یہہ گناہ
محمد صاحب سے ایسا سرزد ہوا کہ کسی اور رسول او نبی سے بلکہ حضرت ہارون سے بھی سرزد نہیں
ہوا تھا +

دفعہ ۱۸۲ ۔ دفعہ گذشتہ میں جو تفسیر معالم سے منقول ہوا اُس کے بعد اسی تفسیر
میں نسبت اختلاف رائے علماء محمدی کے یہہ لکھا ہے +

قولہ واختلفوا فی انہ کان یقرا فی الصلوۃ او فی غیر الصلوۃ فقال قوم
کان یقرا فی الصلوۃ وقال قوم کان یقرا فی غیر الصلوۃ فان قیل کیف یجوز الغلط
فی التلاوۃ علی النبی وکان معصوما من الغلط فی اصل الدین وقال جل ذکرہ فی
القرآن لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ یعنی ابلیس قیل اختلف الناس
فی الجواب عنہ فقال بعضہم ان الرسول لم یقرا لکن الشیطان ذکرہ بین قراتہ فظن
المشرکون ان الرسول قراہ وقال قتادۃ اغفی النبی اغفاءۃ فجری ذلک علی لسانہ

بالقاء الشیطان ولم یکن له خبر والاکثرون قالوا ذلك جری علی لسانه بالقاء الشیطان
علی سبیل السهو والنسیان فلم یلبث ان ینبهه الله علیه وقیل ان شیطانا
یقال له ابیض عمل هذا العمل وکان ذلك فتنة من الله تعالی یمتحن عباده بما
یشاء فینسخ الله ما یلقی الشیطان ای یبطله ویذهبه انتهی

ترجمہ - مذکورہ بالا کا : اور اختلاف کیا ہے (علماء محمدی نے) اِس باب میں کہ (محمد صاحب) نے اِس (آیت بت پرستی کو) نماز میں پڑھا یا غیر نماز میں پس کہا ایک گروہ نے کہ پڑھا نماز میں اور کہا ایک گروہ نے پڑھا غیر نماز میں لیکن کہا گیا کہ کیونکر جائز ہے غلطی نبی (یعنے محمد صاحب سے) پڑھنے (قرآن) میں کہ وہ تھا محفوظ غلطی سے اصل دین میں اور کہا کہ ذکر کیا خدا نے قرآن میں کہ نہیں آتا ہے جھوٹ اُس (یعنے محمد) پا میں آگے سے اور اُس کے پیچھے سے یعنے ابلیس (آگے پیچھے سے نہیں آتا ہے) کہا گیا کہ لوگوں نے اِس کے جواب دینے میں اختلاف کیا ہے پس کہا بعض نے رسول (یعنے محمد) نے (اِس آیت بت پرستی کو) نہیں پڑھا لیکن بیچ میں اُسکے پڑھنے (سورہ والنجم) کے شیطان نے اِس (آیت بت پرستی) کا ذکر کر دیا پس ظن کیا بت پرستوں نے کہ رسول (یعنے محمد) نے اُس کو پڑھا اور کہا قتادہ نے کہ نبی (یعنے محمد) سوتا تھا پس جاری ہوئی یہہ (آیت بت پرستی کی) اُس کی زبان پر ملاوٹ شیطانی سے اور اُس کو خبر نہ تھی اور اکثر (علماء محمدی) نے کہا کہ یہہ (آیت بت پرستی کی) القاء شیطان سے اُس کی (یعنے محمد صاحب کی) زبان پر بطریق سہو اور بھول کے جاری ہو گئی پس نہیں ڈھیل ہوئی کہ اللہ نے خبردار کیا اُس کو (یعنے محمد صاحب کو) اِس (بھول) سے اور کہتے ہیں کہ اُس شیطان نے جس کو ابیض کہتے ہیں یہہ عمل کیا (یعنے محمد صاحب سے یہہ آیت بت پرستی کی قرآن میں پڑھوائی) اور یہہ ایک امتحان خدا کی طرف سے تھا کہ وہ امتحان کرتا ہے اپنے

بندوں کا جس طرح کہ وہ چاہتا ہی۔ پس منسوخ کیا اللہ نے اُسکو یعنے آیت بت پرستی کو (جسکو شیطان
نے (یعنی محمد صاحب میں) ملادیا یعنی اُس کو باطل کیا اور اُسکو (قرآن میں سے) دور کیا انتہی ✦

یہہ ظاہر ہی کہ سورہ والنجم کے پڑھنے میں یہہ آیت پڑھی گئی اور نہ نماز میں اور سوائے
ازیں محمدی لوگ نماز چپکے چپکے پڑھا کرتے ہیں نہ بآواز بلند پس اگر یہہ آیت نماز میں پڑھی جاتی تو مسلمین
بت پرست لوگ وغیرہ اس آیت کو کیونکر سنتے اگر نماز بآواز بلند محمد صاحب پڑھتے تھے تو خیر لیکن
یہہ ضرور ہی کہ سورہ والنجم کو نماز میں پڑھا ہوگا اور یہہ بعض کی تاویل جو مذکور ہی کہ محمد صاحب نے
نہیں بلکہ شیطان نے علیحدہ اس بت پرستی کی آیت کو پڑھا تھا وہ تو محض غلط ہی جیسے کہ (دفعہ ۵۱)
میں ثابت ہو چکا ہی البتہ قول اکثر علماء محمدی کا جو موافق تفسیر معالم کے اوپر بیان ہوا ہی صحیح ہی
اور سہو اور بھول سے وہی مراد ہی جو کہ آدمیوں کی ہوتی ہی اگر کسی سے خطا یا گناہ ہو جاتا ہی اسوقت
وہ کہا کرتا ہی کہ یہہ بڑی بھول ہوئی یہہ حرکت شیطانی تھی یہاں سورہ حج آیت پنجاہ یکم کی تفسیر
موافق معالم کے تمام ہوئی اس جا سے یہہ امر بھی لایق توجہ کے ہی کہ معالم میں بعض کی یہہ تاویل
مذکور ہی کہ محمد صاحب نے نہیں بلکہ شیطان نے بآواز محمد صاحب آیت بت پرستی کی پڑھ دی
لیکن معالم میں دوسری تاویل کی طرف اشارہ تک نہیں کیا یعنے یہہ نہیں کہا کہ بعض یہہ تاویل کرتے
ہیں کہ نہ محمد صاحب نے اور نہ شیطان نے اس آیت بت پرستی کو پڑھا بلکہ کسی غیر معلوم کافر
حاضر الوقت نے جیسے کہ جناب مولوی سید احمد خان صاحب بہادر فیصلہ فرماتے ہیں کہ وہ فیصلہ
دفعہ (۱۶۷) میں مذکور ہوا معالم کیا بلکہ کوئی سمجھدار محمدی نہیں کہہ سکتا ہی کہ بجائے ایک
کافر آدمی کے قرآن میں لفظ شیطان درج کیا گیا ہو اور وہ بھی ایک بار نہیں بلکہ کئی بار اور
قرآن میں اشارہ بھی نہ ہو کہ اس شیطان سے کوئی کافر آدمی مراد ہی اور کوئی ایسا کافر آدمی تھا

کہ جب محمد صاحب نے سورہ نجم پڑھا تو اُس نے اُن کی قرأت میں کچھ اپنے کفر کی بات ملادی اور خدا نے اِس کافر آدمی کی بکواس کو ایک آیت شیطانی قرآن فرض کر کے اُسکو منسوخ کیا اور اِس کی جائے اپنی آیتیں محکم کیں اور اِس طرح خدا کی طرف سے اُن لوگوں کا جن کے دل میں مرض شک ونفاق کا ہے وہ کافر آدمی امتحان کرنے والا ہوا اور بت پرستوں مکہ کو اُس نے ایسے شبہہ میں ڈالا تھا کہ وہ رسالت محمد صاحب کو قیامت تک نہیں قبول کر سکتے تھے جب تک کہ وہ بزور شمشیر نہ سمجھائے جاویں اگر کوئی ایسا عجیب کافر آدمی مکہ کا ہوتا تو ضرور اِس کافر آدمی کا ذکر قرآن میں ہوتا اور اُس کی فریب بازی کا قرآن میں ضرور بیان ہوتا جیسے کہ اور کافروں کے حال اور اقوال درج ہیں نہ یہہ کہ اِس کافر آدمی کا یہہ سب حال ترک کر کے اُس کی جائے فقط شیطان قرآن میں درج کردیا اور اُس کے القا کو القا شیطان بیان کیا کہ اُس سے ہر خاص و عام سوائے اِس کے کچھ اور نہیں سمجھ سکتے کہ اغوا شیطان یعنے کسی غرض نفسانی سے محمد صاحب نے کوئی ایسی کفر کی بات قرآن میں پڑھ دی کہ اُس کا منسوخ کرنا اور اُس کی جا آیتیں خدا کی قایم کرنا ضرور ہوا اور مطلب خدا کا اِس ملاوٹ شیطانی سے یہہ تھا کہ شکی اور منافق لوگوں کا امتحان ہو اور علم والے جو جانتے ہیں کہ شیطان اغوا کیا کرتا ہے قرآن کو حق جانیں اور مشرک لوگ گمراہ ہو جاویں۔ بقول عالم یہہ جو مذکور ہوا کہ بعض محمدی یہہ تاویل کرتے ہیں کہ محمد صاحب نے نہیں بلکہ شیطان نے آیت کفر کی پڑھ دی یہہ تاویل بھی غلط ہے کہ موافق سب خلقت کے اور موافق کتب مقدسہ اور قرآن وغیرہ کے شیطان انسان کے نفس میں یا خارج میں اغوا و خواہش کیا کرتا ہے اور اِس طرح سے آدمی سے گناہ کرایا کرتا ہے نہ یہہ کہ خود گناہ کر کے اُس گناہ کو کسی آدمی کو لگاتا ہے ایسا عمل شیطان کا ہم نے کہیں نہیں دیکھا سوا اِس کے اگر شیطان

اِس طرح ملاوٹ کرے تو کیا معلوم کہ قرآن میں کتنی آیتیں شیطانی موجود ہوں کہ اُن کو محمد صاحب نے نہ پڑھا ہو لیکن سامعین نے غلطی سے اُن کو قرأت محمد صاحب خیال کرکے اُن کو درج قرآن کیا ہو سوائے ازیں ایک اور قطعی دلیل ہم دفعات گذشتہ میں بیان کر چکے ہیں کہ یہہ دونوں تاویلیں محض غلط ہیں۔ وہ قطعی دلیل یہہ ہے کہ لفظ تمنّی کے معنے خواہش کی اور پڑھا دونوں ہیں لیکن آیت پنجاہ و یکم سورۂ حج میں اسکے معنے فقط خواہش یا ہوس نفسانی کے ہوتے ہیں اور نہ پڑھا کیونکہ اگر تمنّی کے معنے پڑھا لئے جاویں تو لازم آتا ہے کہ جب حضرت موسیٰ و داؤد وغیرہ نے توریت و زبور وغیرہ کو پڑھا اور جب محمد صاحب نے صدہا بار قرآن کو پڑھا ہر وقت اور ہر دفعہ شیطان نے یا کسی غیر معلوم کافر آدمی نے اُن کی قرأت میں کچھ کفر کی بات ملا دی پس صدہا قصے فقط حضرت موسیٰ وغیرہ کے نہیں بلکہ ہزارہا قصہ ملاوٹ شیطانی قرأت محمد صاحب میں موجود اور شایع ہونے چاہئیں کیونکہ لکھا ہے کہ جب کسی رسول یا نبی نے کلام خدا پڑھا اُس وقت شیطان نے اُن کی قرأت میں کچھ ملا دیا حالانکہ فقط محمد صاحب کا فقط ایک قصہ اِس قبیل کا لوگوں کو معلوم ہے پس حق فقط یہہ ہے کہ تمنّی کے معنی ہوس نفسانی ہیں اور اسی واسطے موافق آیت قرآنی کے یہہ مراد ہے کہ سوائے حضرت مریم اور ابن مریم کے جب کسی رسول اور نبی نے ہوس نفسانی کی اُس ہوس یا تمنّی میں شیطان نے کچھ ملا دیا اور اسی طرح اُن سے گناہ ہوئے اور محمد صاحب سے ایک گناہ یہہ ہوا کہ بنام خدا انہوں نے ایک کفر کی بات قرآن میں پڑھ دی جیسے کئی بار سابق میں بیان ہو چکا ہے +

دفعہ ۱۸۳ - دفعہ ۱۷۲ میں سورہ حج کی چار آیتیں معہ اُن کے ترجمہ کے منقول ہیں یعنے آیت پنجاہ و یکم اور اُس کے آگے کی آیتیں متصلہ ۵۲ اور ۵۳ اور ۵۴ چاہئے

کہ ناظرین ان آیتوں کو پھر مطالعہ فرماویں تاکہ مضمون آئندہ بخوبی سمجھہ میں آجاوے یہہ سوال کیا
جا سکتا ہی کہ محمد صاحب کی تمنی میں خدا نے القا یا ملاوٹ شیطانی کیوں ہونے دی کہ اس
کو پھر منسوخ اور باطل کرنا پڑا اس سوال کا جواب آیت پنجاہ و دوم میں یہہ دیا گیا ہی کہ یہہ
ملاوٹ شیطانی خدا نے اس واسطے ہونے دی تاکہ اُن کا امتحان اور آزمائش ہو جن کے
دلوں میں مرض ہی یعنی مرض شک و نفاق کا ہی۔ اور جن کے دل سخت ہیں سخت دل لوگوں
کی نسبت معالم میں یہہ لکھا ہی قولہ وهم المشركون وذلك انهم افتتنوا لما
سمعوا ذلك ثم نسخ ورفع فازدادوا عتوا وظنوا ان محمدا يقوله من تلقاء
نفسه ثم يندم فيبطل۔ ترجمہ اور وہ (سخت دل لوگ) بت پرست (مکہ کے) تھے
اور یہہ (سخت دلی اُن کی اس واسطے تھی) کہ وہ ترغیب میں لگ گئے (یعنے خوش ہو کر کہنے لگے
کہ چونکہ محمد صاحب ہماری بت پرستی میں شریک ہو گئے تو ہم بھی اُن کے ساتھ ہیں) جب
اُنہوں نے سنا اس (آیت بت پرستی) کو پھر وہ (آیت بت پرستی کی) منسوخ اور دور ہوئی۔
پس اُنہوں نے (ناراض ہو کر) زیادہ کیا ظلم (محمد صاحب اور مسلمانوں پر) اور خیال کیا کہ
محمد نے کہی وہ (آیت بت پرستی کی) اپنے دل کی تحریک سے پھر وہ نادم ہوا اور اُسکو باطل کیا
انتہی ظاہر ہی کہ اس امتحان میں سراسر قصور محمد صاحب کا تھا نہ بت پرستوں مکہ کا ؛

قاضی بیضاوی اس آیت ۵۲ کی تفسیر میں یہہ لکھتا ہی قولہ علة
تمكين الشيطان منه وذلك يدل على ان الملقى امر ظاهر عرفه المحق
والمبطل ترجمہ یہہ مضمون آیت ۵۲ کا کہ ملاوٹ شیطانی اسواسطے ہوئی کہ اُن لوگوں
کا امتحان ہو جن کے دل میں مرض شک اور نفاق کا ہی علت ہے شیطان کی قدرت ہونے

کی اُس میں (یعنے ملاوٹ کرنے میں) اور یہہ دلالت کرتا ہی کہ ملاوٹ شیطانی ایک بات ظاہر تھی کہ منسوخ اور باطل ہوئی مشہور تھی انتہی۔ یہاں سے ظاہر ہی کہ قاضی بیضاوی موافق صریح معنے آیت قرآنی کے جبراً و قہراً اقرار کرتا ہی کہ جو بات شیطان نے محمد صاحب کی تمنّی میں ملادی وہ بات سب لوگوں پر ظاہر تھی تاکہ اُس کے وسیلے سے امتحان اُن کا ہو جو دل میں مرض شک و نفاق کا رکھتے تھے اور جن کے دل سخت تھے لیکن نہیں کہتا کہ وہ ملاوٹ شیطانی کیا تھی گو وہ اُس قصّہ کو بیان کرتا ہی جس میں ملاوٹ شیطانی اور اُس کا منسوخ ہونا مطابق آیت کے مضمون کے مذکور ہی لیکن کہتا ہی کہ وہ قصّہ محققوں کے نزدیک مردود ہی کیونکہ اگر صحیح ہو تو ایمان میں خلل آویگا۔ یہاں سے ظاہر ہی کہ قاضی بیضاوی وغیرہ محقق نہ تھے بلکہ خلاف اِسکے ÷

پھر دوسری وجہہ محمد صاحب کی تمنّی میں ملاوٹ شیطانی ہونے دینا کی سورہ حج کی ۵۴ آیت میں یہہ مذکور ہی اِسواسطے کہ جان لیں وہ جنکو علم ملا ہی کہ وہ حق ہی (ای محمد) تیرے رب کی طرف سے الخ اِس آیت میں نہیں بیان ہی کہ کیا حق ہی فقط اِس قدر لکھا ہی کہ وہ حق ہی معالم میں لکھا ہی کہ قرآن حق ہی کہ اُس میں توحید خدا مذکور ہی اور بیضاوی اِس پر یہہ لکھتا ہی قولہ اِن القرآن هو الحق النازل من عند الله او تمكين الشيطان من القاء هو الحق صادر من الله لانه مما جرت به عادته في الانس من لدن آدم ترجمہ تحقیق قرآن حق ہی کہ نازل ہوا اللہ کے پاس سے یا ملادینے کی قدرت شیطان کی حق ہی کہ صادر ہوئی ہی اللہ کیطرف سے کہ وہ (قدرت) ہی جس سے کہ اُس کی (یعنے شیطان کی) عادت ہی کہ آدم کے وقت سے آدمیوں پر شش کرتا ہی اغوا کرتا ہی۔ انتہی۔ خلاصہ تقریر بیضاوی کا یہہ ہی کہ اہل دانش و عقل توحید کے جس کا ذکر قرآن میں ہی قائل ہیں اور جانتے ہیں کہ آدم کے وقت سے شیطان کو خدا کی طرف سے

قدرت حاصل ہی کہ آدمیوں کو اغوا کرے پس کیا تعجب ہی کہ اُس نے محمد صاحب کی تمنّی میں بھی کچھ ملا دیا اور خدا نے اُس کو منسوخ بھی کیا۔ پس تحقیق قرآن خدا کی طرف سے ہی غرضکہ اِن باتوں سے صاف ظاہر ہی کہ قاضی بیضاوی اِس قصّہ کی تصدیق کرتا ہی کہ محمد صاحب نے اِس بات کی حرص کی کہ قرآن میں کوئی ایسی بات نازل ہو کہ اُس کے باعث سے بُت پرست لوگ تُکھ کے خوش ہو کر ایمان اُن کی رسالت پر لے آویں۔ پس شیطان کے اغوا سے محمد صاحب نے بُت پرستی کی آیت پڑھ دی اور پھر اُس سے نادم ہوئے اور وہ منسوخ ہوئی۔ اگر یہہ قصّہ صحیح نہیں تو کِس قصّہ کے موافق بقول بیضاوی ملاوٹ شیطانی بہ تمنّی محمد صاحب کے ذریعہ سے علم والے لوگ یہہ جان سکتے تھے کہ قرآن حق ہی اور خدا کی طرف سے ہی اور کِس قصّہ کے موافق بذریعہ اِس ملاوٹ شیطانی کے شکّی اور سخت دِل لوگ قرآن کو نہیں قبول کرتے تھے اور مخالفت محمد صاحب کی کرتے تھے۔ باوصف اِن سب باتوں کے قاضی بیضاوی فرماتا ہی کہ محققوں کے نزدیک یہہ قصّہ مردود ہی۔ اور اگر صحیح ہو تو ایمان میں خلل ہوتا ہی سلام اِن محققوں کو موافق آیت قرآنی کے یہہ لوگ محقق نہیں ہیں بلکہ وہ لوگ ہیں جِن کے دلوں میں مرض شک اور نفاق کا ہی اور علم والے محمدی لوگ وہی ہیں جو اِس قصّہ کو حق جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اِس کا کیا تعجب ہی کہ باغوا شیطان محمد صاحب سے آیت بُت پرستی کے پڑھ دینے کا گناہ سرزد ہوا کیونکہ سب بنی آدم اور سب رسُول اور نبی سوائے حضرت مریم اور اُن کے ابن حضرت عیسیٰ کے مس شیطانی سے آلودہ ہیں ✣ ۹۵

پھر درباب اِس کے کہ بسبب ملاوٹ شیطانی کے جو محمد صاحب کی تمنّی میں واقع ہوئی اور پھر وہ منسوخ ہوئی بُت پرستوں کو نہایت شک ہو گیا آیت ۵۵ اِس طرح ہی اور ہمیشہ رہینگے وہ جو کافر ہیں شک میں درباب اِس کے حتی آپہنچے اُن پر گھڑی (قیامت کی) الخ ✣

اِس شک کی تفسیر بیضاوی ہیں اِس طرح ہی قولہ فی شک منہ من القرآن اوالرسول

او مما القی الشیطان فی امنیۃ یقولون ما بالہ ذکرہ بخیر ثم ارتد منھا +

ترجمہ (مکہ کے بُت پرست ہمیشہ رہینگے) شک میں اُس سے (یعنے) قرآن سے یا رسول سے یا اُس

سے جو شیطان نے محمد صاحب کی تمنی میں ملا دیا اور کہینگے کہ جس بات کی اسکو دیعنے محمد صاحب کو، تمنی یا

خواہش تھی اُسکا اُسنے ساتھہ خیر یا بھلائی کے ذکر کیا پھر وہ اُس سے مُرتد ہو گیا یعنے پھر گیا انتہی معالم میں بھی

یہی تفسیر کی ہی کیونکہ وہ مطابق ہی قرآن اور اُس قصہ کے جو اُسمیں مفصل مذکور ہی لیکن بیضاوی اُس قصہ کو محققوں

کے نزدیک مردود بتاتا ہی۔ اور کہتا ہی کہ اگر وہ صحیح ہو تو ایمان میں خلل آتا ہی اور ایسی تفسیر جابر و قہر کرتا ہی جو اُس قصہ کے

کہ قرآن کے مطابق ہی یعنے اِس قصہ کے کہ محمد صاحب نے تمنی کی کہ کوئی بات قرآن میں ایسی

نازل ہو کہ اُس سے مشرک لوگ خوش ہو کر ایمان لاویں پس موافق اِس تمنی ناجایز کے شیطان نے

اغوا کیا اور محمد صاحب نے ایک آیت بت پرستی کی قرآن میں پڑھدی لیکن نادم ہوئے اور وہ

آیت منسوخ ہو گئی اسی واسطے مذکور ہی کہ بُت پرست لوگ مکہ کے ہمیشہ شک میں رہینگے درباب قرآن

اور رسالت محمد صاحب کے اور کہینگے محمد صاحب نے اوّل تو موافق دلی آرزو کے ہمارے بتوں کی

تعریف قرآن میں کی اور پھر اُس سے مُنکر ہو گئے اور خوبی یہہ ہی کہ قاضی بیضاوی نے کوئی

قصہ نہیں بیان کیا پس ظاہر ہی کہ بیضاوی اِس قصہ مشہور کو دل میں تو صحیح جانتا ہی کیونکہ

اُس کے موافق تفسیر کرتا ہی اور ظاہر میں اُس کو مردود کہتا ہی تا کہ ایمان میں خلل آوے +

خلاصہ اُس کا جو دفعہ ۱۷۲ او دفعہ ۱۸۲ تک بیان ہُوا۔

دفعہ ۱۸۴ - وہ قصہ صحیح اور درست ہی جو مفصل تفسیر معالم سے نقل کیا گیا

اور جس کا اصل اصول یہہ ہے کہ محمد صاحب کو اس بات کی بڑی تمنّی یا حرص تھی کہ بُت پرست لوگ مکہ کے اُن کے رسُول خدا ہونے پر ایمان لے آویں اور اُن کے مریدین جاویں ۔ پس اُنہوں نے اپنے دِل میں یہہ آرزو کی کہ قرآن میں کوئی ایسی بات نازل ہوجاوے جس سے بت پرست لوگ خوش ہوکر ایمان لے آویں پس موافق اس ہوا و ہوس کے شیطان نے اُنہیں بہکایا اور اُنہوں نے ایک آیت بت پرستی کی تائید میں پڑھدی پس بت پرست لوگ خوش ہوگئے لیکن بعد ازاں محمد صاحب اِس حرکت شیطانی سے نادم ہوئے اور وہ آیت بت پرستی کی منسُوخ ہوگئی اس پر بت پرست لوگ مکہ کے پھر ناراض اور مخالف ہوگئے الخ ۔

سب سے بڑی دلیل اِس قصّہ کے حق ہونے کی یہہ ہے کہ وہ مطابق ہے مضمون چار آیتوں یعنے آیت پنجاہ و یکم اور اس سے آگے کی تین آیتوں سُورہ حج کے کہ وہ مضمون ایسا ہے کہ اِس قصّہ کو طلب کرتا ہے دوم یہہ کہ یہہ قصّہ سب مُفسّرین متقدمین اور متاخرین نے نقل کیا ہے اور اکثروں نے اُسکو حق جانا ہے اور بعض نے اُس کی تاویلیں کی ہیں اور بعض نے اُسے غلط کہدیا ہے اور پھر نہ بتایا کہ اگر یہہ قصّہ غلط ہے تو اِس غلط قصّہ کی اصل کیا ہے اور دُوسرا قصّہ کونسا ہے کہ مطابق مضمون چار آیتوں مذکورہ بالا کے ہو اور یہہ زبردستی ہے اور طریقہ محققوں کے خلاف ہے باقی رہیں تاویلیں وہ (دفعہ ۱۸۱) میں تردید کی گئیں ۔

دفعہ ۱۸۵ ۔ قرآن اور تفسیر سے ظاہر ہے کہ محمد صاحب زبردستی رسُول خدا بننا چاہتے تھے اور بہت سے مرید و چیلے بنایا چاہتے تھے اور اِسی واسطے وہ ایسی باتیں کر بیٹھتے تھے کہ اُس کے باعث سے اُنکا سخت گناہ ہوتا تھا اُسکی ایک مثال بُت پرستی کی پہلے گذری اور فقط دو اور مثالیں آگے بیان ہوتی ہیں ۔

اوّل سورہ ہفتدہم بنی اسرائیل کی آیت ہفتاد وششم یہہ ہو وَاِن کَادُوا لَیَسْتَفِزُّونَکَ مِنَ الْاَرْضِ لِیُخْرِجُوکَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا یَلْبَثُونَ خِلٰفَکَ اِلَّا قَلِیْلًا ترجمہ عبد القادر۔ اور وے (یعنے یہودی لوگ مدینہ کے) تو لگے تھے گھبرانے تجھہ کو (ای محمد) اِس زمین (مدینہ) سے کہ نکالدیں تجھکو وہاں سے اور تب نہ ٹھہرینگے تیرے پیچھے مگر تھوڑا۔ انتہی ✣

تفسیر معالم میں اِس آیت کی نسبت یہہ لکھا ہو قَوْلُہٗ وَاخْتَلَفُوا فِي مَعْنَى الْآيَةِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ هٰذِهِ الْآيَةُ مَدَنِيَّةٌ قَالَ الْكَلْبِيُّ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ الْمَدِيْنَةَ كَرِهَ الْيَهُوْدُ مُقَامَهٗ بِالْمَدِيْنَةِ حَسَدًا مِنْهُمْ فَاَتَوْا وَقَالُوْا يَا اَبَا الْقَاسِمِ لَقَدْ علمت مَا هٰذِهٖ بِاَرْضِ الْاَنْبِيَاءِ فَاِنَّ الْاَرْضَ اَنْبِيَاءِ الشَّامِ وَهِيَ الْاَرْضُ الْمُقَدَّسَةُ وَكَانَ بِهَا اِبْرَاهِيْمُ وَالْاَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَاِنْ كُنْتَ نَبِيًّا مِثْلَهُمْ فَاْتِ الشَّامَ وَاِنَّمَا يَمْنَعُكَ الْخُرُوْجَ اِلَيْهَا مَخَافَتُكَ الرُّوْمَ وَاِنَّ اللّٰهَ يَمْنَعُكَ مِنَ الرُّوْمِ اِنْ كُنْتَ رَسُوْلَهٗ فَعَسْكَرَ النَّبِيُّ ثَلٰثَةَ اَمْيَالٍ مِنَ الْمَدِيْنَةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ اِلٰى ذِي الْحُلَيْفَةِ حَتّٰى يَجْتَمِعَ اِلَيْهِ اَصْحَابُهٗ وَيَخْرُجَ فَاَنْزَلَ هٰذِهِ الْآيَةَ وَالْاَرْضُ هٰهُنَا هِيَ الْمَدِيْنَةُ الخ ترجمہ مذکورہ بالا۔ اور اِس آیت کے معنے میں مفسروں نے اختلاف کیا ہو پس بعض نے اُن میں سے کہا ہو کہ یہہ مدینہ کی آیت ہو۔ کلبی نے کہا ہو کہ جب رسول اللہ (محمد صاحب) مدینہ کو تشریف لائے تو یہود نے اُن کے قیام سے مدینہ میں کراہیت کی بسبب اپنے حسد کے پس وہ اُس کے (یعنے محمد صاحب کے) پاس آئے اور کہا ای قاسم کے باپ (یعنے ای محمد) تو تحقیق جانتا ہو کہ یہہ زمین (مدینہ یا عرب) نبیوں کی نہیں ہو اور تحقیق زمین نبیوں کی شام ہو اور وہی زمین مقدس ہو اور اُس میں ابراہیم اور انبیا رہے کہ اُن پر دعا اور سلامتی ہو پس اگر تو مثل اُنکے

نبی ہی تو شام کو جا اور تحقیق وہ جو باز رکھیگا تیرے جانے کو اُس طرف وہ تیرا خوف ہی رُوم سے
یعنے رُوم سے بادشاہ اور خلقت سے کہ عیسائی تھے اور بیت المقدس اُنکے قبضہ میں تھا) پس تحقیق اللہ تیرا
باز رکھنے محفوظ رکھیگا تجھکو رُوم سے اگر تو اُسکا رسول ہی - اور لشکر کے ساتھ کوچ کیا نبی (محمد صاحب نے
تین میل مدینہ سے اور ایک روایت میں آیا ہی کہ مقام ذی الحلیفة کی طرف حتی کہ جمع کئے (محمد
صاحب نے) اپنے پاس اپنے صحابی یا رفیقوں کو اور (مُلک شام کو) چلے پس خدا نے نازل کی
یہہ آیت (جو اوپر نقل ہوئی) اور زمین (جس میں سے یہہ لوگ محمد صاحب کو خارج کیا چاہتے تھے
مدینہ ہی انتہی - بیضاوی میں بھی قریب اسی کے لکھا ہی - اب ناظرین پر واضح ہوگا کہ محمد صاحب
فریب میں یہود مکار کے اس واسطے آگئے کہ اُن کو زبردستی نبی اور رسول بن جانیکا زیادہ از حد
شوق تھا اور اس بکر کی تقریر میں یہودیوں مدینہ نے اپنے اعتقاد باطل کی بھی ایک بات کہہ دی
اور وہ یہہ ہی کہ محمد صاحب کے زمانہ سے پہلے یہود کا اعتقاد یہہ تھا کہ ایک ایسا نبی آخر الزمان ہوگا
کہ اُن کو کفار پر یعنے عیسائیوں رُوم پر فتح دلوا دے اور مُلک شام کو اور بیت المقدس کو کہ اُس میں
ہی چھین کر یہودیوں کے قبضہ میں کرا دے تاکہ وہ اپنی ریاست قدیم قایم کریں اور بیت المقدس
کو پھر تعمیر کرا کے احکام توریت کو بدستور قدیم کے عمل کریں وہ حضرت عیسی ابن مریم کو رسول خدا یا
نبی آخر الزمان یا مسیح ہرگز نہیں مانتے تھے اور اُس میں فخر کرتے تھے کہ ہماری قوم نے عیسی کو قتل
کیا اور بری باتیں خلاف اُن کے کہتے تھے جیسے قرآن میں مذکور ہی اور اسی واسطے وہ سخت دشمن
اُمت حضرت عیسے کے تھے وہ ایک اور مسیح کے متوقع بیٹھے تھے (اور آجتک بیٹھے ہیں) اور اُس
کا وہی نام بیان کرتے تھے جو حقا ایک ناموں میں سے ہمارے خداوند حضرت عیسی کا ہی یعنے
اپنے آخر الزمان کو وہ مسیح بن داؤد کہتے تھے (اور آجتک کہتے ہیں) کہ وہ آکر اُن کو مالک بر و بحر

کا یعنے مبارزے جہان کا کردیے۔ اور چونکہ محمد صاحب خاندان اسرائیل سے نہ تھے اور اسی واسطے خاندان حضرت داؤد سے نہیں ہو سکتے تھے۔ پس غیر ممکن تھا کہ وہ محمد صاحب کو اپنا آخر الزمان نبی قرار دیں لیکن اِس شوق کے مارے کہ اُنکا نبی آخر الزمان جلد ظاہر ہو کر اُن کو جھٹ پٹ ریاست زمین مقدس اور بیت المقدس کی بحال کرادے اُنہوں نے خیال کیا کہ گو محمد صاحب خاندان اسرائیل سے نہیں ہیں بلکہ غیر قوم عرب ہیں پھر بھی کیا محال ہے کہ وہ ذونواس† سے بھی زیادہ دوست مذہب یہودی کے اور دشمن عیسائی اور اُن کی اُمت کے ہو جاویں کیونکہ اُنہوں نے ابھی جھٹ قانون یہودی مثل حلال و حرام جانوروں وغیرہ کے اختیار کئے ہیں اور بیت المقدس کو اپنا قبلہ نماز ٹھہرایا ہے

حاشیہ† یہہ ذونواس ایک اُن بُت پرستوں بادشاہوں عرب میں سے تھا۔ جو یہودی ہو گئے تھے جیسے کہ تاریخ ابو الفدا سے ظاہر ہے اور قرآن کی سورہ ہشتاد و پنجم بروج میں لفظ صاحب الاخدود آیا ہے اور یہہ اِسی بادشاہ کا نام تھا۔ چنانچہ اِس سورہ کی آیتیں چوتھی اور پانچویں وغیرہ میں یہہ لکھا ہے قوله قتل ہوئے یعنی ملعون ہوئے اصحاب یعنے بنانے والے کھائیوں کے کہ اُن میں آگ بھری تھی ایندھن سے اور وہ شاہد تھے اُس کے جو وہ مومنوں سے کرتے تھے اور اُن سے انتقام نہ لیتے تھے الا اُس کا کہ وہ ایمان لائے اللہ پر الخ تفسیروں معالم وغیرہ میں مذکور ہے کہ جب ملک عرب میں نجران کے لوگ نصاریٰ یعنے عیسائی ہو گئے تو یہہ یہودی بادشاہ ذونواس اُنسے ایسا ناراض ہوا کہ اُس نے اور اُس کے نوکروں نے کھائیں کھدوائیں اور اُن میں آگ روشن کی اور اُن میں بارہ ہزار عیسائیوں نجران کو جلا کر مار ڈالا فقط اِس لئے کہ وہ خدا پر موافق دین عیسوی کے ایمان لائے اور اُنہوں نے دین عیسوی سے انکار نہ کیا اور یہودی نہ بنے یہہ حادثہ ملک عرب میں ستر برس پہلے پیدائش محمد صاحب کے واقع ہوا۔ تفسیر معالم میں یہہ بھی مذکور ہے۔ کہ جب حال اس حادثہ کا بادشاہ حبش کو کہ عیسائی تھا معلوم ہوا تو اُس کا ایک افسر بنام ارہاب معہ فوج واسطے انتقام کے آیا اور ذونواس بھاگا اور مارے ڈر کے معہ گھوڑے کے سمندر میں گھس پڑا اور ڈوب کر مر گیا۔ منہ

پس اگر وہ سچے نبی آخر الزمان ہیں کہ جسکے یہود منتظر بیٹھے ہیں تو وہ بیشک شام میں جا کر نصاریٰ رُوم پر غلبہ پاوینگے اور شام کو فتح کر کے وہاں بیت المقدس از سر نو تعمیر کرائینگے یہودیونکی ریاست قدیم قایم کرینگے پس اس خیال سے یہود مدینہ نے محمد صاحب سے یہہ کہا کہ آپ شام کو جاویں کہ وہ زمین مقدس ہے اور وہیں سب نبی اور رسول ہوئے ہیں اور قیصر رُوم سے نہ خوف کریں اگر آپ نبی ہیں تو قیصر رُوم سے آپ محفوظ رہینگے اور اُن کے دل میں یہہ تھا کہ اگر محمد صاحب کا دعویٰ نبوت کا جھوٹھا ہے تو رُوم میں جا کر وہیں کھپ جاوینگے اور اس طرح مدینہ سے خارج ہونگے۔ اب خیال کرنا چاہیے کہ محمد صاحب نے فقط لالچ حصول مرتبہ نبوت کے لئے یہودیوں مدینہ کی رائے کے مُوافق نبی بن جانا چاہا گو وہ خوب جانتے تھے کہ یہہ یہودی لوگ سخت دشمن حضرت عیسیٰ ابن مریم کے ہیں اور اسی واسطے اُن کی رائے کے مُوافق ہونا دشمن حضرت عیسیٰ کا ہونا ہے۔ لیکن مثل مشہور غرض باولی اُن کو اس بات کا خیال بھی نہیں آیا اور باعث اس کا کہ مُوافق صلاح یہود کے وہ لشکر لیکر شام کو نہ گئے بلکہ تھوڑی دُور سے واپس آئے اور یہود کو سزا دی یہہ نہ تھا کہ یہود نے مخالفت حضرت عیسیٰ سے یہہ کفر کی صلاح دی تھی بلکہ اس باعث سے کہ اُن کو بعد ازاں معلوم ہو گیا کہ وہ مکار تھے اور اُن کو یعنے محمد صاحب کو مدینہ سے خارج کیا چاہتے تھے۔ یہودی لوگ کھلا کھلے دشمن حضرت عیسیٰ کے تھے پس اُن کی صلاح اور مشورت کے مُوافق زبردستی نبی بن جانے کے لئے تدبیریں کرنا محمد صاحب کو ہرگز جائز نہ تھا اگر وہ سچے نبی اور رسول خدا ہوتے ✚

قرآن میں یہودی لوگ مغضوب علیھم یعنے وہ لوگ جن پر غضب خدا نازل ہے کہلاتے ہیں پس محمد صاحب نے خلاف قرآن کی سورہ فاتحہ کے عمل کیا جب اُنہوں نے مُوافق طریق (یا صلاح) ان یہودیوں کے نبی اور رسول خدا بن جانا چاہا ✚

بیان ایک آیت قرآنی کا جو آجتک قرآن میں موجود ہے لیکن جو مثل آیت کے جو

بتوں کعبہ کی تعریف بیں تھی ضرور منسوخ اور باطل اور خارج از قرآن ہونی چاہیئے تھی

دفعہ ۱۸۶ - دویم یہہ کہ محمد صاحب نے بہ تمنّی پایہ ہوا ومُوسیٰ نبی اور رسُولِ خدا بن جانے کے فقط یہی نہ کیا کہ مُوافق رائے یہود مدینہ کے ملک شام کو معہ لشکر کے جانے کی تیاری کر دے جیسے کہ دفعہ گذشتہ میں مذکور ہُوا بلکہ اُنہوں نے خُدا کے نام سے ایک ایسی آیت قرآن میں پڑھ دی جس میں یہہ شہادت ہے کہ جس نبی اخرالزمان کے یہود لوگ منتظر تھے اور دُعا مانگتے تھے کہ وہ ظاہر ہو کر اُن کو کافروں پر فتح دلوا دے وہ نبی آخرالزمان محمد صاحب ہی تھے اور شکایت اس امر کی ہے کہ جب محمد صاحب معہ قرآن کے آگئے اُس وقت اُنہوں نے محض حسد سے اُن کو قبول نہ کیا۔ پس لعنت خُدا اُن پر ہُوئی ۔

بخطاب یہود مدینہ کے سُورہ بقر کی آیت ہشتاد و یکم اور دو آیتوں آئندہ میں یہہ تقریر ہے قولہٗ اور ہم نے دِی ہے مُوسیٰ کو کتاب (توریت) اور پے در پے بھیجے اُسکے پیچھے رسُول اور دے عیسیٰ مریم کے بیٹے کو معجزے صریح اور قوّت دی اُسکو رُوح پاک سے - پھر بھلا جب تم پاس (یعنے یہودیوں کے پاس) لایا کوئی رسُول جو نہ چاہا تمہارے جی نے تم تکبر کرنے لگے پھر ایک جماعت (رسُولوں) کو جھٹلایا اور ایک جماعت کو مار ڈالتے تھے اور (یہود) کہتے ہیں کہ ہمارے دلوں پر غلاف ہیں (یعنے ہمارے دِل سخت ہیں) بلکہ اللہ نے اُن کو لعنت کی بسبب اُن کے کُفر کے سو کم یقین لاتے ہیں اور اسکے بعد آیت ۸۳ یہہ ہے وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا

عرفوا کفروا بہٖ فلعنۃ اللہ علی الکافرین ترجمہ اور جب پہنچی کتاب (قرآن) اللہ کی طرف سے سچا بتاتی اُن کے پاس والی (کتاب توراۃ) کو اور پہلے سے فتح مانگتے تھے کافروں پر جب پہنچا اُن کو جو پہچان رکھا تھا اُس سے منکر ہوئے سو لعنت ہی اللہ کی منکروں پر انتہی یہہ جو جملہ اِس آیت میں ہی کہ پھر جب پہنچا اُن کو جو پہچان رکھا تھا الخ اِس جملہ کی تفسیر معالم یہہ ہی قولہ یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم من غیر بنی اسرائیل وعرفوا نعتہ وصفتہ ترجمہ یعنے محمد صلعم کہ بنی اسرائیل سے غیر قوم کے تھے اور یہود نے محمد صاحب کو اُن کی تعریف اور صفت مذکور توریت سے پہچانا تھا انتہی اور نسبت اِس جملہ کے کہ اور پہلے فتح مانگتے تھے کافروں پر الخ اِس کی تفسیر معالم یہہ ہی قولہ اللہم انصرنا علیہم بالنبی المبعوث فی اخر الزمان الذی نجد نعتہ فی التوریۃ ترجمہ یا خدا ہماری مدد کر خلاف کافروں کے بذریعہ اُس نبی کے جو ظاہر ہوگا آخر زمانہ میں کہ اُس کی صفت ہم نے توریت میں پائی انتہی غرض کہ سب مفسرین معالم و حسینی و بیضاوی وغیرہ یہی کہتے ہیں کہ یہود مدینہ موافق توریت کے محمد صاحب نبی آخر الزمان کے منتظر تھے اور خدا سے دعا مانگتے تھے کہ وہ ظاہر ہو کر اُن کو کافروں پر فتح دلادیں لیکن جب محمد صاحب معہ قرآن کہ مطابق توریت کے تھا مدینہ میں ظاہر ہوئے تو یہود لوگ حسد سے اُن سے انکار کر گئے واضح ہو کہ پورانے زمانے کے یہود نے کئی نبیوں کو قتل کیا لیکن قوم یہود ہر زمانہ کے مثلاً زمانہ حضرت عیسیٰ اور زمانہ محمد صاحب کے قاتلان انبیاء کو بُرا جانتے تھے اور اُن مقتول نبیوں اور اُن کی کتابوں پر ایمان رکھتے تھے لیکن قوم یہود زمانہ حضرت عیسیٰ سے آجتک منکر حضرت عیسیٰ اور اُن کی کتاب انجیل مقدس کے ہیں مگر قرآن میں صاف لکھا ہی کہ یہود مدینہ اور کل یہود وہ لوگ تھے اور آجتک ہیں جو فخر یہ کہتے تھے کہ ہم نے حضرت عیسیٰ ابن مریم کو قتل کیا اور حضرت مریم

کی نسبت بہتان عظیم لگاتے تھے پس بہ سبب اِس سخت کفر اور سرکشی کے اُن پر لعنت خُدا کی نازل
تھی جیسے قرآن سے اوپر بیان ہُوا۔ پس موافق قرآن و حدیث کے یہہ یہود لوگ سب سے بڑے قسم
کے کافر تھے اور کوئی سچا نبی اور رسول خدا وہ نبی آخر الزمان نہیں ہو سکتا تھا جسکے وہ موافق
اپنی غلط فہمی توریت سے موافق اپنے خیالات کفر اور بد اعتقادی کے منتظر بیٹھے ہوئے تھے کہ وہ
ظاہر ہو کر اُن کو اُن قوموں پر فتح دلوا دے جو اُن کے نزدیک کافر تھے اور ظاہر ہے کہ اِن یہودی
لوگوں کے نزدیک فقط بُت پرست عرب وغیرہ کے کافر نہ تھے بلکہ وہ سب قومیں بھی اُن کے نزدیک
کافر تھیں جو کسی طرح ایمان حضرت عیسیٰ ابن مریم پر رکھتی تھیں اور خصوصاً انصاری روم اُن کے
نزدیک سخت کافر اور دشمن تھے کیونکہ محمد صاحب کے زمانہ میں یہودیوں کی ریاست اور بیت المقدس
انہیں نصاری روم کی عملداری میں تھیں پس ظاہر ہے کہ یہہ یہودی لوگ کسی ایسے نبی آخر الزمان
کے منتظر تھے جو کہ صاف صاف دشمن حضرت عیسیٰ المسیح بن مریم کا ہو مثل یہودی بادشاہ ذونواس
کے کہ اُس کا حال دفعہ گذشتہ میں مذکور ہے پس موافق قرآن و حدیث کے وہ نبی آخر الزمان جسکے
ظاہر ہونے کے لیئے یہودی مدینہ کے موافق اپنے کفر اور بے ایمانی کے خیالوں کے دعا مانگتے
تھے سچا نبی اور رسول خدا ہرگز نہیں ہو سکتا بلکہ ایک نہایت کاذب اور فریبی شخص جو علانیہ
دشمن خدا اور اُس کے رسول حضرت عیسیٰ مسیح کا ہو یہہ بات ناظرین کو یاد رکھنی چاہیئے کہ
اِس جائے اِس امر میں کچھہ بحث نہیں ہے کہ جس نبی آخر الزمان کی توریت میں خبر ہے وہ نبی
آخر الزمان محمد صاحب تھے یا نہیں۔ یہہ سوال دیگر ہے اور بالکلیہ علیحدہ بحث فی الحال
یہی ہے اور بحث فی الحال یہہ ہے کہ فی الحقیقت توریت میں اور اور حضرت عیسیٰ کے سابق کے
نبیوں کی کتابوں میں اُس نبی آخر الزمان کی خبر ہے کہ وہ ظاہر ہو کر سب سچے بنی اسرائیل یعنے ایماندار

کہ کفار پر فتح دلوادے اور اُن ایمانداروں کی سلطنت ساری دنیا میں قائم کرے نہ یہہ کہ وہ کافر یہودیوں کا مددگار ہو جو کہ علانیہ منکر حضرت عیسیٰ ابن مریم اور انجیل مُقدس سے ہیں ایس ظاہر کہ جس نبی آخرالزمان کے ظاہر ہونے کے لئے یہود دعا مانگتے تھے وہ موافق اُن کے وہم کے ایک جھوٹا نبی ہونا چاہیئے کہ اُن کے کفر اور بداعتقادی کی تصدیق کرے۔ یعنے اِسکی کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم ہرگز نبی خُدا نہ تھے بلکہ جھوٹے اور فریبی تھے پس گو محمد صاحب کی دلی مراد ایسے جھوٹے نبی ہونے کی نہ ہو پھر بھی ناد انستگی سے اُنہوں نے ایسے جھوٹے نبی ہونے کا دعویٰ کیا کہ وہ نبی آخرالزمان ہوں جس کے ظاہر ہونیکی یہود دعا مانگتے تھے۔ یہہ ہی نتیجہ تھی زبردستی رسول خدا بن جانے کا یہاں سے موافق قرآن و حدیث ظاہر ہے کہ جب محمد صاحب نے قرآن میں آیت مذکورہ بالا اِس مضمون کی پڑھ دی کہ جس نبی آخرالزمان کے ظاہر ہونیکے لئے یہودی لوگ مدینہ کے دعا مانگتے تھے کہ وہ اُن کو کفار پر فتح دلوادے اور جس نبی آخرالزمان کو یہود نے خوب پہچان رکھا تھا وہ نبی آخرالزمان وہ آپ ہی تھے اُس وقت محمد صاحب نے اقرار کیا کہ میں جھوٹا نبی اور دشمن حضرت عیسیٰ ابن مریم کا ہوں یہہ سخت گناہ محمد صاحب سے بہ سبب ناواقفیت کے ہوا کہ اُسوقت تک شاید وہ نہیں جانتے تھے کہ یہودی لوگ دشمن حضرت عیسیٰ ابن مریم کے ہیں لیکن بہر تقدیر یہہ ثابت ہوا کہ محمد صاحب سچے نبی خُدا کے ہرگز نہ تھے اور زبردستی نبی اور رسولِ خُدا بن جانے کے لئے اُنہوں نے یہہ کہدیا کہ جس نبی آخرالزمان کے ظاہر ہونیکے واسطے یہود مدینہ دعا مانگتے تھے وہ میں ہوں اور اِسی غرض نفسانی سے اُنہوں نے یہہ آیت خُدا کے نام مبارک سے قرآن میں پڑھ دی جیسے کہ اُنہوں نے واسطے تالیفِ قلوب بُت پرست لوگوں مکہ کی تعریف میں بُتوں کعبہ کے یہہ آیت

پڑھو وہی تلک الغرانیق العلی وان شفاعتھن لترتجی یعنے یہہ دیویوں کی مورتیں اعلیٰ مرتبہ کی ہیں اور اُن کی شفاعت کی امید کرنی چاہیئے انتہی فرق یہہ ہی کہ یہہ آیت القاء شیطانی اقرار کی گئی اور منسوخ ہوئی اور قرآن سے خارج کی گئی لیکن آیت یہود کے آخر الزمان نبی ہونیکی آجتک کلام خدا شمار کی جاتی ہی اور قرآن میں موجود ہی اور محمدی لوگ اُس کو فخریہ پڑھتے ہیں حالانکہ یہہ آیت بھی ویسی ہی منسوخ اور باطل کئے جانے کے اور خارج از قرآن ہونے کے لائق تھی جیسے کہ آیت تعریف بتوں کی ✠

تنبیہہ

علمائے محمدی کو یہہ امر ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اس دفعہ میں کچھہ اس سے بحث نہیں ہی کہ محمد صاحب نے کیا سمجھا تھا اور توریت میں کس نبی آخر الزمان کی خبر تھی بلکہ بحث فقط یہہ ہی کہ یہودی مدینہ کے کیا سمجھتے تھے جب وہ منتظر نبی آخر الزمان کے تھے اور دعا مانگا کرتے تھے کہ وہ نبی آخر الزمان ظاہر ہو کر اُن کو کفار پر فتح دلوادے ✠

یہود لوگ اقراری اور سخت منکر حضرت عیسیٰ ابن مریم کے تھے اور آجتک ہیں اور سخت دشمن اُن کی امت کے جن کو کافروں سے بدتر سمجھتے تھے اور محمد صاحب کے وقت میں تو اُن سے خصوصاً عداوت اسواسطے تھی کہ اُس زمانہ میں ملک شام اور بیت المقدس عیسائیوں کی عملداری اور حکومت تھی پس غیر ممکن ہی کہ جس نبی آخر الزمان کے ظاہر ہونے کے واسطے یہود دعا مانگتے تھے وہ نبی آخر الزمان موافق اُن کی آرزو اور خیال کے کوئی دوست حضرت عیسیٰ ابن مریم کا ہو ضرور ہی کہ وہ دشمن حضرت عیسیٰ کا ہو۔ یعنے مسیح الدجال چنانچہ تفاسیر معالم وبیضاوی وغیرہ

میں صاف لکھا ہی اور سب اہل اسلام قایل ہیں کہ وہ منتظر مسیح الدجال کے تھے اور آجتک ہیں
چنانچہ اُن کے نزدیک جہادِ کفار اُسی وقت جائز ہو گا جب کہ مسیح الدجال ظاہر ہو گا جیسے کہ دفعہ
۱۴۸) میں شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں پس جو آیت قرآنی مذکورہ بالا میں یہود مدینہ پر الزام
ہی کہ باوصف اس کے کہ وہ خوب جانتے تھے کہ اُن کا نبی آخر الزمان محمد صاحب تھے یہان
تک کہ وہ اُس کے ظاہر ہونیکے منتظر رہتے اور دعا مانگتے تھے پھر بھی جب وہ ظاہر ہوا اُن یہودیوں
نے دیدہ دانستہ بہ سبب حسد اور عناد کے اُس کا انکار کیا اس الزام سے متحقق ہوتا ہی کہ موافق
قرآن کے محمد صاحب نے مسیح الدجال ہونے کا دعویٰ کیا یہاں سے متحقق ہوا کہ یہہ آیت
یہودیوں کے آخر الزمان نبی ہونے کی مثل آیت بت پرستی کے القاء شیطانی سے تھی لیکن اس
کی اطلاع محمد صاحب کو نہیں ہوئی پس وہ منسوخ اور باطل نہیں کی گئی اور قرآن میں رہ گئی
اور اس سے معلوم ہوتا ہی کہ بہت سی آئتیں جو خلاف انجیلِ مقدس اور اصول دین عیسوی کے
قرآن میں آجتک موجود ہیں وہ بھی القائے شیطان سے ہیں اور نہ آیات قرآنی پس اُن سب
آیتوں کو قرآن سے خارج کرنا چاہئے اور جو قرآن میں سے مطابق انجیل مقدس کے نکل
ساقط ہو گیا ہی اُس کو بحال کرنا چاہئے پس بعد اس درستی کے ثابت ہو جائیگا کہ قرآن ایک
کتاب آسمانی ہی اور مُصدق توریت و انجیل ہی اور محمد صاحب ایک سچے نبی خدا ہیں اور دین عیسوی
کو قائم کرنے والے ہیں اور پھر محمدی اور عیسائی لوگ باعتبار دین کے بھائی ہو جائینگے اور دونوں
گروہ دلی اتفاق سے یہہ کلمہ شہادت کہیں گے کہ تمام تعریف واسطے اللہ کے کہ اُس نے اپنے
کلمہ عیسیٰ مسیح کو دنیا میں بھیجا ہی کہ جامۂ انسانی اختیار کر کے ہمارے سارے گناہوں کو اپنی طرف
منسوب کرلے اور صلیب پر کھینچا جا کر اور قتل ہو کر اُن سب گناہونکا کفارہ کرے اور پھر تیسرے

دن جی اُٹھکر آسمان کو صعود کرے اور پھر قرب قیامت زمین کی طرف نزول کرے اور سب مُردوں
کو زندہ کرے کافروں کو واسطے عذاب جہنّم کے اور مومنوں کو موافق اپنے پاک جسم اور روح کے
بناکر واسطے سرور ابدی جنّت کے۔ اور تمام تعریف واسطے اللہ کے کہ اُس نے اپنی روح القدس
ازلی کو ارسال فرمایا تاکہ وہ سب مومنوں کے دلوں میں قیام کرکے دقائق انجیل مقدّس کے
سمجھاوے اور ایمان کو مضبوط کرے اور محبت خُدا سے زیادہ کرتے جاویں تاکہ مومن لوگ سرخروئی
سے انصاف کے دن سامنے حضرت عیسیٰ کے حاضر ہوسکیں تمام تعریف اور بزرگی واسطے
اللہ و کلمہ و روح منہ ہمیشہ کے لئے ہووے ✣

تتمہ فصل پنجم

دفعہ ۱۸۷ ۔ فصل پنجم گذشتہ کے شروع میں دو آئتیں قرآنی ننانویں[99] اور سَوویں[100] سورہ
آیت سے نقل ہوچکی ہیں اور ثابت ہوچکا ہی کہ یہہ آئتیں درباب منسوخ التلاوۃ ہونے اور خارج
از قرآن ہونے فقط انہیں آئتوں اور سورتوں کے ہیں جو محمد صاحب نے خود واسطے تالیف
قلوب بت پرستوں مکہ اور یہود مدینہ کے اپنے دل سے پڑھ دیں تاکہ یہہ بت پرست لوگ اور یہودی
لوگ اُن کے رسول خُدا ہونے پر ایمان لاویں پس یہہ آئتیں دلیل قطعی ہی کہ حکم خُدا سے یہہ نہیں
ہوا کہ بہت سی آئتیں اور سورتیں قرآن میں سے ساقط ہوئیں بلکہ بھول یا تحریف ارادی علماء

محمدی کے باعث سے۔ دوسری دلیل قطعی اس باب میں یہہ ہی کہ علماء شیعہ ثابت کرتے ہیں کہ جو آئتیں اور سورتیں موافق سنیوں کے منسوخ التلاوۃ خیال کی جاتی ہیں وہ منسوخ التلاوۃ نہ تھیں بلکہ ارادہ سے ساقط کی گئیں اور قرآن بلاشک محرف ہی اور اُسکے لئے وہ شہادت بزرگوں قدیم اہل سنت وجماعت کی پیش کرتے ہیں جیسے کہ فصل چہارم میں مفصل بیان ہوچکا ہی تیسری دلیل قطعی اس امر کی کہ عذر منسوخ التلاوۃ سنیوں کا معقول نہیں ہی یہہ ہی جو وجہ آئتوں اور سورتوں کے خارج از قرآن ہونے کی وہ بیان کرتے ہیں وہ وجوہات معقول نہیں ہیں چنانچہ تفسیر عزیزی آیت سوئیں سورۃ بقر سے کہ آگے نقل ہوتی ہی معلوم ہوگا قولہ شان نزول اس آیت کا یہہ مذکور ہی کہ یہودیوں نے محمدیوں سے اعتراضاً کہا کہ تمہارے نزدیک تو قرآن کے نازل ہونے سے خیر اور رحمت خدا کی حاصل ہوتی ہی پھر اس کے کیا معنے ہیں کہ پہلے احکام قرآن مابعد کے احکام سے منسوخ ہوتے ہیں اور بعض اوقات جو قرآن سے نازل ہوتا ہی وہ بعد ازاں تمہارے پیغمبر اور تمہارے دلوں سے محو یعنے بالکل بھولا یا جاتا ہی۔ پس اس اعتراض کے دفع کرنے کے لئے آیت مذکورہ بالا نازل ہوئی انتہی۔ پھر نسبت اس جملہ کے کہ یا بھلا دیتے ہیں یہہ لکھا ہی قولہ یا فراموش کروادیں ہم اُس آیت کو خاطر یعنے دل پیغمبر کے سے اور دوسرے قاریوں کے سے گو اصل مضمون اور بعضے الفاظ یاد بھی رہیں خواہ حکم اُس آیت کا برقرار ہو مثل آیت الشیخ والشیخہ اذا زنیا فارجموھما البتۃ نکالا من اللہ واللہ عزیز حکیم ترجمہ آیت جب کوئی مرد اور عورت نامور زنا کریں تم سنگسار کرو اُن دونوں کو البتہ یہہ سزا ہی اللہ کی طرف سے اور اللہ قادر اور دانا ہی حکم اُس کا برقرار ہی اور الفاظ اُس کے بخوبی یاد نہیں کوئی کہتا ہی کہ اُس کے آخر میں واللہ عزیز حکیم ہی یعنے اور اللہ قادر اور دانا ہی اور کوئی کہتا

وکان الله عزیزاً حکیماً اور تھا اللہ قادر اور دانا، اور ایسے ہی موضع اس کا بھی بخوبی معلوم نہیں کہ کونسی سورة میں تھا اور اسی واسطے آنحضرت صلعم نے جبرئیل کے کہنے سے اُس کو تلاوت سے موقوف فرمایا انتہی +

دفعہ ۱۸۸۔ دفعہ گزشتہ میں جو آیت درباب سنگسار کئے جانے زناکاروں کے مذکور ہی اُس کو قرآن سے خارج کرنے کی کوئی وجہ معقول نہیں بیان ہوئی اگر ایک لفظ کی کمی و زیادتی پر یہہ آیت خارج از قرآن ہوئی تو چاہئے کہ بہت سی آیتیں قرآن مروجہ میں سے خارج کی جاویں کیونکہ تغیر کمی و بیشی الفاظ پایا جاتا ہی جیسے موافق تفسیر بیضاوی فصل دوم میں بیان ہو چکا ہی اور سوائے ازیں مفسرین قائل ہیں کہ بہت سی آیتوں کا موضع تحقیق معلوم نہیں اور پھر بھی وہ قرآن سے خارج نہیں کی گئیں بلکہ موجود ہیں شاہ عبدالعزیز صاحب ایک بات بھول گئے یعنے قرآن میں یہہ بھی لکھا ہی کہ جو آیت بھلائی جاتی ہی اُس کی جائے ایک اور آیت مثل اُس کے یا اُس سے بہتر اُس کی جائے نازل ہوتی ہی لیکن قرآن میں کوئی آیت بجائے آیت سنگساری کی زناکاروں کے نہیں پائی جاتی ہی گو حکم اِس آیت کا قائم رہا غرضکہ علماء سنی نام جبرئیل اور محمد صاحب کا ناحق بدنام کرتے ہیں اور اصل بات وہ ہی جو علماء شیعہ بیان کرتے ہیں یعنے علماء سنی نے اِس آیت کو جانکر نکال ڈالا۔ حقیقت یہہ ہی کہ بُت پرستوں مکہ کو یہہ بات نہایت بُری معلوم ہوئی تھی کہ محمد صاحب نے پہلے تو قرآن میں ایک آیت تعریف اور شفاعت بُتوں کعبہ کی پڑھی اور پھر اُس کو منسوخ کیا اور قرآن سے خارج کیا اور اُس کی جائے بُرائی بتوں کی داخل کی اور یہود مدینہ کو یہہ بات نہایت بُری معلوم ہوئی کہ محمد صاحب نے پہلے تو موافق قرآن کے بیت المقدس کو اپنا قبلہ نماز مقرر کیا اور پھر اُس حکم کو منسوخ کیا اور اُس کو قرآن سے خارج کیا اور اُسکی جائے حکم

کعبہ کو قبلہ بنائے ہونے کا داخل کیا ہیں ظاہر ہے کہ بت پرستوں اور یہودیوں نے اس تغیر قرآن پر بڑا اعتراض کیا اور غل وشور مچایا پس ان لوگوں کے منہ بند کرنے کے لئے سورہ بقر کی آئتیں ننانویں (۹۹) اور سوویں (۱۰۰) نازل ہوئیں کہ جب خدا بھلا دیتا ہے کوئی آیت تو وہ اس کی جائے ایک اور آیت مثل اس کے یا اس سے بہتر نازل کرتا ہے بالفرض اگر آئت سنگساری زناکاروں کی تلاوت موقوف ہوئی تھی اور اس کا حکم برقرار رہا تھا تو یہود اور بت پرستوں کو کیونکر معلوم ہو گیا کہ ایسا ہوا اور ان کو کیا غرض تھی کہ وہ معترض ہوں غرض کہ یہ تاویلیں اہل سنت و جماعت ہرگز قابل التفات نہیں ہیں اور صاف ظاہر ہے کہ سنی لوگ قایل اور مقر ہیں کہ قرآن میں سے یہ آیت سنگساری زناکاروں کی بوجہ کسی غرض نفسانی سے یا کسی خیال وگمان باطل سے ساقط کی گئی جیسے علماء شیعہ بیان کرتے ہیں +

دفعہ ۱۸۸ - سوائے آیت مذکورہ بالا کے جو قرآن سے خارج ہوئی تفسیر عزیزی میں پانچ اور آئتیں مذکور ہیں کہ وہ بھی اسی طرح قرآن سے خارج ہوئیں ور ان آئتوں کو معہ ان کے ترجمہ کے ہم آگے نقل کرتے ہیں - اول لا ترغبوا عن آبائکم فانہ کفر بکم و الولد للفراش وللعاهر الحجر - ترجمہ نہیں اعراض کرو یعنے نہیں نفرت کرو تمہارے باپوں سے کیونکہ کفر ہے تمہارے ساتھ اگر تم نفرت کرو اپنے باپوں سے اور واسطے بیٹے کے فرش ہے اور واسطے عاہر کے پتھر انتہی دوم جاهدوا کما جاهدتم مرة ترجمہ جہاد کیا انہوں نے جیسے تم نے جہاد کیا اول مر انتہی سیوم بلغوا قومنا انا لقد لقینا ربنا فرضی عنا وارضانا ترجمہ مضبوطی سے بیان کیا ہے ہماری قوم نے کہ تحقیق ملا ہم سے ہمارا رب پس راضی ہوا ہم سے اور ہم کو راضی کیا انتہی چہارم لو کان لابن آدم واد من ذهب لابتغى اليه ثانيا ولو كان له واديان لابتغى

الیہما ثالثاً ولا یملأ جوف ابن آدم الا التراب ویتوب اللہ علی من تاب ترجمہ اگر ہوں بیٹے آدم کے لئے ایک گھاٹی سونے کی تحقیق وہ طلبگار ہوگا مع اس کی دوسری کا اگر ہوں اُس کے لئے دو گھاٹیاں (سونے) کی تو وہ تحقیق طلبگار ہوگا مع اُن دونوں کے تیسری کا اور نہیں بھریگا پیٹ بیٹے آدم کا مگر خاک سے اور پھریگا اللہ اُس کی طرف جس نے توبہ کی انتہی پنجم سیوید ھٰذا الدین برجال ما لہم فی الآخرۃ من خلاق و باقوام لا خلاق لہم فی الآخرۃ ترجمہ ضرور ہے کہ تائید کیا جاوے یہہ دین آدمیوں سے کہ نہیں ہے اُن کے لئے آخرت میں نیک بختی یا تو موں سے کہ نہیں ہے اُن کے لئے نیک بختی آخرت میں انتہی ✣

آیت مذکورہ بالا کی نسبت شاہ عبدالعزیز صاحب اپنی تفسیر عزیزی میں یہہ رقم فرماتے ہیں قولہ اکثر محدثین نے اُس کو بہت صحابہ سے نقل کیا ہے اور مصحف (یعنے نسخہ قرآن) ابی بن کعب میں بھی لکھا ہوا تھا لیکن بعض الفاظ مشتبہ ہوئے مثل بطن آدم یا جوف ابن آدم اور موضع اُس کا بھی مشتبہ ہوا کہ سورہ احزاب میں تھا یا سورہ برات میں اور یہ بھی اُس کا فراموش ہوا کہ انا انزلنا مال لاقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ تھا یا کوئی اور بات انتہی ✣

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ عذرات جو علماء سنی مثل شاہ عبدالعزیز صاحب وغیرہ واسطے خارج کرنے اس آیت اور اور آیتوں کے قرآن میں سے بیان کرتے ہیں وہ عذرات صریح صحیح نہیں ہیں اور سوا واسطے لائق التفات کسی شخص کے جس کو تھوڑا بھی علم ہو ہرگز نہیں ہیں کیونکہ ایسے اختلافات قرات جیسے بطن آدم اور جوف ابن آدم کہ مدعا دونوں کا ایک ہے تفسیروں قرآن مثل بیضاوی وغیرہ میں بکثرت موجود ہیں جیسے کہ فصل دوم اس رسالہ میں مذکور ہے اگر عذرات تسلیم کئے جاویں تو بہت سی آیتیں قرآن مروجہ زمانہ حال سے خارج ہونی چاہئیں اور یہہ شبہ تو بہت

آیتوں میں ہی کہ وہ کونسی سورت میں تھیں کوئی کچھ کہتا ہی اور کوئی کچھ بیضاوی کئی سورتوں کے شروع میں تعداد آیتوں کی لکھ کر یہہ کہتا ہی الا اس قدر آیتیں ہیں اور اس باعث سے شان نزول میں بڑا اختلاف ہوتا ہی اور صدر کا معلوم ہونا کوئی بڑی بات نہیں مثلاً آیت چہارم مذکورہ بالا میں فقط ایک حقیقت ہوس انسانی کی بیان کی ہی جہاں مناسب ہو وہاں اُسے مثبت کرنا چاہئے تھا مثلاً اُس مقام پر جو شاہ عبدالعزیز صاحب خود بیان کرتے ہیں اور ایک فقرہ نقل کرتے ہیں کہ اُس کے معنے یہہ ہیں ہم نے نازل کیا مال واسطے قائم کرنے نماز کے اور واسطے دینے زکواۃ کے انتہی +

خلاصہ یہہ کہ عذرات علماء اہل سُنت وجماعت کے اس امر کو یقیناً ثابت کرتے ہیں کہ علماء سُنی کے نزدیک بھی بہت سی آیتیں اور سورتیں ساقط ہوئیں جیسے علماء شیعہ مثل مولوی سید حامد حسین صاحب بیان کرتے ہیں اور قرآن یقیناً اسقدر محرّف ہی کہ اُس پر کچھ اعتبار نہیں ہوسکتا ہی فصل چہارم (دفعہ ۱۹۳) میں مذکور ہی کہ مدت بعد وفات محمد صاحب کے ایسا ہوا کہ ایک شخص پاس حضرت عمر خلیفہ دوم کے آیا اور کچھ مانگا اور حضرت عمر نے اُس سے پوچھا کہ تیرے پاس کس قدر مال ہی اُس نے کہا کہ میرے پاس چالیس اونٹ ہیں اس پر ابن عباس نے کہ جو موجود تھے کہا کہ سچ کہا خدا اور اُس کے رسول نے اور آیت چہارم مذکورہ بالا درباب ہوس انسان کے پڑھی اس پر حضرت عمر نے ابن عباس سے پوچھا کہ یہہ آیت قرآن میں موجود ہی اُنہوں نے کہا کہ ہاں نسخہ قرآن ابی ابن کعب میں موجود ہی پس وہ دونوں ابی ابن کعب کے پاس گئے اور اُس نے کہا کہ ہاں قرآن میں وہ آیت موجود ہی اور رسولِ خدا نے اُسے فرمایا تھا لیکن نہ تو ابن عباس نے اور نہ حضرت عمر خلیفہ دوم نے یہہ کہا کہ یہہ آیت منسوخ التلاوۃ ہی جیسے مولوی صاحب اِس حال کے نتیجہ پکڑتے ہیں۔ غرض کہ ان باتوں سے سُنیوں کا مقدمہ تحریف قرآن میں کچھ اعتبار

نہیں کہ ناحق حضرت جبرئیل اور محمد صاحب کے نام کو بدنام کرتے ہیں کہ انہوں نے آیتوں اور سورتوں قرآنی کو قرآن سے خارج کرایا ٭

دفعہ ۱۸۹ ۔ پھر تفسیر عزیزی میں بسند ابوداؤد وغیرہ کے یہہ لکھا ہو کہ تھا ایک شخص انصار میں سے رات کے وقت تہجد یعنے رات کی نماز کے واسطے اُٹھا اور بعد الحمد کے چاہا کہ جو سورت یاد تھی اور ہمیشہ اُس کو پڑھتا تھا پڑھے ہرگز اوپر پڑھنے اُس کے کے قادر نہیں ہوا اور تمام سورہ اُس کے حافظہ سے چلی گئی سوائے بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اوپر زبان اُس کی کے نہیں آتا تھا صبح کیوقت متعجب ہوکر دوسرے صحابہ سے پوچھا سب نے کہا وہ سورہ ہم بھی ایسے ہی بھول گئے سب آنحضرت صلعم کے روبرو آئے اور ماجرا بیان کیا آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اس رات وہ سورت منسوخ التلاوہ ہوئی سینہ میرے اور سینہ تمام آدمیوں کے سے مٹ گئی بلکہ نقوش لکھے ہوئے جاتے رہے الخ ٭

ایک ایسی ہی داستان تفسیر معالم التنزیل میں ہو کہ ایک ساری سورۃ بھلائی گئی اور سورہ احزاب میں سے فقط ۷۳ آیتیں یاد رہیں حالانکہ وہ مثل سورہ بقر کے تھی یعنے اُس میں ۲۸۶ آیتیں تھیں داستان مذکورہ بالا خلاف قرآن ہو اور اسی واسطے ہرگز صحیح نہیں ہوسکتی ہو کیونکہ سورہ بقر کی آیتوں ۱۰۶ ۹۹ نمبر ۱۰۶ اور سورہ ۸۷ میں آیتوں کے بھلا دینے کا ذکر ہو نہ سورتوں کے اور بالفرض سورتوں کے بھلا دینے کا ذکر تسلیم کیا جاوے تو اُس میں صاف بتاکید تمام لکھا ہو کہ جو آیت یا سورۃ بھلائی جاتی ہو اُسکی جائے ایک اور آیت یا سورت نازل ہوتی ہو کہ آیت یا سورت منسوخہ و مخروجہ کے مثل ہو یا بہتر پس چاہئے کہ علما سُنت وجماعت بیان فرماویں کہ قرآن مروجہ میں وہ کونسی سورۃ ہو جو سورت بھلائی گئی کے قائم مقام نازل ہوئی ہو جیسے کہ وہ بتاتے ہیں کہ بجائے آیت جو تعریف

اور شفاعت بتوں کعبہ کے باب میں تھی وہ منسوخ اور خارج از قرآن ہوئی اور اُس کی جائے کئی
آئتیں برائی اُن بتوں کے باب میں سورۂ حج میں موجود ہیں اور جیسے وہ بتاتے ہیں کہ آئت قبلہ
نماز ہونے بیت المقدس کی منسوخ اور خارج از قرآن ہوئی اور اُس کی جائے آئت قبلہ نماز ہونے
کعبہ کے موجود ہی اسی طرح علماء اہل سُنت وجماعت کو چاہیئے کہ بتا دیں کہ جو سورت بھلائی گئی اور
اسی واسطے منسوخ اور خارج از قرآن ہوئی اور اُسکی جائے فلانی سورہ قرآن میں موجود ہی غرض کہ
سُنیوں نے خلاف قرآن کے کہانیاں ایجاد کی ہیں تاکہ قرآن ناقص اور محرّف کو پورا اور صحیح قرآن
زبردستی ثابت کریں اور خوبی یہہ ہی کہ علماء بزرگان قدیمہ مثل ابن عمر اہل سُنت کے اُن کے خلاف
گواہی دیتے ہیں اور صاف کہتے ہیں کہ قرآن مروجہ سارا قرآن نہیں ہی اس میں سے بہت سلسا قط
ہو گیا ہی اور بقول مولوی سید حامد حسین صاحب کے جو منسوخ التلاوۃ ہی وہ ہرگز قرآن نہیں کہلا
سکتا ہی پس حضرت ابن عمر منسوخ التلاوۃ کو قرآن ہرگز نہیں کہہ سکتے تھے اور اسی واسطے معلوم
ہوا کہ نزدیک حضرت ابن عمر کے قرآنِ مروجہ سارا قرآن نہیں ہی اُس میں سے حضرت عثمان وغیرہ نے
بہت سا زبردستی نکال ڈالا ہی اور سوائے ازیں مولوی سید حامد حسین صاحب نے اور سندیں
علماء اور بزرگوں اہل سنت وجماعت کی بیان کی ہیں جن سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ سُنیوں کے
نزدیک بھی قرآنِ مروجہ ناقص اور محرّف ہی اور اُن کا عذر منسوخ التلاوۃ کا ہرگز صحیح نہیں چنانچہ
اس کا حال فصل چہارم میں گذرا اور ہمارے نزدیک تو مسئلہ منسوخ التلاوۃ فقط اس وجہ سے
باطل ہی کہ جو آئتیں اور سورتیں منسوخ التلاوۃ اور خارج از قرآن ہوئیں موافق قرآن کے ضرور
تھا کہ بھلائی گئی آئتوں اور سورتوں کے عوض اور آئتیں اور سورتیں قرآن میں نازل ہوتیں
اور چونکہ یہہ نہیں ہوا تو مسئلہ منسوخ التلاوۃ موافق حکم قرآن کے باطل ہوا۔

دفعہ ۱۹۰۸ - دفعہ (۲) اور (۳) سے ظاہر ہی کہ علما سُنی مقر اور قائل ہیں کہ قرآن میں اختلاف قرائتوں حرفی اور لفظی کے بیشمار ہیں یعنے ہزاروں اور لاکھوں نہیں بلکہ لاتعداد ہیں اور قرائتوں میں بعض معتبر ہیں اور بعض غیر معتبر اور کلمات میں بھی اختلاف ہی اور بعض قرائتیں ایک ولائت میں مشہور ہیں اور بعض دوسری میں اور اُن سے معنے قرآن میں اختلاف کلّی ہی پس ظاہر ہی کہ قرآن مروجہ فی زمانہ حال پر کچھ اعتبار نہیں کیا معلوم کہ اُس میں کس قدر غیر معتبر قرائتیں موجود ہیں کہ اُنسے معنے قرآن میں اختلافِ کلّی واقع ہوتا ہی علما اہل سُنت وجماعت نے یہہ بھی نہیں بیان کیا کہ غیر معتبر قرائتیں کسقدر ہیں یعنے ہزار ہیں یا دس ہزار ہیں اور وہ کونسی ہیں تاکہ کچھ ٹھکانا اِس قرآن کا معلوم ہوے دفعہ (۱۱) سے دفعہ (۱۴۷) تک بہت مثالیں تحریفوں لفظی اور جنوں کی بیان کی گئی ہیں اور دفعہ (۱۶۴) سے معلوم ہوتا ہی کہ ابو حنیفہ ایک لفظ کو کہ بعض نسخوں قرآن میں درج ہی صحیح جانتا ہی اور ایک مسئلہ شرعی اُس پر قائم کرتا ہی لیکن قاضی بیضاوی اُس لفظ مدخولہ کو غلط جانتا ہی اور ابو حنیفہ کے مسئلہ کو رد کرتا ہی اور دفعہ (۱۶۷) میں مذکور ہی کہ سورہ جمعہ کی آئت نہم میں ایک لفظ فاسعوا درج ہی لیکن اس لفظ کو حضرت عمر خلیفہ دوم اور ابن مسعود منسوخ اور باطل جانتے تھے اور اُس کی جائے لفظ فامضوا پڑھتے تھے غرض کہ ایک باطل لفظ قرآن میں آجتک موجود ہی کیا معلوم کسقدر ایسے الفاظ باطل قرآن میں موجود ہیں کیونکہ قرآن میں بے شمار قرائتیں ہیں اور اُن میں سے بعض معتبر ہیں اور بعض غیر معتبر دفعہ (۱۱) میں ایک جملہ وھواب لھم مذکور ہی کہ بعض نسخوں قرآن میں پایا جاتا ہی اور اکثر نسخوں قرآن میں نہیں پایا جاتا ہی معلوم نہیں کس قدر ایسے جملے عبارت کے قرآن میں زیادہ کئے گئے ہیں یا منہا کئے گئے ہیں اور معنے قرآن میں فرق عظیم ہوا ہی اور سوائے ازیں فصلِ دوم میں مذکور ہی کہ بہت سے جملے عبارت قرآن کے بہ سبب تبدیلی اور

زیادتی اور کمی الفاظ کچھہ اور بھی ہو گئے ہیں اور یہہ تو تحقیق ہے کہ واسطے درستی عبارت قرآن کے ایسی تحریفیں عمل میں آئیں علمائے محمدی نے جہاں دیکھا کہ عبارت قرآن درست نہیں معلوم ہوتی ہے اور معنے بے ڈھنگے ہوتے ہیں وہیں ایک دو الفاظ گھٹا بڑھا کر اور اعرابوں میں تغیر کر کے اُس کو درست بنا لیا اور البتہ فصیح بھی۔ اس کی کئی مثالیں فصلِ دوم میں مذکور ہیں مثلاً دفعہ (۲۲) میں ناظرین مطالعہ فرماویں پھر آنکھیں بند کر کے علمائے محمدی کہتے ہیں کہ فصاحت قرآن ایک معجزہ ہے اور یہہ نہیں اقرار کرتے کہ قرآن کو مُحرّف کر کے اُس کو صحیح اور فصیح کیا چاہتے ہیں۔ دفعہ (۱۴۸) میں شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں کہ شیعوں نے تحریف لفظی اور معنوی قرآن کی بہت کی ہے اور اُس میں بعض الفاظ زیادہ کئے ہیں خیر شیعوں نے ایسا کیا ہو لیکن فصل اوّل اور دوم کے مطالعہ کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سنّیوں نے بلاشک ایسی تحریفیں کی ہیں۔ پس اگر فریقین کی تحریفیں جمع کی جاویں تو معلوم ہوگا کہ قرآن مروّجہ نہایت درجہ پر محرّف ہے اور قابل اعتبار ہرگز نہیں۔ دفعہ (۱۵۲) میں قول شیعوں کا منقول ہے کہ ناقلانِ قرآن مکّار اور دین فروش اور مال اور لوٹ کے آرزومند لوگ تھے پس قرآن مروّجہ پر کیا اعتبار ہو سکتا ہے اور یہہ سچ ہے چنانچہ موافق مفسّرین سنّی کے ایک ناقل یا کاتب قرآن کو تو ہم بھی جانتے ہیں کہ اُس نے قرآن میں تحریف کی یعنے عبداللہ بن سعد نے کہ جو قرآن کو محمد صاحب سے سنکر لکھا کرتا تھا کوئی ایسا کاتب توریت و انجیل کا زمانہ حضرت موسیٰ اور رسولوں حضرت عیسیٰ میں ہم نے نہیں سنا کہ اُس نے اُنہیں کی حین حیات میں ایسی حرکت کی ہو جیسے عبداللہ بن سعد نے کی تفسیر معالم اور تاریخ ابوالفدا میں اِس شخص کی تحریفوں کا حال لکھا ہے۔ فصل سیوم میں مذکور ہے کہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے بڑا الزام اس بات کا شیعوں کو دیا ہے کہ اُنکے نزدیک قرآن سے بہت سی آیتیں اور سورتیں ساقط ہو گئی ہیں اور باقی قرآن میں الفاظ مبدل

اور زائد اور ناقص ہیں پس شیعوں کے نزدیک قرآن مروجہ بالکلیہ قابل اعتبار نہ رہا لیکن اس تتمہ فصل پنجم سے ظاہر ہی کہ خود شاہ صاحب اور سب علما سنی ان خرابیوں قرآن کے قائل ہیں کیونکہ عذرات جو وہ پیش کرتے ہیں وہ عذرات ہرگز لائق التفات کے نہیں ہیں علاوہ ازیں دفعہ (۱۵۳) اور (۱۵۴) سے ظاہر ہی کہ شیعوں کے فاضل کلینی نے قرآن کی نسبت کہا ہی کہ وہ ایک تہائی اصل قرآن کی ہی باقی ساقط ہوگیا لیکن بڑے بزرگ سنیوں نے یعنے ابن عمر نے یہہ کہا کہ قرآن میں سے بہت سا جاتا رہا ہی یہہ کل قرآن نہیں ہی جیسے کہ دفعہ (۱۵۶) سے ظاہر ہی علاوہ ازیں فصل پنجم سے ظاہر ہی کہ موافق تفسیر معالم اور موافق اور دلائل عقلی اور نقلی کے خود محمد صاحب نے قرآن کی تحریف کی یعنے واسطے تالیف قلوب بت پرستوں کے محمد صاحب نے ایک آئت قرآن میں ایسی پڑھ دی کہ اُس میں تعریف بتوان کعبہ کی گئی اور یہہ بھی کہا گیا کہ یہہ بت شفاعت خدا سے کر سکتے ہیں گو یہہ آئت بعد ازاں منسوخ اور خارج کی گئی اور پھر ایک آئت اس مضمون کی قرآن میں آجتک موجود ہی کہ جس نبی آخر الزمان کے یہود مدینہ کے منتظر تھے وہ نبی آخر الزمان خود محمد صاحب تھے لیکن یہودی منتظر مسیح الدجال کے تھے اور آجتک ہیں۔ پس محمد صاحب نے اس تحریف قرآن سے اپنے آپ کو مسیح الدجال ٹھہرایا۔ چاہئے تھا کہ یہہ آئت بھی منسوخ اور خارج از قرآن ہوتی لیکن وہ موجود ہی غرض کہ ثابت ہوا کہ قرآن میں بہت سا داخل کرنا چاہئے اور بہت سا نکال ڈالنا چاہئے اور ممکن ہی کہ بعد اس کمی بیشی کے قرآن مطابق اور مصدق انجیل مقدس کے ہو اور کلام اللہ تسلیم کیا جاوے سوا ازیں دفعہ (۱۶۹) سے ظاہر ہی کہ سوائے قرآن کے اور کتابیں آسمانی محمدیوں کی تھیں لیکن وہ ملتی نہیں شاید اُن میں کوئی مسئلہ موافق دین عیسوی کے ہو +

دفعہ ۱۹۱- دفعہ ۱۰۶ میں مذکور ہوا ہی کہ باعث نالوانستگی اور باعث طمع نبی اور رسول

خدا بن جانے کے محمد صاحب نے اپنے آپ کو نبی آخر الزمان یہودیوں کا جو مسیح الدجال ہے قرار دیا

اب یہہ بات کہ یہہ غلطی عظیم محمد صاحب سے کس طرح وقوع میں آئی آگے لکھی جاتی ہے؛

کتب محمدی سے ظاہر ہے کہ بعد دعوی نبوت کے محمد صاحب نے قریب تیرہ سال کے بت پرستوں مکہ کو وعظ اور نصیحت کی اور اس عرصہ دراز میں فقط کچھ زیادہ سو شخصوں مرد اور زن کے اُن کے مرید ہوئے اور اکثر لوگ مکہ کے اُنکے مخالف اور دشمن رہے محمد صاحب کی دلی آرزو تھی کہ کسی طرح سارے بت پرست مکہ کے ایمان لے آویں اور اس طرح ایک فوج جنگی اُن کی مطیع ہو جاوے کہ اُس کے وسیلہ سے وہ اپنے دین کو سارے ملک عرب بلکہ اَور ملکوں میں بھی پھیلاویں اور اپنے دعوی رسالت کو قائم کریں۔ اسی غرض سے محمد صاحب نے بخاطر بت پرستوں مکہ کے ایک آیت بتوں کعبہ کی تعریف میں خدا وحدہٗ لاشریک کی طرف سے پڑھ دی تھی لیکن اس سے کام نہ چلا بلکہ وہ خود نادم ہوئے جیسے پہلے اس فصل میں مذکور ہوا؛

اب مخالفت بت پرستوں کی سخت ہوئی یہانتک کہ انہوں نے محمد صاحب کو قتل کرنا چاہا اور یہہ سخت وقت تھی کیجیئے تو کیا کیجیئے لیکن اس حالت پریشانی میں بھی محمد صاحب کی یہی آرزو رہی کہ کوئی اَور قوم عرب اُن کے ساتھی ہو جاوے چنانچہ ایسا اتفاق ہوا کہ بتخانہ کعبہ کے حج کا موسم آگیا اور بت پرست قومیں مختلف مقاموں عرب سے مکہ کو [illegible] شروع ہوئیں اور اُن میں سے ایک جماعت مدینہ سے بھی آئی اور اُن کے مسلمان ہو جانے کا حال مولوی عبد الحق محدث دہلوی کی کتاب مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۶۷ میں اس طرح مرقوم ہے قیل از مدینہ جماعت از خزرج در موسم حج آمدہ بودند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بر سر ایشاں آمد و فرمود پروردگار عالمیان مرا برسالت بحق فرستادہ است و قوم من مرا از تبلیغ اوامر الٰہی و تمشیت احکام دین مانع می آیند اگر شما ایمان آرید

ونصرتِ این نمائید بسعادتِ دُنیا و آخرت برسید ایشاں باستماعِ ایں کلام سیدِ انام علیہ الصلوٰۃ والسلام بجانب یکدیگر دیدند و گفتند کہ ایں ہماں پیغمبر آخر الزمان است کہ یہود بآں خبر میدادند و می ترسانیدند بارا کہ امروز فردا ست آفتاب رسالتِ نبی آخر الزمان طلوع نمائد و ما در سایہ حمایت او شمارا ہلاک گردانیم ای قوم آگاہ باشید و مبادرت نمائید و ایمان بوے آرید تا بسعادتِ دُنیا و آخرت رسید و یہود را از شما دستِ قدرت کوتاہ باشد پس بعد دریافت سعادتِ بیعتِ اسلام و قبولِ عہدِ نصرتِ سیدِ انام علیہ الصلوٰۃ والسلام بمدینہ عود نمودند +

ترجمہ موسمِ حج میں ایک گروہ قوم خزرج کا مدینہ سے مکہ کو آیا تھا اور محمد صاحب اُن پاس آئے اور فرمایا کہ رب العالمین نے مجھ کو بطور رسول کے واسطے خلق کے بھیجا ہی اور میری قوم کے لوگ مکہ والے احکام الٰہی پہنچانے سے اور احکام دین پر چلنے سے مانع آتے ہیں اگر تم ایمان لاؤ اور مددِ دین کی کروگے تو تم نیکی دنیا اور آخرت کی پاؤ گے یہہ کلام محمد صاحب کا سُنکر مدینہ کے لوگوں نے آپس میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہہ وہی پیغمبر آخر الزمان ہی جس کی یہود مدینہ کے خبر دیتے تھے اور ہم کو ڈراتے تھے کہ آجکل نبی آخر الزمان ظاہر ہوگا اور اُس کی حمایت کے وسیلہ سے ہم تم کو ہلاک کرینگے ای ہماری قوم خزرج کے لوگو خبردار رہو اور جلدی کرو اور اُس پر ایمان لاؤ تاکہ نیکی دُنیا اور آخرت کی پاؤ اور یہودیوں مدینہ کو تم [illegible] جاتی رہے پس مدینہ کے لوگ بعد دریافت کرنے نیکی متابعت اسلام کی اور قبول کرنے عہد محمد صاحب کی مدد کرنے کا مدینہ کو واپس گئے انتہی +

اگر محمد صاحب کو اس موقع حج مکہ پر حال یہود کا ایسا مفصل معلوم ہوتا جیسا کہ علما محمدی کو اب معلوم ہی یعنے یہہ کہ یہود منکرین سخت دشمن عیسیٰ بن مریم کے ہیں اور ایک اور مسیح کے جس کو وہ مسیح بن داؤد اور نبی آخر الزمان کہتے ہیں منتظر تھا کہ ظاہر ہو کر اُن کو کفار پر فتح دلوادے تو یقین منا ہو

کہ محمد صاحب قوم خزرج کے لوگوں مدینہ سے صاف صاف فرماتے کہ میں نبی آخر الزمان یہودیوں کا ہرگز نہیں ہوں وہ نبی آخر الزمان یہودیوں کا تو مسیح الدجال ہے کہ قریب قیامت ظاہر ہوگا اور مسیح حقیقی عیسیٰ ابن مریم آسمان سے نزول فرما کے اُس کو اور اُس کے ساتھیوں کو ہلاک کرینگے لیکن باعث ناواقفیت اور لالچ نبوت کے اُنہوں نے اپنے آپ کو مسیح الدجال قبول کیا چنانچہ جب مدینہ گئے اور یہود ایمان نہیں لائے تو ایک آیت قرآن میں پڑھ دی کہ اُس میں شکایت یہود کی ہے کہ جب وہ نبی آخر الزمان یعنے محمد صاحب ظاہر ہوا جس کے لئے وہ دعا مانگتے تھے کہ ظاہر ہو کر اُن کو کفار پر فتح دلوادے تو وہ منکر ہو گئے لعنت خدا کی اُن کافروں پر مدارج النبوت وغیرہ میں مفصل حال لکھا ہے کہ مدینہ میں محمد صاحب گئے اور اُن کی فتوحات ہوئیں اور دین اسلام دُنیا میں پھیلا غرض کہ محمد صاحب کی اس غلطی سے کہ اُنہوں نے اپنے آپ کو مسیح الدجال ٹھہرایا ساری ترقی اور رونق دین محمدی کی ہوئی +

دفعہ ۱۹۲ - یہہ بات پہلے بیان ہو چکی ہے اور پھر بیان ہوتی ہے کہ محمد صاحب کے زمانہ میں جس نبی آخر الزمان کے ظاہر ہونے کے لئے یہود لوگ دعا مانگتے تھے کہ وہ آکر اُن کو کفار پر فتح دلوادے غیر ممکن تھا کہ وہ نبی آخر الزمان کوئی دوست عیسیٰ ابن مریم کا ہو کیونکہ یہود تو دشمن حضرت عیسیٰ کے تھے اور اُن کے دعویٰ نبوت کو غلط جانتے تھے اور اُن کو قتل کرنے کو اپنا فخر جانتے تھے اور خلاف حضرت مریم کے کفر بکتے تھے یہاں سے ظاہر ہے کہ یہود لوگ کسی ایسے نبی آخر الزمان کے منتظر تھے جو مثل اُن کے دشمن حضرت عیسیٰ ابن مریم کا ہو اور ایسا ہی ہم عیسائیوں کے نزدیک اور محمدیوں کے نزدیک ایک جھوٹا نبی ہونا چاہئے یعنے مسیح الدجال - یہاں سے اظہر من الشمس ہے کہ محمد صاحب نے نہایت سخت غلطی کی کہ یہہ دعویٰ کر بیٹھے کہ جس نبی آخر الزمان کے یہود منتظر تھے

اور دعا مانگتے تھے کہ وہ ظاہر ہو کر اُن کو کفار پر فتح دلوا دے وہ نبی آخر الزمان میں ہوں کیونکہ یہہ کہنے
سے محمد صاحب نے اپنا مسیح الدجال ہونا یا جھوٹا نبی ہونا ثابت کیا اور اِس امر کو بھی متحقق کر دیا کہ یہہ
جو دعویٰ محمد صاحب کا تھا کہ اُن کی خبریں بطور ایک سچے نبی کے توریت اور انجیل میں درج ہیں
محض غلط تھا اگر کوئی ایسی خبریں ہیں وہ کسی اور نبی کے واسطے ہیں اور نہ محمد صاحب کے واسطے
جو کوئی غور سے قرآن اور تفاسیر کو مطالعہ کریگا وہ پائیگا کہ اِس غلطی عظیم کے فقط دو باعث تھے اوّل تو
محمد صاحب کو زبردستی رسول خدا بن جانے کی بڑی تمنّی تھی اور دوم یہہ معلوم ہوتا ہے کہ شاید جس وقت
اُنھوں نے یہہ غلطی کی اُسوقت وہ حال حضرت عیسیٰ مسیح اور خصوصاً کفر یہود منکرین سے واقف نہ تھے
لیکن جب محمد صاحب مدینہ گئے اُس وقت محمد صاحب کو معلوم ہوا کہ یہود لوگ ایک اور نبی آخر الزمان
کے منتظر تھے نہ محمد صاحب کے چنانچہ سورہ مومن کی آیت پچاہ و ہشتم موافق ترجمہ عبد القادر کے
یہہ ہے قولہ جو لوگ جھگڑتے ہیں اللہ کی باتوں میں بغیر کچھ سند کے کہ پہنچی ہو اُن کو اور کچھ نہیں اُن کے
جی میں غرور ہے کہ کبھی نہ پہنچیں اُس تک انتہی اِس پر معالم کی یہہ تفسیر ہے قولہ قال اھل التفسیر
نزلت فی الیھود و ذلک انہم قالوا للنبی صلعم ان صاحبنا المسیح بن داؤد یعنون الدجال
یخرج فی آخر الزمان فیبلغ سلطانہ البر والبحر و یرد الملک الینا ترجمہ کہا اہل تفسیر نے
یہہ آیت نازل ہوئی درباب یہود کے اور یہہ [illegible] لئے کہ اُنھوں نے کہا نبی صلعم (محمد صاحب)
سے کہ ہمارا صاحب (یعنے ہمارا نبی آخر الزمان) مسیح بن داؤد ہے اور مراد رکھتے تھے دجال سے کہ
نکلیگا آخر زمانہ میں پس اُس کی سلطنت پھیلے گی زمین اور سمندر (کے ٹاپوؤں) میں اور بحال کیا
جائیگا ملک (یعنے ہم کو ملک اور ریاست پھر مل جاویگی جو کہ حضرت داؤد کے زمانہ میں حاصل تھی) انتہی
تفسیر بیضاوی میں اِسی آیت کے باب میں یہہ لکھا ہے قولہ لست صاحبنا بل ھو المسیح

بن داؤد یبلغ سلطان البحر و البر الخ ترجمہ (یہودیوں نے کہا ای محمد) تو نہیں ہمارا صاحب بلکہ وہ مسیح بن داؤد ہی کہ اُس کی سلطنت زمین اور سمندر میں پھیلے گی انتہی بعد ازاں محمد صاحب نے بمدد انصاریوں کے یہود کو سخت سزا دی اور مدینہ میں ایک بادشاہ بن گئے اُس وقت علمائے نصاریٰ ملک نجران اور حبش کے حاضر ہونے شروع ہوئے اور اُن سے کچھ حال حضرت عیسیٰ اور اُن کے رسولوں اور مسیح دجال کا معلوم کیا کہ وہ قرآن اور احادیث میں درج ہی اُس وقت محمد صاحب کو معلوم ہوا کہ جس نبی آخر الزمان کے یہود منتظر ہیں وہ کوئی سچا نبی نہ تھا بلکہ ایک جھوٹا نبی یعنے مسیح الدجال کہ قریب قیامت ظاہر ہوگا اور حضرت عیسیٰ مسیح آسمان سے نزول فرما کے اُسے قتل کرینگے اور پھر عیسائیوں کا غلبہ اور یہودیوں کی ذلت قرآن میں مذکور ہوئی چنانچہ سورہ آل عمران آیت چہل و ششم میں قولِ خدا بخطابِ حضرت عیسیٰ کے یہہ لکھا ہی قولہ وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ ترجمہ اور رکھونگا تیرے تابعین کو منکروں سے اوپر قیامت کے دن تک انتہی۔ اِس کی قاضی بیضاوی یہہ تفسیر کرتا ہی قولہ یعلونھم بالحجۃ او السیف فی غالب الامور متبعوہ من آمن بہ نبوتہ من المسلمین و النصاریٰ و الی الآن لم تسمع غلبۃ للیہود علیہم و لم یتفق لھم ملک و دولتہ ترجمہ فوقیت رکھیں گے اُن سے (یعنے یہود سے) حجت یا جنگ میں در باب غلبہ رکھیں گے اور تابع ہوئے اُس کے جو ایمان لائے اُنھیں کی نبوت پر مسلمانوں اور نصاریٰ میں سے اور اب تک نہیں سُنا گیا غلبہ یہود کا اُن پر اور نہیں حاصل ہوا اُن کو (یعنے یہود کو) ملک یا دولت انتہی غرض کہ علمائے محمدی کی خاصیت میں وست بستہ یہہ عرض ہی کہ جس نبی آخر الزمان کے یہود منتظر تھے اور دعا مانگتے تھے کہ وہ ظاہر ہوکر کفار پر فتح دلواوے وہ نبی ہرگز دوست حضرت عیسیٰ بن مریم کا نہیں ہوسکتا تھا بلکہ سخت دشمن اور چونکہ

محمد صاحب نے مطابق مراد یہود کے اُن کا نبی آخرالزمان ہونا قبول کیا تو تحقیق ثابت ہوا کہ محمد صاحب نے مسیح الدجال ہونیکا قرآن میں اقرار کیا +



امریکن مشن پریس لودیانہ ایم- وائیلی منیجر

مسیحی مسافر کا حال بے جلد تصاویر سادہ	۱۲/	روح کا نجات دہندہ	یک پائی
مجلد " "	عہ/	شہادت مسیح اپنے حق میں	یک پائی
بے جلد تصاویر رنگین	۴/عہ	شرع و فضل	-/
مجلد " "	عہ/	احوال مسیح	-/
جنگ مقدس ۸/ و ۲/ و عہ/	/	احوال پادری وبلی صاحب	۲/
مسیح کا جی اٹھنا	۳/	بیبل کی نقلیں حصہ اول	۴/
مسیح کی پیدائش	-/	حصہ دوم	۴/
مسیح کی الوہیت اور انسانیت کی دلیلیں	-/	بشپ ہیٹس صاحب کی زندگی کا احوال	۲/
معجزات مسیح	-/	بزرگ نتھانیل کا [illegible]	-/
مواعظ عقبیٰ	۰/	ڈاکٹر جڈسن صاحب کی سرگذشت	۲/
نجات کا رستہ	یک پائی	دینی و دنیاوی تواریخ کا مجموعہ	۴/عہ
نجات دہندہ کی ضرورت	یک پائی	حدیقۃ السوسن	۲/
نبی معصوم	۰/	خلاصہ تواریخ بیبل	۲/
نور سے ہدایت	-/	کتاب مقدس کا احوال	۲/
پیشین خبریاں مسیح کے حق میں	-/	مستورات بیبل	۴/
راحت القلوب	۲/	تاریخ کلیسیا	۶/
راہ نجات	۴/	تاریخ یوسفی	۲/
رسالہ فرحت روح	-/	تذکرۃ المومنین	۸/

آموں کا قصہ	یک پائی
اپنا کوئی نہیں سرچی	۲ر
بیضہ فروش	یک پائی
بگڑے ہوئے لڑکے لڑکی کی حکایت	یک پائی
بوڑھے کا گھر	٠ر
چند لڑکے لڑکیوں کی حکایتیں	۳ر
چند عورتوں کی حکایتیں	ر
دیکھی بھی کا بیان	یک پائی
دلچسپ بیان	ر
دو نیکو تبدیل	یک پائی
ایک سیٹھ کی حکایت	یک پائی
ایک شخص کے بھی سوتے کا حال	یک پائی
ایک بادشاہ کی حکایت	یک پائی
ایک ... کی ناول	یک پائی
غافل سونے والا	یک پائی
گمشدہ کی حکایت	۳ر
گم گشتہ فرزند	۳ر

حکایاتِ ہند	۸ر
حکایاتِ واقعی لکھنؤ	۹ر
حکایاتِ مفید	۲ر
حکایاتِ مغلوب محبت	ار
حکایاتِ سلاطین	ر
انجیل کے خدمت گذار	ر
جان بچانا	یک پائی
کانون اور بابا کا قصہ	ر
کا دلون کا قصہ	یک پائی
خدا سے خرید ہوا	٠ر
خدا سے میل کرو	یک پائی
خدا کی روح	یک پائی
کلادیا کی خوش نصیبی	۳ر
گرشن کا احوال	ر
گشت فروش کی سرگذشت	۶ر
لڑکوں کی حکایتیں	۳ر
لڑکی کا تذکرہ	۳ر